

حصہ دوم گلشن ہی گلشن

مجموعہ زائد از یک صد احادیث

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامینات	صفحہ نمبر	مضامینات
39	دور حاضر کا سوبال پروگرام اور نبی پاک کے عالم	20	1
	الغیب ہونے کی بھیڑیے کی تصدیق	2	
41	21	3	3
42	22	6	6
43	23	7	7
44	24	7	7
47	25	8	8
49	26	10	10
52	27	12	12
54	28	14	14
56	29	18	18
59	30	21	21
61	31		
62	32	23	23
64	33	25	25
67	34	27	27
70	35	29	29
74	36	31	31
75	37	33	33
76	38	34	34
78	39		

فہرست مضامین

نمبر	عنوانات	صفحہ	نمبر	عنوانات
40	دین و دنیا کی فتوحات اہل حق کے وسیلہ سے خشک	81	56	نوسے نوے رستوں کی قلابازیاں
	ہے		57	فضائل سید الانام احمد
41	اللہ تعالیٰ کی قدرت اسکے قانون پر غالب ہے	84	58	نعم کے پیر کے فضائل
42	مسلمان عالم کو معافی ملنا بھی محض قدرت الہی ہے	87	59	باب فضائل سید المرسلین
43	اولیاء کرام کے حضور غلوں سے بچنے سے تقدیریں	89	60	بر والد باپ نہیں اور ہر باپ والد نہیں
	بدلتی ہیں		61	ہمارے نبی پاک ﷺ کو ساقیہ انبیاء سے زیادہ
44	اللہ و رسول کی محبت تمام نیک اعمال سے قیمتی	92		گنتی خوبیاں حاصل ہیں
45	رضائے الہی کی خاطر عام مسلمان کی زیارت اور	95	62	فضائل درد و شریف
	ولی کی زیارت میں فرق			حضور شافع بننور پر سلام پڑھنے کا جدید سہولہ
46	فضائل اولیاء کرام	98	63	شفا علیہ السلام
47	اللہ تعالیٰ ولی کے ہاتھ، پاؤں، منہ اور آنکھیں بن	100	64	کافروں اور مشرکوں کے لیے سفارش
	جاتا ہے۔		65	مشرکوں کے ہمارے نبی تین جگہوں پر ایک اللہ
48	زندگی، موت، ہمارش، دفعہ بلا اولیاء کرام کی	102		جلوہ مریوں کے۔
	رجین منت ہیں۔		66	فضائل مدینہ منورہ
49	دور حاضر کی جعلی ہیری ویری	106	67	گستاخ رسول کی نشانیاں
50	جعلی پیروں کی شعبہ ہازیاں	109	68	ہمارے نبی ﷺ چودہ طبقوں کے وزن سے زیادہ
51	دجال اور دور حاضر کی شعبہ ہازی	110		وزنی ہیں
52	دور حاضر اور مایہ پرست جاہل مولوی	113	69	نبی پاک ﷺ سے نماز کے اندر بات چیت گرا
53	قمییری اور اسلامی اخلاقیات کا چٹا زونکالنے والے	115		عبادت کے خلاف نہیں ہے
	جعلی اور نفس پرست علماء کی قس قلابازیاں		70	بارگاہ رسالت میں پتھروں کی سلامی
54	آج کے جعلی دربار، یا اسلام سے بغاوت	122	71	بارگاہ رسالت میں درشتوں کی حاضری
55	تعمید گنڈا یا دم درود پر معاوضہ	125	72	سرکار ابد قرار ﷺ و سون چٹان کی پکار

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	نمبر	صفحہ	عنوانات
195	90	196	266	اللہ کی بات اور غیر موجودات
197	268	199	268	اللہ کی بات اور غیر موجودات
91	270	92	270	اللہ کی بات اور غیر موجودات
93	276	201	276	اللہ کی بات اور غیر موجودات
94	279	94	279	اللہ کی بات اور غیر موجودات
95	284	204	284	اللہ کی بات اور غیر موجودات
210	288	96	288	اللہ کی بات اور غیر موجودات
213	290	97	290	اللہ کی بات اور غیر موجودات
219	295	98	295	اللہ کی بات اور غیر موجودات
221	300	99	300	اللہ کی بات اور غیر موجودات
223	302	100	302	اللہ کی بات اور غیر موجودات
232	305	101	305	اللہ کی بات اور غیر موجودات
235	309	102	309	اللہ کی بات اور غیر موجودات
240	311	103	311	اللہ کی بات اور غیر موجودات
242	315	104	315	اللہ کی بات اور غیر موجودات
245	318	105	318	اللہ کی بات اور غیر موجودات

فہرست مضامین

نمبر	عنوانات	صفحہ	نمبر	عنوانات
106	مومن کا خواب لا جواب	113	321	نبی روزی کی تفتیش
107	کون سا جھوٹ بولنا جائز ہے	114	326	دور رخ کی بولناکیاں اور غیظ و غضب
108	دور حاضر میں سلام کہنے کا نیا طریقہ	115	334	خاتم الانبیاء کا جہنم الجند رہے گا
109	نہایت اور غفلت کرنے والے کا انجام	116	336	تمام بشری تمام دنیاوی غلامیوں سے پاک
110	فوت شدہ غیر عادی مجرم پر دواؤں کی گواہی سے	117	338	آنکھ باز کی قوت پہ لاکھوں سلام
	فوت شدہ کی معافی	118		کتاب ہدایہ
111	دنیا ایمان والے کا قید خانہ	119	341	اعادہ صحت کی جامع دعائیں
112	امت محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم	347		

مقدمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهِ شَیْءٌ "فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ" ☆ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْغَلِیْقٰی ☆ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُصْطَفٰی ☆ وَعَلٰی اٰلِهِ الْمُجْتَبٰی ☆ وَصَحْبِهِ الْمُسَلَّمِیْنَ ☆ وَعَلٰی سَائِرِ اَحْبَائِهِ وَاَوْلِیَّاءِ مِلَّتِهِ النُّجَبَاءِ ☆ آمِیْن

اما بعد

واللہ اب حافظ محمد یونس ضیاء القادری خداوند قدوس کے غفور و کرم کی امید رکھتے ہوئے
 اللہ کے فضل سے "بِحَاجَةِ النَّبِيِّ الْكَرِيمِ الرَّؤُوفِ الرَّحِيمِ" سے یہ مجموعہ
 اللہ کی صدا حدیث مبارکہ درج ذیل امور کے پیش نظر قارئین کی خدمت میں پیش
 کر رہا ہے۔ امید ہے کہ قارئین میری کم علمی کی وجہ سے ہونے والی
 اہمال و احوال فرما کر میری اصلاح کے لئے مجھے اُن سے آگاہ فرمائیں گے۔

﴿پیش نظر امور﴾

۱:- موجودہ پرفتن دور میں فرقہ واریت کی افراط فری میں احادیث کو احادیث کے مطابق کچھ لوگ نہ تو پڑھتے ہیں۔ اور نہ ہی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور حدیث کا حرف آخر سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اور سنت مصطفیٰ اجتہاد و اجماع اُمّیہ عَلٰی صَاحِبِهَا الْاَوَّلٰی اَلْفُ الْاَوَّلٰی سَلَامًا۔

۲:- فرقہ واریت کو تقویت پہنچانے کے ذمہ دار لوگ اپنے لئے نہایت پسند و توجیز کر چکے ہیں۔ اور بعض لوگ خود کو قرآن و حدیث کے علمبردار سمجھتے ہیں۔ خیالی کا شکار ہیں۔ کہ ہمارے مکتب کا ہر فرد قرآن و حدیث کو سمجھنے کی پوری پوری صلاحیت ہے۔ جبکہ ایسے لوگ اکثر کورے جاہل ہی نہیں بلکہ نہایت قسم کی حماقت سے بھی مزین ہیں۔

۳:- چونکہ اس قسم کے لوگوں کا اَلْدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ (دین اصلاح اللہ) اصلاح ذات البین تعمیر انداز فکر و عمل سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ جس کی اصلاح ہے کہ ایسے لوگ قرآن و حدیث کو اپنی عقل کے پیمانے سے جانچتے ہیں۔ اور ہرگز حقیقتین کے اجتماعی فیصلوں سے ایسے لوگوں کو فرار بلکہ انکار ہے۔ ایسے جہالت پرست لوگوں کا امتیاز مقصود ہے۔

۴:- ایسے ہی کچھ لوگ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمہ گیر مساوی اور کے ساتھ پڑھنے سے باغی ہیں مثلاً۔

﴿دور حاضر اور بدعت کا مسئلہ﴾

۱:- دور حاضر میں بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔

۲:- دور حاضر میں بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔

۳:- دور حاضر میں بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔

۴:- دور حاضر میں بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔

۵:- دور حاضر میں بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔

۶:- دور حاضر میں بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔ اور بدعت کو دو معنوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اچھا کام، بُرا کام۔ نیک کام اور بُرا کام۔

ہے۔ اور ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی جہنم لے جاتا ہے۔
 حدیث ۳: عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً عَنَّا
 الْأِسْلَامَ فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُونَ
 مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وَزُرْهَا وَوَارِ
 عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْقَصَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْءٌ

(ص ۳۴۱ ج ۲ مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اسلام کے اندر کوئی نیا اچھا طریقہ رائج کرے گا۔ اس کا
 نئے اچھے کام کے ایجاد کرنے کا ثواب ملے گا۔ اور جتنے بعد میں آنے والے اس اچھے
 طریقے پر چلیں گے۔ اُن سب کے برابر بھی موجد کو اتنے ثواب ملے گا دوسروں
 میں کمی کیے بغیر۔

ان تینوں احادیث کے مضامین کو سامنے رکھ کر صرف یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ
 کے اندر کوئی بھی ایسا نیا کام ایجاد کرنا جو سنتِ مصطفیٰ یا سنتِ صحابہ کی جگہ قائم کیا جائے
 وہ اچھا ہی کیوں نہ ہو۔ ایسا ہر اچھا اور غیر اچھا کام بدعت اور گمراہی ہی ہوگی۔ اور
 کے جس مرحلے پر سنتِ رسول یا سنتِ صحابہ بالکل خاموش ہے۔ وہاں کوئی بھی نیا کام
 شرعی نقطہ کے مطابق سنت کے قائم مقام ہوگا۔ جس کے لئے اجتہاد و اجماع
 تقاضوں کو مقدم رکھنا لازمی ہوگا۔

اس مطابقت کے علاوہ ان تینوں احادیث کو ایک مقام پر اکٹھا کرنا نہایت

اور اہل بدعت کی تعمیری انداز مگر نہایت معقول اور ٹھوس تاویل پر قائم موقف ہے تو موقف
 اہل سنت و جماعت ہی ہے۔

اس کی معنی میں حق پرست اہل حدیث و احادیث و جماعت مسلک ہی ہے۔ دورِ حاضر میں
 اہل سنت و جماعت جس کی شناخت کا طرہ امتیاز ہے۔ تمام فرقے اسی مسلک اہل سنت
 و جماعت سے نکلے۔ جو لوگ بگڑتے گئے وہ الگ ہو کر نیا فرقہ تیار کرتے اسی جماعت
 و جماعت کے خلاف ہوتے گئے۔ اور یہ حق پرست جماعت اہل سنت و جماعت
 کی توں قائم و دائم ہے۔ اور انشاء اللہ تا قیامت ہی نہیں ابد الابد چمکے گی دیکھے گی۔
 هُوَ مَسْكٌ مَا كَرَزَتْهُ يَتَضَوُّ موجودہ دور سے لے کر قائم و دائم عہد رسالت صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سلسلہ وار وابستہ اسلام کے حقیقی معنوں کے مطابق زیور ایمان سے
 آراستہ ہے تو صرف اہل سنت و جماعت ہی ہے۔ اسی وجہ سے رسالہ ہذا میں مختلف اور
 اہل سنت و جماعت کی حقانیت کی حامل احادیث کا ذکر بالعموم کیا گیا ہے۔ جو کہ مذہب
 اہل سنت و جماعت کے اکثر عقائد و افکار کی حقانیت کی واضح تصدیق کرنے والی
 ہیں۔ اور مقامِ مصطفیٰ و عظمتِ اولیاء کو بالخصوص اُجاگر کرنے والی ہیں۔

فَاللَّهُ هُوَ الْمُؤَفَّقُ لِلسَّادَةِ وَيَهْدِي مَنْ يُشَاءُ لِلرَّشَادِ ☆
 وَلَفِيضُ سَخَائِبَ كَرَمِهِ عَلَى مَنْ أَنَابَ ☆ بِحُرْمَةِ حَبِيبِهِ الْأَكْرَمِ
 الْمَكْرَمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ وَعَلَى آلِهِ
 وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَأَوْلِيَائِهِ مَلَّتِهِ أَجْمَعِينَ - آمِينَ

﴿باب قُوَّة عالمگیر سماعت و بصیرت شہنشاہ بحر و بر﴾

حدیث نمبر ۱۰۔ عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَهَا أَنْ تَطُطَّ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا فِيهَا مَوْضِعٌ أَرْبَعُ أَصَابِعَ إِلَّا وَفِيهَا مَلَكٌ "وَاضِعٌ" حَتَّى يَسْجُدَ لِلَّهِ وَاللَّهُ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَلَبُكَدْتُمْ كَثِيرًا۔

(ص ۵۵ ج ۲ ترمذی شریف)

ترجمہ :- دو صد اکیاسی احادیث کے حافظ سیدنا ابو ذر جندب بن جنادہ غفاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان (اولیٰ) چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور اُسے چرچراہٹ کرنے کا حق ہے۔ مجھے اس کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے۔ آسمان دنیا میں چار انگلی برابر کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ اپنی پیشانی ٹیکے سجدہ ریز نہ ہو۔ خدا کی قسم اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں ہنستے بہت کم اور روتے بہت زیادہ۔

۔ سر عرش پہ ہے تیری گزردل فرش پہ ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

شرح حدیث نمبر ۱۰۔ اس حدیث پاک میں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو عظیم خوبیوں کا بالخصوص ذکر ہے۔ قُوَّة سماعت۔ قُوَّة عالمگیر بصیرت۔ قُوَّة سماعت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان مبارک کے سننے کی طاقت۔ قُوَّة عالمگیر

بصیرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھ مبارک کے دیکھنے کی طاقت۔ دُور بینائی۔ دُور بینائی کی بات سننا اور وہاں کی صورت حال کو پوری طرح سمجھنا۔ قُوَّة سماعت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معمولی جلوہ ہے۔

﴿زمین سے لیکر آسمان دنیا کی مسافت﴾

ترجمہ :- دو صد اکیاسی احادیث کے حافظ سیدنا ابو ذر جندب بن جنادہ غفاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان (اولیٰ) چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور اُسے چرچراہٹ کرنے کا حق ہے۔ مجھے اس کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے۔ آسمان دنیا میں چار انگلی برابر کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ اپنی پیشانی ٹیکے سجدہ ریز نہ ہو۔ خدا کی قسم اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں ہنستے بہت کم اور روتے بہت زیادہ۔

﴿سفر کا کم ترین خاکہ﴾

ترجمہ :- دو صد اکیاسی احادیث کے حافظ سیدنا ابو ذر جندب بن جنادہ غفاری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔ آسمان (اولیٰ) چرچراہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اور اُسے چرچراہٹ کرنے کا حق ہے۔ مجھے اس کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے۔ آسمان دنیا میں چار انگلی برابر کوئی بھی ایسی جگہ نہیں جہاں فرشتہ اپنی پیشانی ٹیکے سجدہ ریز نہ ہو۔ خدا کی قسم اگر تم جان لو جو میں جانتا ہوں ہنستے بہت کم اور روتے بہت زیادہ۔

﴿نگاہ نبوت کا نہایت کم ترین سفر اور ملک شام﴾

حدیث نمبر ۲: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبْرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ صُيْبَ لَمْ أَخَذَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذَرُّهُ حَتَّى أَخَذَ الرَّأْيَةَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ

(رواہ البخاری ص ۵۳۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ۲: جلیل القدر صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ موتہ کی سرزمین پر مجاہدین کی شہادت کی خبر دیتے ہوئے تعزیت کی۔ اور ایک ایک کی یکے بعد دیگرے شہادت پانے والی اطلاع دیتے رہے۔ (جبکہ اُن کی خبر رسانی کا یہاں مدینہ شریف میں کوئی واسطہ نہ تھا) فرمایا جھنڈا زید بن حارثہ کے ہاتھ میں تھا۔ وہ شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا اب جعفر بن ابی طالب نے جھنڈا اٹھام لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا اٹھام لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ اور آپ کی مبارک آنکھیں آنسو ریزی فرما رہی تھیں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کی تلوار خالد بن ولید نے جھنڈا اٹھام لیا۔ اس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے اسلامی فوج کا میابی اور نصرت عطا فرمائی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔

(ص ۵۳۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث ۲: اس حدیث مبارکہ میں بھی قوۃ عالمگیر بصر شہنشاہ بحر و بر مالک ہر ملک کے جلوے طرفہ تر جلوہ گر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ مدینے شریف میں رہ کر سینکڑوں میل

اللہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک کم ترین کرشمہ بصارت ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملک شام میں موتہ مقام پر غازیان اسلام کو ہر قل شاہ روم اور اسکی فوج سے مقابلہ کیلئے وہاں بھیجا۔ اسلامی لشکر کی نفری تین ہزار اور ہر قل شاہ روم کی فوج ایک لاکھ تھی۔ ہماری آٹھ میں یہ جنگ ہوئی۔ جب فیصلہ کن مراحل پر جنگ پہنچی۔ تو حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں توجہ فرمائی۔ دیکھا کہ حضرت زید بن حارثہ کے ہاتھوں میں جھنڈا تھا۔ تو آپ نے فرمایا زید بن حارثہ شہید ہو گئے۔ پھر فرمایا جعفر بن ابی طالب نے لیا۔ وہ بھی شہید ہو گئے۔ ایسے ہی حضرت عبد اللہ بن رواحہ شہید ہو گئے پھر فرمایا خالد بن ولید نے لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں پر لشکر اسلام کو فتح عطا فرمادی۔

﴿چودہ طبقوں سے باہر ہمارے نبی کی رسائی﴾

حدیث نمبر ۳:- عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا لَالِ خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكْغَكْتَ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَفِي رِوَايَةٍ غُرُضَ عَلَى الْجَنَّةِ فِي هَذَا الْحَائِطِ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا غُنْقُودًا وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَا كَلْتُمُ مِنْهُ مَا بَقِيَتْ الدُّنْيَا (ص ۱۰۳ ج ۱ بخاری شریف)

ترجمہ:- سولہ سوا حدیث کے حافظ مفسر قرآن و حبر امت جلیل القدر صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ کہ عہد نبوی علی صاحبہا الف الف تحمہ میں ایک دفعہ سورج کو گرہن لگا تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلاۃ، خسوف یا جماعت ادا فرمائی۔ (نماز سے فراغت پر) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے (دوران نماز) کسی چیز کو اپنی جگہ کھڑے پکڑا۔ پھر ہم نے دیکھا کہ آپ نے پیچھے ہٹ کر اسے چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت کا معائنہ فرمایا۔ ایک روایت میں ہے۔ مجھ پر اس مسجد نبوی کی دیوار میں جنت پیش کی گئی۔ میں نے جنت سے انگور کا ایک گچھا پکڑ لیا اگر تو لیتا تو تابنائے دنیا تم اُسے کھاتے۔

حدیث:- آسمان خواں، زمین خواں، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

﴿حدیث نمبر ۳ کے نکات﴾

۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ مبارک چودہ طبقوں سے باہر تک پہنچ سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث کے الفاظ (فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا غُنْقُودًا) تو میں نے جنت سے انگوروں کا ایک گچھا پکڑ لیا) بتلا رہے ہیں۔

۲۔ درجہ ثواب:- جنت و دوزخ دونوں آخرت کے گھر چودہ طبقوں طبقۃ ارضیہ و سماویہ کی دیواروں سے باہر خارج میں موجود ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک اسی سلسلے کی وضاحت کر رہا ہے
قَوْلُهُ تَعَالَى

وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ
وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۝
قَوْلُهُ تَعَالَى:

سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ۔

۳۔ اور جنت کی طرف سبقت کرو جس کا عرض (چوڑائی) آسمانوں اور زمینوں کے برابر ہے۔

جس جنت کی چوڑائی چودہ طبقوں کے برابر ہے۔ اُس کی لمبائی چودہ طبقوں کے برابر کیے سمائے گی۔

معلوم ہوا ہشت بہشت دَارُ الْخُلْد کا وجود چودہ طبقوں سے باہر خارج میں موجود ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے یہ کامل اکمل عظمت شان عطا فرمائی ہے کہ مدینہ طیبہ میں رہ کر آسمانوں و زمینوں سے باہر اپنا مبارک ہاتھ پہنچا سکتے ہیں۔ وہاں کی صورت دیکھ بھی سکتے ہیں اور سن بھی سکتے ہیں۔

﴿دلوں کے حال کی آگاہی اور عظمتِ مصطفائی﴾

حدیث نمبر ۴: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبَلَتِي هَهُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَخْفِي عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا خُشُوعُكُمْ إِنِّي لَا رَأَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي وَفِي رَوَايَةٍ إِنِّي لَا رَأَاكُمْ مِنْ ظَهْرِي خَلْفِي كَمَا أَرَأَاكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ (ص ۵۹ ج ۱ بخاری شریف)

ترجمہ: پانچ ہزار تین صد چوہتر حدیث کے حافظ جلیل القدر صحابی سیدنا عبدالرحمن بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم دیکھ رہے ہو کہ (نماز میں) میرا رخ قبلہ کی طرف ہے (پیچھے کی خبر نہیں) لہذا کی قسم نہ تمہارا رکوع مجھ پر پوشیدہ ہے۔ اور نہ ہی تمہارے دل کی حالت مجھ پر پوشیدہ ہے۔ میں تمہیں اپنے پیچھے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا تم کو سامنے دیکھ رہا ہوں۔

وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں

یہی پھولِ خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اس حدیث مبارکہ میں متعدد ایمان افروز لطائف جلوہ گر ہیں۔ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ضروری نہیں کہ اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھیں بلکہ ان کے ہی جس طرف توجہ فرمائیں دیکھ سکتے ہیں۔

مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمت کی ظاہری حالت کو اچھی طرح بغیر کسی ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اور اُمتیوں کے دلوں کا حال بھی اچھی طرح جانتے ہیں۔ (لَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ) خشوعِ دل کی خاص پوشیدہ حالت کا نام ہے۔ اور رکوع ظاہری حالت کا نام ہے۔ لیکن اس حدیث کے مطابق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے "بِذَاتِ الصُّدُورِ" یعنی سینوں اور دلوں کی باتوں کو جان رہے ہیں۔

﴿مردے سنتے بھی ہیں اور دیکھتے جانتے بھی ہیں﴾

حدیث نمبر ۵: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أُوذِيَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ قَالَ يَأْتِيهِ مَلِكَانِ فَيَقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ وَلَفْظُ الْبُخَارِيِّ مَا عَلِمْتُكَ فِي هَذَا الرَّجُلِ قَالَ فَلَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ قَالَ فَيَقَالُ لَهُ الْمَرْءُ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبَدْنَاكَ اللَّهُ بِهِ - مَقْعَدًا مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ وَمُسْلِمٌ شَرِيفُ ص ۲۴ ج ۱ اول و مسلم شریف ص ۳۸۶ ج ۲

ترجمہ:- دو ہزار دو صد چھیاسی احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ (میت) اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے۔ اور دفنانے والے واپس لوٹنا شروع کرتے ہیں۔ تو میت اپنی قبر میں واپس لوٹنے والوں کے قدموں اور جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تب اُس کے پاس دو فرشتے آکر اُسے اٹھا کر بٹھا لیتے ہیں۔ اور اُس سے سوال کرتے ہیں۔ کہ تو اس بے مثال آدمی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔ اور اس مقام پر امام بخاری کے یہ الفاظ ہیں اور اس بے مثال انسان کے بارے میں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا البتہ مومن آدمی یہ کہتا ہے۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے مثال انسان اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس میت سے فرشتے کہتے ہیں۔ دیکھ تم میں اپنا مقام! تحقیق یہ انسان میرے لئے اس کے بدلے جنت میں تجھے جگہ عطا فرمادی ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۳۸۶ ج ۲ مسلم شریف علاوہ ازیں ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ نے بھی روایت کیا)

مگر یہ ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور

بتا دو آکر میرے پیہر کہ سخت مشکل جواب میں ہے

اے اے تمہارے غضب پر گھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر

بچا لو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

۵۔ اس حدیث پاک میں معنی خیز چند امور درج ذیل ہیں۔

۱۔ کیا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرنے والے آدمی کی کوئی تخصیص نہیں کی کہ وہ کافر یا کافر یا منافق۔ بلکہ مطلق فرمادیا کہ کوئی بھی ہو سکھ، یہودی، کافر، کسی قسم کا بھی کافر نہ ہو۔ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں شامل ہیں۔

۲۔ کیا پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ کائنات کی ہر چیز کے نبی ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں وضاحت موجود ہے۔ ”أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كُلِّهِمْ“ تمام مخلوق کے رسول ہیں۔ اس لئے بالخصوص بنی آدم اور جنات میں سے کوئی بھی کہیں بھی ہو۔ اس کو ہمارے بچپال آقا مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہی تصور کیا جائے گا۔ اس دنیا میں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مان لیا۔ وہ اُمتِ اجابت میں

ہے۔ اور جنہوں نے نہ مانا وہ اُمتِ دعوت میں ہیں۔

ج۔ یہ نکتہ واضح ہوا کہ مسلمان ہو یا غیر مسلم یا منافق ہر ایک مرنے والے سے اس کا سوال ہوتا ہے۔ کہ تو دنیا میں سب سے اعلیٰ شان کے مالک سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا۔

د۔ حدیث پاک کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر کے اندر میت باہر کی آواز (يَسْمَعُ قَرْعَ نَعَالِهِمْ) اسی وجہ سے کفن و دفن کے بعد قبر پر اذان پڑھنا ضروری ہے۔

کار خیر ہے۔ جبکہ حدیث پاک میں پُر زور تاکید کی گئی ہے۔ کہ سکرَاتِ مَوْت سے بچنے کے لئے بہت سے اذکار کا کامل مجموعہ ہی نہیں۔ بلکہ قبر کے اندر ہونے والے میت سے بھی دعا کی جاتی ہے۔

میں سے دو کا جواب نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ منکر نکیر کے دو سوالوں کا جواب اللہ تعالیٰ ہی سے لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (لَقِنُّوْا اَمْوَالَكُمْ

اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ) یعنی اپنے مُردوں کو کلمہ شریف کی تلقین کرو۔ تو اذان ایک ایسی بات ہے جو میت کے بارے میں قبر والے میت کے دو سوال (مَنْ رَّبُّكَ) اور (وَمَا دِيْنُكَ)

تلقین ہے۔ جس میں قبر والے میت کے دو سوال (مَنْ رَّبُّكَ) اور (وَمَا دِيْنُكَ) کا جواب اللہ تعالیٰ ہی سے لیا جاتا ہے۔

ہ۔ دوسری احادیث کے مضامین کے پیش نظر قبر میں میت سے تین بڑے سوال پوچھے جاتے ہیں۔ ۱۔ مَنْ رَّبُّكَ - تیرا رب کون ہے۔ ۲۔ وَمَا دِيْنُكَ - تیرا دین کیا ہے۔ ۳۔ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هَذَا الرَّجُلِ - تو اس بڑی عظمت والے شخص کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ اس آدمی سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے۔

ج۔ حدیث پاک کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر کے اندر میت باہر کی آواز (يَسْمَعُ قَرْعَ نَعَالِهِمْ) اسی وجہ سے کفن و دفن کے بعد قبر پر اذان پڑھنا ضروری ہے۔

کار خیر ہے۔ جبکہ حدیث پاک میں پُر زور تاکید کی گئی ہے۔ کہ سکرَاتِ مَوْت سے بچنے کے لئے بہت سے اذکار کا کامل مجموعہ ہی نہیں۔ بلکہ قبر کے اندر ہونے والے میت سے بھی دعا کی جاتی ہے۔

ج۔ حدیث پاک کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر کے اندر میت باہر کی آواز (يَسْمَعُ قَرْعَ نَعَالِهِمْ) اسی وجہ سے کفن و دفن کے بعد قبر پر اذان پڑھنا ضروری ہے۔

کار خیر ہے۔ جبکہ حدیث پاک میں پُر زور تاکید کی گئی ہے۔ کہ سکرَاتِ مَوْت سے بچنے کے لئے بہت سے اذکار کا کامل مجموعہ ہی نہیں۔ بلکہ قبر کے اندر ہونے والے میت سے بھی دعا کی جاتی ہے۔

میں سے دو کا جواب نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ منکر نکیر کے دو سوالوں کا جواب اللہ تعالیٰ ہی سے لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (لَقِنُّوْا اَمْوَالَكُمْ

اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ) یعنی اپنے مُردوں کو کلمہ شریف کی تلقین کرو۔ تو اذان ایک ایسی بات ہے جو میت کے بارے میں قبر والے میت کے دو سوال (مَنْ رَّبُّكَ) اور (وَمَا دِيْنُكَ)

تلقین ہے۔ جس میں قبر والے میت کے دو سوال (مَنْ رَّبُّكَ) اور (وَمَا دِيْنُكَ) کا جواب اللہ تعالیٰ ہی سے لیا جاتا ہے۔

ہ۔ دوسری احادیث کے مضامین کے پیش نظر قبر میں میت سے تین بڑے سوال پوچھے جاتے ہیں۔ ۱۔ مَنْ رَّبُّكَ - تیرا رب کون ہے۔ ۲۔ وَمَا دِيْنُكَ - تیرا دین کیا ہے۔ ۳۔ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِيْ هَذَا الرَّجُلِ - تو اس بڑی عظمت والے شخص کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ اس آدمی سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے۔

ج۔ حدیث پاک کے الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبر کے اندر میت باہر کی آواز (يَسْمَعُ قَرْعَ نَعَالِهِمْ) اسی وجہ سے کفن و دفن کے بعد قبر پر اذان پڑھنا ضروری ہے۔

کار خیر ہے۔ جبکہ حدیث پاک میں پُر زور تاکید کی گئی ہے۔ کہ سکرَاتِ مَوْت سے بچنے کے لئے بہت سے اذکار کا کامل مجموعہ ہی نہیں۔ بلکہ قبر کے اندر ہونے والے میت سے بھی دعا کی جاتی ہے۔

میں سے دو کا جواب نہایت آسان ہو جاتا ہے۔ منکر نکیر کے دو سوالوں کا جواب اللہ تعالیٰ ہی سے لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (لَقِنُّوْا اَمْوَالَكُمْ

پیمانے سے نہیں عشق و محبت کے پیمانے سے تسلیم کی جاتی ہیں۔ یُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
کے ضمن میں آتی ہیں۔

ط۔ لاکھوں مقامات پر حاضر و ناظر ہونا ادھر کبہ خضریٰ میں موجود رہنا اور ہر وقت
ملائکہ انسان، جنات کی سلامی اور درود پاک کے تحائف قبول کرنا اور ان میں سے
ہر وقت سلام کا جواب دینا اور تمام کون و مکان سے نمازی و غیر نمازی افراد کی سلامی
سلامی اور ان کا جواب دینا۔ یہ سب چیزیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہاں
یہاں مسجد نبوی میں بیٹھ کر آسمان دنیا کی اور آسمانوں اور زمینوں کے کڑوں سے
بہشتوں میں اپنے حوض کوثر کا دیکھنا اور ارشاد فرمانا۔ کہ میں جیسے سامنے دیکھتا ہوں
پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔ میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ اور میں غلام
بِذَاتِ الصُّدُور ہوں۔ دلوں کی حالت دیکھتا ہوں یہ سب چیزیں عقل کے
سے خارج ہیں۔ لہذا نبی کی شان عقل سے نہیں پہچانی جاسکتی۔

﴿رسول پاک کی نشانی مخالف کی زبانی﴾

حدیث نمبر ۶: قَالَ ابْنُ الْقَيْمِ قَالَ الطَّبْرَانِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى
الْعَلَّافُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَرْزُومٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ
سَعِيدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُوَا الصَّلَاةَ

وَمِنَ الْخَلْقِ فَإِنَّهُ يَوْمَ "مُشْهُود" تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ
أَهْلِ أَهْلِ عَلَى الْأَوْبَلِ غَنَى صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ
بِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ وَبَعْدَ وَقَاتِي إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى
أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ (ص ۶۳ جلاء الافہام عربی مطبوعہ مصر)

یہاں مالک انصاری سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جمعۃ المبارک کے روز مجھ پر درود شریف کثرت
کے ساتھ آئے گا۔ اس لئے کہ یہ فرشتوں کی حاضری کا دن ہے۔ کوئی بھی آدمی مجھ پر درود
پڑھے گا وہ بھی ہو اُس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے۔ ہم نے عرض کیا آپ کی
آواز کبھی نہیں پہنچے گی؟ فرمایا ہاں میری وفات کے بعد بھی ایسے ہی درود پڑھنے والے کی آواز
میں پہنچے گی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے پاک جسم زمین کے لئے کھالینا
فرمایا ہے۔ اس روایت کو ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام ص ۶۳ عربی مطبوعہ

مصر لکھا ہے۔

میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

اس حدیث پاک میں درج ذیل نکات موجود ہیں۔

۱۔ اس حدیث کو لکھنے والا اپنی کتاب جلاء الافہام میں دو بار حاضر کے الہدیت اور مکتب
۲۔ امام ابو حنیفہ اور محقق ابن قیم جوزی ابن تیمیہ کا شاگرد رشید ہے۔

۳۔ انبیاء یعنی نبی کی روح تو آزاد ہے ہی۔ البتہ نبی کا جسم بھی زندہ ہے۔ جس کو

مٹی نہیں کھا سکتی۔

نمبر ۳۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوتِ عالمگیر بصر کا اندازہ لگانا تو کمال کی چیز ہے۔ صحیح امتی کی پرواز کا اندازہ لگانا نہایت مشکل ہے۔ اس لئے کہ نبی پاک اپنی طاقتِ عالمگیر سماعت سے سُنیں تو یہ نبی کی پاور ہے۔ اور نبی پاک تک درود پڑھنے والے امتی کی آواز کا پہنچنا امتی کی پاور ہے۔ لفظ قابلِ غور (أَلَا وَبَلَّغْنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ) کا ترجمہ ہے کہ کسی بھی گوشے سے درود پڑھنے والے کی آواز بارگاہِ رسالت میں از خود پہنچ جاتی ہے۔ اسی مفہوم کی یعنی امتی کی عالمی قوت سماعت اور قوت بصارت کا ایک جلوہ اگلی حدیث مبارکہ میں ملاحظہ فرمائیے۔

اور ملحقوں کے باہر سے تو ایک عورت بھی سن سکتی ہے اور دیکھ بھی سکتی ہے ﴿

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِي الْمَرْأَةَ زَوْجَهَا فِي مَا أَسْرَرَتْ إِلَيْهِ وَلَا تَنْتَقِصْ زَوْجَتَهُ مِنَ الْخُورِ الْعَيْنِ لَا تُؤْذِيهِ قَاتِلَكَ اللَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ دَخِيلٌ "عِنْدَكَ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكَ إِلَيْنَا

(رواہ الترمذی وابن ماجہ ص ۲۸۱ ج مشکوٰۃ شریف)

ایک صد ستاون احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی عورت دنیا میں اپنے خاوند (بہشتی) کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ اُس وقت اُس خاوند کی بننے والی زمین بہشت میں بیٹھی دنیا کی بیوی کو لالکا رتی ہے۔ اے دنیا کی بیوی اللہ تعالیٰ تجھے اللہ کے اس کو تکلیف نہ پہنچا۔ یہ تو تیرے پاس چند روز کا مہمان ہے۔ عنقریب تجھے اللہ کے ہمارے پاس آنے والا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا۔ (ص ۲۸۱ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

اللہ العرش جس کو جو ملا اُن سے ملا

بُتّی ہے کو نین میں نعمت رسول اللہ کی

حدیث: قرآن کریم کی رُو سے بہشت ان سات آسمان اور سات زمینوں سے ہے۔ حضور سرکارِ مدینہ سرورِ سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ ترین غلام امتی کی بیوی اور ملحقوں سے باہر بہشتوں میں بیٹھی دنیا کی بیوی کی نازیبا گفتگو سن رہی ہے۔ اور ناروا

سلوک دیکھ بھی رہی ہے۔ تو تمام پیغمبروں کے امام مدینہ طیبہ میں رہ کر اپنے غلام اُمّیؑ درود و سلام دنیا کے کسی بھی گوشے سے سنیں۔ اور ہماری طرف نگاہِ رحمت فرمائیں۔ تو کون کی قباحت اور شرعی ممانعت ہے۔ **الْصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا إِمَامَ حَضْرَةِ اللَّهِ وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ سَيِّدِي يَا حَبِيبَ اللَّهِ**۔ ہمارے آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی وفات کے بعد بھی زندہ تائبندہ اور دنیا کی زندگی کی طرح ہی نہیں بلکہ اس دنیا کی زندگی کی نسبت بہت بہتر انداز میں دیکھتے اور سنتے ہیں۔ آج کا ٹیلیفون و موبائل جیسے حساس نظام اعلانیہ لکار رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی نبی یا ولی کی طاقت کو غیر نبی یا غیر ولی پوری طرح سمجھ سکیں بہت بڑی خام خیالی ہے۔ نبی یا ولی دنیا کی تمام طاقتوں سے وراء الورا ہوا کرتا ہے۔ ان ترقی یافتہ جدید سائنسی پروگراموں کا تعلق زیادہ تر چند چیزوں سے ہی ہے۔ لوہا، جست، تانبا، سک، قلعی، پلاسٹک اور چند مادی، جماداتی اشیاء۔ اور یہی مادی جمادات اشیاء شعور اور افزائش کے لحاظ سے موجودات کے سفلی اور کم ترین درجہ جمادات میں شامل ہیں۔ جبکہ ان کے اوپر نباتات (تمام روئے زمین سے اُگنے والی اشیاء) اور ان کے اوپر حیوانات کا درجہ اور حیوانات (جاندار) کے اوپر عام انسان کا درجہ اور تمام انسانوں پر نبی یا ولی کا درجہ اور تمام نبیوں اور ولیوں پر ہمارے نبی ؐ لا ریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درجہ ہے۔ اتنی بلند و بالا ہستی کے عالم الغیب ہونے اور باخبر و با اختیار ہونے کا انکار کرنا خردمانی نہیں تو پھر اور کیا ہے؟

﴿مدینہ شریف میں جلوہ گر اور مکہ شریف میں اُمّی سے باخبر﴾

حدیث نمبر ۸:- **عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَاتَ عِنْدَهَا لَيْلَةً فَقَامَ لِيَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لَيْتَكَ لَيْتَكَ نُصِرْتُ لِنُصْرَتِكَ نُصِرْتُ لَنُصْرَتِكَ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَقُولُ لَيْتَكَ فَلَمَّا نُصِرْتُ نُصِرْتُ لَنُصْرَتِكَ كَأَنَّكَ تُكَلِّمُ إِنْسَانًا، فَهَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ هَذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ! يَغْنِي خُرَاعُهُ بَزْعَمُ أَنْ قُرَيْشًا أَغَارَتْ عَلَيْهِمْ بِكَرْبُنٍ وَائِلٍ: أَيْ بَطْنَا مِنْهُمْ وَهُمْ بَنُو نَفَاثَةَ قَالَتْ مَيْمُونَةُ: فَأَقَمْنَا كَلَامًا، ثُمَّ صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ، فَسَمِعْتُ الرَّاجِزَ يَقُولُ: يَا رَبِّ إِنِّي نَاشِدٌ مُحَقِّدًا**

(ص ۶ جلد ۳ سیرۃ حلبیہ علی بن برہان الدین متوفی ۱۰۴۴ھ)

ترجمہ:- اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ اُن کے گھر میں تھے رات کو نماز کے وضو کیلئے اُٹھے تو میں نے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ تین دفعہ ایسے فرمایا۔ اور فرمایا تو مدد کا یقین رکھ تو مدد کا یقین رکھ۔ تین دفعہ ایسے فرمایا۔ جب وضو سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آپ کو کہتے سنا کہ آپ فرما رہے ہیں۔ میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں۔ تین دفعہ آپ نے یہی فرمایا

اور آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا تو مدد کا یقین رکھ۔ تو مدد کا یقین رکھ۔ گویا کہ آپ کسی مخاطب کر کے فرما رہے تھے۔ تو کیا اُس وقت آپ کے پاس کوئی آدمی موجود تھا؟ آپ فرمایا بنو خزاعہ سے بنو کعب قبیلے کا آدمی مجھے آواز دے رہا تھا کہ بکر بن وائل بنو کعب نے مکے کے کافروں کی حمایت سے ہم پر دھاوا بول دیا ہے۔ حضرت میمونہ فرماتی ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز ادا فرمائی۔ اور تین دن بعد درمستطیٰ کے آواز دے رہا تھا اے اللہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صبح کے وقت پکار رہا ہوں۔

يَا رَبِّ اِنِّى نَاشِدٌ مُحَمَّدًا (سیرت حلبیہ ص ۶ جلد ۳)

شرح حدیث: اس حدیث پاک میں سابقہ احادیث کے مفاتیح کے مطابق تو یہ سماعت و محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان بیان کی گئی ہے۔ جس کے لئے جلوے درج ذیل ہیں۔

ا:- مرید کامل پیر سے استغاثہ فریاد کرے تو پیر کامل بطور عجز و انکساری خادمانہ انداز اختیار کرے یہی انداز بارگاہ یزدی میں نہایت پسندیدہ ہے۔ جیسا کہ لفظ لبیک سے ظاہر ہے۔

ب:- مکہ شریف کے قریب قدیم زمانہ سے دو بڑی قومیں بنو خزاعہ اور بنو بکر ایک دوسرے سے اکثر متحارب اور متصادم رہتے تھے۔ اکثر شرارت میں پہل کرنا زیادہ تر بنو بکر قوم کا انداز ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ایسی قومیں اپنی امداد کیلئے دوسری قوموں کو اپنا حلیف بنالیا کرتی تھیں۔ تاکہ بوقت جنگ وجدل ایک دوسری کی مدد کر سکیں۔ حضور علیہ السلام کو بنو خزاعہ اپنا حلیف بنالیا۔ اور بنو بکر نے اپنا حلیف سرکردہ کفار مکہ کو بنالیا۔ صلح حدیبیہ کے بعد ان کے بنو نفاشہ کنبے سے چند آدمیوں نے دھاوا بول کر بنو خزاعہ کا آدمی قتل کر دیا۔ مقتول کے

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدد کے لئے مکہ شریف میں پکارا۔ جس کے جواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی فریاد سن کر لبیک لفظ سے جواب دیا۔ (سیرت حلبیہ ص ۶ جلد ۳) میں ابھی تیری مدد کو پہنچا۔ اور اس واقعہ کے چند دن بعد فتح مکہ ہوا۔

﴿علم غیب کا باب﴾

اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بھی راز مخفی نہ ہے

عن ابي موسى الاشعري رضى الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن اشياء كرهها فلما انزل عليه غضب ثم قال للناس سلوني عما شئتم فقال من ابي قال ابوك خذافه فقال من ابي قال ابوك سالم مولى شيبه فلما رأى عمر بن الخطاب رضى الله عنه ما فى وجهه قال يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم رضىنا بالله رباً وبالاسلام ديناً وبمحمد نبياً (ص ۲۰ ج ۱ بخاری شریف ص ۲۶ ج ۲ مسلم شریف)

اس حدیث کے حافظ جلیل القدر صحابی ابو موسیٰ عبد اللہ بن قیس اشعری روایت ہے کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (منافق) لوگ

ایسے ایسے سوالات کرنے لگے جو آپ کو نہایت ناپسندیدہ تھے۔ جب ایسے سوالات کثرت ہونے لگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناراض ہو کر لوگوں سے کہا مجھ سے (جو جی چاہے۔ تو ایک آدمی کہنے لگا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ خدا ہے۔ دوسرا آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا میرا باپ کون ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا باپ اسلام ہے۔ جب فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر شدید غضب کے آثار دیکھے تو عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ ہم اللہ جل کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور آپ کے نبی ہونے پر راضی ہیں (ص ۲۰ ج ۱ بخاری شریف، ص ۲۶ ج ۲ مسلم شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث مبارکہ میں متعدد امور کی وضاحت کی گئی ہے۔

الف۔ رسول اکرم نور مجسم صلی آلہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر ضروری سوالات کی ممانعت

ب۔ غیب دان امام الرسل کی غیب دانی پر اعتراض کرنے والے منافق تھے۔

ج۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چاہیں تو گہرے سے گہرا عمیق ترین راز یا فیہم خبر معلوم کر لیتے ہیں۔ اور ایسے معاملات کی دریافت اور تمام غیبی امور کو جاننے کے نبی کی توجہ کا ہونا ضروری رہا ہے۔ اس واقعہ میں کسی بھی محدث سے یہ روایت مذکور نہیں فرشتہ وحی لے کر آیا تب نبی پاک نے اپنے علمی عروج کا اعلان عام فرمادیا ہو۔ بلکہ واسطہ خدا وادلاحیت تھی۔ جو عظمتِ مصطفیٰ کی شکل میں جلوہ گر رہی ہے۔

د۔ ہمیشہ دوامی طور پر ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی کے محتاج نہیں۔ اگر کسی وقت غیب دان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی چیز کی طرف توجہ نہ ہو تو لامتناہی مستلزم نہیں۔

الْأَمَلُ فِي اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمَا أَنِي لَا أُنْسِي وَلَكِنْ أُنْسِي
الْحَرَمَ وَفِي لَفْظٍ إِنَّمَا أَشْهُوِلَا سَنَ (ص ۴۲ ج ۱۴ احیاء العلوم مطبوعہ مصر)

امام فزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں موطا امام مالک کا ذکر فرمائی ہے۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو یہ سناتا ہوں تاکہ میری شریعت کا کوئی اور قانون لاگو کیا جائے یا اس کی غلط فہمی کا اظہار مقصود ہوتا ہے (ص ۳۲ ج ۴ احیاء العلوم) اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَىٰ إِلَّا مَشَاءَ ۚ

عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا کے ہار کی گمشدگی یا اور ایسے دیگر اعتراضات جو گستاخان رسول کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ اُن تمام کا اجمالی جواب یہی ہے۔ کہ نبی کی محبوبہ دانی کے لئے توجہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا عالم الغیب ہونا توجہ کا محتاج نہیں۔

اس حدیث پاک میں اسی حدیث کی رُوح رواں جاوِداں یہ الفاظ ہیں

سَلُونِي عَنْ مَا شِئْتُمْ۔

جو جی چاہے کسی کا مجھ سے پوچھ لے۔ ہمارے نبی پاک کے کئی علم کا بہت بڑا عظیم
الفاظ بھی ہیں۔ شارحین حدیث کے مطابق نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم
نے والے منافق تھے۔

﴿گلی علوم غیبیہ کا ایمان پرورنکتہ﴾

کار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب لکار کر اعلان عام کر دیا کہ جس کا جو جی

چاہے پوچھے میں جواب دوں گا۔ منافقین بھی وہاں موجود تھے۔ اگر ان منافقین کو یہ یاد دلائی جائے کہ یہاں موجود آدمی یہ پوچھ لیتا کہ قیامت کب آئی گی۔ کتنی مدت کے بعد قیامت آئے گی۔ آپ جواب دیتے کہ قیامت کتنی مدت بعد آئے گی۔ یا جواب نہ دیتے۔ اگر جواب نہ دے سکتے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ثابت نہ ہوتے۔ جبکہ یہ بات مسلم نبی جھوٹے چیلنج نہیں کیا کرتا۔ جو بات کرتا ہے سو فیصد حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کھلی علوم عطا کیے ہیں۔ قیامت سمیت ہر بات کا علم رکھتے ہیں۔

و۔ عَمَّا شِئْتُمْ میں موجود لفظ ”ما“ ہر فرد کائنات کی ہر جزئی کو شامل ہے

ز۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ کو لوگ تنگ کرتے تھے۔ کہ آپ بے اصل حرام زاد ہیں۔ آپ کا والد حذافہ سبھی نہیں ہے اور کوئی ہے۔ چونکہ حقیقتاً حضرت عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والد حذافہ ہی تھے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے فرمایا لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔ اَبُو حَذَافَةُ سَهْمِي“ تیرا باپ حذافہ سہمی ہی ہے۔

ح۔ دوسرے سائل نے بھی اسی قسم کا سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ چونکہ یہ صحیح مسلم تھا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا تو واقعی بے اصل ہے۔ کہ میرا باپ بکریوں کا چرواہا سالم شیبہ کا نوکر ہے

ط۔ اتنی گہری قدیم اور تعجب خیز علمی پرواز کہ ان سائلین کے والدین کب شب ہائے حیرت میں سوئے اور غلط نطفے قرار پائے۔ اور انھی نطفوں نے تولیدی صورت حال اختیار کی اور معرض وجود میں آئے۔ یہ حدیث اور قرآن پاک گواہ ہے کہ نبوت کا منصب علوم و کرامات کی دولتِ سرمدی سے مالا مال ہوا کرتا ہے۔

”اے اپنے امتی کے بہشتی یاد دوزخی ہونے کے انجام سے باخبر ہے“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِ الْآيَةُ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى الْآيَةِ حَبَسَ ثَابِتٌ "بْنُ قَيْسٍ بْنُ شَمَّا" (ص ۵۷ ج ۱ مسلم شریف)

ابو انس مالک القدر صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ اے ایمان والو اپنی آواز کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو تو ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ اپنے گھر خانہ نشین ہو گئے اور کہا کہ میں اگلی ہوں۔ کچھ عرصہ تک سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب ملاقات نہ ہوئی تو آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا اے سعد! ثابت بن قیس کو کیا ہوا؟ کیا وہ بیمار ہے؟ حضرت سعد نے عرض کیا ثابت میرا پڑوسی ہے میرے پاس اس کے بیمار ہونے جیسی کوئی بات بھی نہیں۔ حضرت سعد حضرت ثابت سے جا ملے اور حضور علیہ السلام کا فرمان عالی شان بیان کر دیا۔ حضرت ثابت نے کہا کہ آپ کو پتہ ہے کہ آیت کریمہ نازل ہو چکی ہے۔ کہ جو آدمی نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرے گا اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ اور وہ جہنمی ہے۔ اور اونچا بولنا میری عادت ہے۔ اگر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے میری آواز ہمیشہ اونچی ہوتی ہے۔ تو میں جہنمی ہوں گا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے واپس حضور سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جا کر یہ بات عرض کر دی کہ ثابت سمجھ بیٹھا ہے کہ وہ جہنمی ہے

سرکارِ ابد قراری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ثابت بن قیس بہشتی ہے۔
(ص ۵۷ ج ۱ مسلم شریف)

شرح حدیث:- علوم غیبیہ میں سے ایک غیب کا علم یہ بھی ہے کہ کسی کا جہنمی یا جنتی ہونا معلوم ہو جائے۔ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت کے جنتی ہونے کا حکم جاری فرمادیا۔ ایک حضرت ثابت بن قیس ہی نہیں۔ بلکہ پوری کائنات کے جنتی اور دوزخی افراد کو اچھی طرح جانتے پہچانتے ہیں۔

﴿آسمان کے سارے ستارے اور فاروقِ اعظم کی نیکیاں﴾

حدیث نمبر ۱۱:- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي حِجْرِي فِي لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ إِذْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَلْ يَكُونُ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَسَنَاتِ عَدَدُ نُجُومِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَأَيْنَ خَسَنَاتُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ إِنَّمَا جَمِيعُ خَسَنَاتِ عُمَرَ كَخَسَنَةِ وَاحِدَةٍ مِنْ خَسَنَاتِ أَبِي بَكْرٍ رَوَاهُ رَزِينٌ

(ص ۵۶۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- دو ہزار دس احادیث کی حافظہ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضوان اللہ علیہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ چمکیلی ستاروں والی رات میں حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری گود میں سر مبارک رکھے آرام فرما تھے۔ میں نے اچانک ایک سوال عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آسمان کے تاروں برابر بھی کسی کی نیکیاں ہوگی۔ حضور غیب دان نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اتنی نیکیاں میرے نائب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہیں۔ تو میں نے عرض کیا! کہ میرے ابا جان حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کتنی نیکیاں ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب کی تمام نیکیاں حضرت ابو بکر صدیق کی نیکیوں میں سے ایک نیکی کے برابر ہیں۔ اس حدیث کو محدث رزین نے بیان کیا۔ (ص ۵۶۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث :- اس حدیث مبارکہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیب دانی اور وسعت علمیہ کا اظہار کامل ہے۔

الف۔ نبی کوئی بھی ہوا تب وہ کرتا ہے جو سو فیصد صداقت پر مبنی ہو۔ آسمان کے ستاروں سے اگر ایک ستارہ بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نیکیوں سے بڑھ جائے تب بھی۔ اور اگر فاروق اعظم کی ایک نیکی ستاروں سے بڑھ جائے تب بھی۔ نبی کی بات سچی نہیں ہو سکتی۔ معلوم ہوا کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمانوں کے تاروں کی پوری پوری کتنی جانتے ہیں۔

ب۔ طرہ تر پر عجب تو یہ نکتہ برآمد ہوا۔ کہ فاروق اعظم کی تمام نیکیوں پر نظر۔ سبحان اللہ! کون کون سی نیکیاں اور کہاں کہاں اور کب عمل میں آئی ہوگی۔ قبل از اسلام نیکیاں
إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا (پارہ ۱۹ فرقان)

ترجمہ :- مگر وہ شخص جس نے توبہ کی اور ایمان پر رہا اور نیک عمل کیے تو ان لوگوں کے گناہوں کو بھی اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور تمام گناہ جو قبل از اسلام سرزد ہوئے جن کے بدلے اسلام لانے کے بعد نیکیاں عطا ہوئیں۔ یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سبق بلوغ سے لیکر قبول اسلام تک تمام گناہوں اور عمر بھر کی وہ تمام نیکیاں جو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد بارہ سال تک عملی یا غیر عملی یعنی فکری طور پر بھی معرض وجود میں نہ آسکیں۔ ان تمام نیکیوں پر بھی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل نگاہ مصطفیٰ خوب شاہد رہی۔

ج۔ تمام نیکیاں میدان عمل میں نہیں آیا کرتیں بعض وہ نیکیاں ہوتی ہیں جو صرف دل کے

لال راسخ سے تعلق رکھتی ہیں۔ مسلمان کسی نیک کام کا ارادہ کرے پھر وہ اُس نیکی کو عملی ہونے پہنچانے سے قاصر رہے۔ حدیث کی رو سے اُسے ایک نیکی کا ثواب ضرور مل جاتا ہے۔ تمام تصورات قلبیہ پر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبحان اللہ! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطاءِ الہیہ سے عَلَیْہِمْ بِذَاتِ الصُّدُور بھی ٹھہرے۔

﴿نبی لا یریب عالم الغیب کی مستقبل کی غیب دانی﴾

ابن ماجہ حدیث :- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَمْرًا إِلَى اللَّهِ يُدْخِلُ فِيهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ مَلَائِكَتِهِ فَذَلِكَ لَهُ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً»
وَلَكِنْ كَيْفَ إِذَا غَمَزَتْ بَعْدِي فَعَمِيَتْ قَالَ اخْتَسِبُ وَالصَّبْرُ قَالَ إِذَنْ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالَتْ فَعَمِيَ بَعْدُ مَا مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ لِسْرَهُ ثُمَّ مَاتَ
 رواہ الترمذی (ص ۵۴۳ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ :- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما صحابی رسول کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے گئے۔ فرمایا تجھے یہ مرض نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن جب تو میرے بعد زندہ رہے گا اور تو آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو جائے گا۔ اُس وقت تو کیا کرے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مکمل صبر کروں گا۔ فرمایا تب تو ثواب جنت میں بغیر حساب کے جائے گا۔ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد میرے ابا جان حضرت زید بن ارقم کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی پھر کچھ عرصہ بعد آنکھوں کی بینائی واپس

﴿ہمارے نبی تمام دوزخیوں اور بہشتیوں کو جانتے ہیں﴾

حدیث نمبر ۱۲:- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ أَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنَى هَذَا كِتَابُ مَنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَهُمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ هَذَا كِتَابُ "مَنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَيْهِ أَخْرَجَهُمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۲۱ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سات سو احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور آپ کے دونوں مبارک ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دو کتابیں کیسی ہیں۔ ہم نے عرض کیا ہم نہیں جانتے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مگر کہ آپ ہمیں بتا دیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے دائیں ہاتھ میں کتاب ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ اس میں تمام بہشتیوں کے نام اور ان

کے آباء و اجداد اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر ان جنتیوں کے آخری فرد کی حد بندی کر دی گئی ہے۔ تو نہ اس تعداد میں کمی ہو سکتی ہے اور نہ اضافہ ہو سکتا ہے کبھی بھی۔ اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے دوسرے ہاتھ والی کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں تمام دوزخیوں اور ان کے باپوں کے اور ان کے قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر ان دوزخیوں کے ناموں کو حتمی شکل دے دی گئی ہے۔ کہ ان میں کبھی بھی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا (ص ۲۱ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ان پر درود جن کو گس بے کس کہیں

ان پر سلام جن کو خبر بے خبر کی ہے

شرح حدیث:- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک ہاتھوں میں دو کتابوں کا ذکر ہے۔ اس میں تمام بہشتیوں کا اور دوزخیوں کے بمع قوم قبیلہ ان کے باپ دادوں کے ناموں سمیت ذکر موجود ہے شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ کا قول جواہر البحار عربی میں مذکور ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ان دونوں کتابوں کا وجود محض تمثیلی تھا۔ اس لئے کہ تمام بہشتیوں اور دوزخیوں ان کے باپ اور قبیلوں کے ناموں سمیت کیلئے بیشمار بڑے بڑے دفاتر کی ضرورت ہے۔ ان ناموں کی گنتی کروڑوں نہیں بلکہ کھربوں تک یقینی ہے۔ اس لئے اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں کتابیں نظر آئی بھی ہوں۔ تو وہ محض نشان دہی کیلئے معهود فی الذہن کی وضاحت کیلئے تھا۔ کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ذہن میں موجود علوم (جو مخلوق کے نزدیک غیر محدود) کا اظہار فرمایا۔

اس حدیث میں مذکور دو کتابوں سے ظاہری مونثاتی ضخامت مراد لی جائے گی۔
اور اگر محض تمثیلی طور پر ذہن میں موجود علمی خزانے مراد لئے جائیں۔ ہر دو صورتوں میں
ہمارے نبی لا ریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پروا و برائے علوم غیبیہ کی
بطور بُرہان ظاہر و باہر ہے۔ کہ حضور سید الکُل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ہر
تمام ہوا آدم کو ہر ایک کے نام اور ولایت کو قبیلہ سمیت خوب پہچانتے ہیں۔

اللَّهُمَّ زِدْ قُرْدُ ”اے اللہ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب کی عظمت کو مزید
فرما“۔ آمین

جنت کو بھی اگر بہشت اور دوزخ کے مستحق مان لیا جائے تو ہمارے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مزید وسعت علوم غیبیہ یقیناً ثابت ہوگی۔ اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ پوری کائنات کے جن وانس کے تمام افراد میں سے ہر ایک کے خاتمہ ایمان پر ہونے کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقینی علم ہے۔ کیونکہ کائنات میں تمام انسان اور جنات یا دوزخی ہیں یا جنتی ہیں۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جنتی اور ہر دوزخی کو اس کی جنت یا دوزخ پر لے جانے پہنچانے میں مددگار ہیں۔

﴿آيَةُ الْكُرْسِيِّ﴾

﴿کاسبق دینے والے کچھ لوگ ایمان کے ڈاکو بھی ہوتے ہیں﴾

حديث نمبر ۱۳ :- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَكَلَّنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ فَأَتَانِي ابْنُ فَجَّالٍ يَحْتُمُونَ الطَّعَامَ فَأَخَذْتُهُ --- الخ رواه البخاري (ص ۱۸۵ جلد ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ انسان المبارک کے مہینے میں فطرانے کی اجناس غلہ وغیرہ جمع شدہ اشیاء کے لئے
۲۔ میری ڈیوٹی لگائی کہ رات کو میں پہرہ دوں۔ دورانِ پاسبانی رات کو ایک
۳۔ والا آیا اور اجناس غلہ اپنے پلہ میں ڈالنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے
۴۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کروں گا۔ اس چور نے کہا میں مجبور عیالدار
۵۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو حضور شافع یوم النشور نے فرمایا رات
۶۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے بڑی منت
۷۔ کہ میں غریب عیالدار آدمی ہوں میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا وہ
۸۔ ﴿سَيَعُوذُ﴾ وہ کل دوبارہ آئے گا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ چور ضرور دوبارہ
۹۔ کیونکہ حضور نے ایسے ہی فرما دیا تھا۔ اگلی رات میں اسکے انتظار میں رہا اچانک وہ
۱۰۔ اللہ کے دانے اٹھا کر اپنے پلے میں ڈالنے لگا میں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ اب
۱۱۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ضرور پیش کروں گا۔ چنانچہ پچھلی رات
۱۲۔ کی طرح اُس نے گریہ زاری کی اور کہا کہ میں آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ میں نے
۱۳۔ چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی اُمّی واقف اسرار لدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو
۱۴۔ حیرے رات کے چور کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم حسب
۱۵۔ سابق اُس نے بڑی منت سماجت کی۔ اور وعدہ کیا کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرے گا۔
۱۶۔ آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے۔ (سَيَعُوذُ) وہ کل پھر آئے گا۔

مفسر صادق المصدق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانِ عالی شان پر مجھے یقین رہا کہ وہ تیسری بار ضرور آئے گا۔ چنانچہ تیسری رات بھی ایسے ہی ہوا۔ اُس کو میں نے موقع پر پکڑ لیا۔ اور میں نے اُس سے کہا یہ تیسری بار تو جھوٹ بولتا ہے میں تجھے ضرور

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں قیمتی وظیفہ بتلاؤں گا۔ میں نے پوچھا وہ کیا وظیفہ ہے۔ اُس نے کہا رات کو سوئے اور صبح تک ہر موذی شیطان سے محفوظ رہے گا۔ اور ساری رات کو محافظ تیری حفاظت کرے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو آقا لچال بے مثال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! رات کے قیدی چور کا کیا بنا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مجھے ایک وظیفہ بتلا دیا۔ کہ آیت الکرسی رات کو پڑھ کر سونے سے بندہ مکمل طور پر محفوظ رہتا ہے۔ تو میں نے اُسے چھوڑ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ! جانتا ہے۔ تین راتوں سے تیرا کس چور سے واسطہ رہا۔ میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا اُس نے وظیفہ صحیح بتلایا۔ لیکن وہ جھوٹا ہے۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں درج ذیل امور کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے۔
۱:- رمضان المبارک میں اجتماعی طور پر اہم امور کے لئے فطرانہ اکٹھا کرنا سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

ب:- بیت المال، مساجد، مدارس و دینی معاملات کی حفاظت کے لئے محافظ متعین کرنا سنتِ مصطفیٰ ہے۔

ج:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رات کے چور کے متعلق پوچھنا اور سرکارِ ابد قرارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا (سَيَغُودُ) وہ دوبارہ آئے گا آپ کی غیب دانی کا واضح ثبوت ہے۔

د:- کذاب جھوٹا بھی کبھی کبھار سچ بولتا ہے۔ حق بات حق ہی ہوتی ہے۔ خواہ کوئی بھی مانے یا نہ مانے۔

حق بات سے ہی متاثر ہونا عقل مندی کی علامت ہے۔ حق کہنے والا کبھی متاثر ہونا ضروری نہیں۔

۲:- حضرت ابو ہریرہ سے کہہ دھوکا باز آدمی کبھی سچ بولے تو اُس سے ہشیار خبردار رہنا ضروری ہے۔ جیسا کہ شیطان نے درس تو آیت الکرسی کا دیا۔ لیکن سرکارِ ابد قرارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگاہ فرمادیا۔ کہ وہ غلہ کاری چور نہیں وہ ایمان کا چور ہے۔ اور وہ آیت الکرسی کی آڑ میں آئندہ تجھے غلط راستے پر نہ ڈال دے۔ جیسا کہ آج کی دنیا کی ہالی وڈی مکار جماعتیں بستر اٹھا کر پھر رہی ہیں۔ درس تو نماز یا روزے کا لیکن حقیقت میں ہر نئے شامل ہونے والے کو تھوڑی سی مشق کے بعد اولیاء و انبیاء کا گستاخ بنا دیتا ہے۔ بہت کم خوش قسمت ناواقف مسلمان تخریبی تبلیغی جماعتوں کے دامِ تزویر سے بچ سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر مسلمان اپنے دین و دنیا کی ضروری باتیں اور ہر بات کے متعلق ہر پہلو کی واقفیت وقت سے پہلے حاصل نہیں کرتے۔ یعنی ایمان کے بنیادی اصولوں سے واقفیت نہیں ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے ایمان والوں کے ہاتھ لٹ جاتے ہیں۔ اور پھر خبر بھی نہیں لگتی کہ کب لٹ گئے اور کیا لٹ گیا۔ ان لوگوں نے؟ لٹنے کا احساس اسی لئے نہیں ہوتا کہ اپنے ایمان کے تحفظات کا علم پہلے ہی میں ہی حاصل نہیں کیا ہوتا۔ اس موضوع کی بھیا تفصیل پہلے سوال نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔

۳:- حاضر کا موبائل پروگرام اور نبی کے عالم الغیب ہونے کی بھیڑیے کی تصدیق ہے۔

۴:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ ذُنْبٌ

الرَّاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَرَعَهَا

مِنْهُ قَالَ فَصَعِدَ الذُّئْبُ عَلَى تَلٍ فَأَقْبَى وَاسْتَنْفَرَ وَقَالَ لَدِ
عِمْدَتُ إِلَى رِذْقِي رَزَقْنِيهِ اللَّهُ أَخَذْتُهُ ثُمَّ انْتَرَعْتَهُ مِنِّي فَلَمَّا
الرَّجُلُ تَا إِلَهُهُ إِنَّ رَأَيْتُ الْيَوْمَ ذُئْبٌ "يَتَكَلَّمُ فَقَالَ الذُّئْبُ
أَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ "فِي النُّخْلَاتِ بَيْنَ الْحَرْتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ
بِمَا مَضَى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا فَمَدَّ
إِلَى النَّبِيِّ فَأَخْبَرَهُ وَأَسْلَمَ فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا أَمَارَاتُ
بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ أَوْشَكَ الرَّجُلُ أَنْ يُخْرَجَ فَلَا يَزِيحُ
حَتَّى يُحْدِثَهُ نَعْلَاهُ وَسُوطُهُ بِمَا أَخَذَتْ أَهْلُهُ بَعْدَهُ.

(رواہ فی شرح السنۃ ص ۵۴۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا کسی چرواہے کی
بکریوں پر حملہ آور ہو کر ایک بکری کو دبوچتے بھاگ نکلا۔ چرواہے نے تعاقب کر کے بکری
چھڑالی۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ وہ بھیڑیا کسی اونچے ٹیلے پر جا کر بیٹھ گیا۔ اور صاف
لفظوں میں گویا ہوا بولا میری حاصل کردہ روزی جسکا قدرت کاملہ نے انتظام کیا تھا۔ وہ
روزی تم نے مجھ سے چھین لی۔ چرواہا بولا! خدا کی قسم بھیڑیے کبھی بات نہیں کرتے اور وہ
بھیڑیا بول رہا ہے۔ بھیڑیا پھر بولا میرے کلام کرنے سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ
کھجوروں والے علاقہ کے دو گرم مقامات کے درمیان ایک ایسا عظیم انسان موجود ہے۔ جو
تمہیں ماضی اور مستقبل کی غیبی خبریں دیتا ہے۔ وہ چرواہا یہودی تھا۔ وہ نبی پاک صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ سارا واقعہ بیان کیا اور مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کے

ہاتھ واقعہ کی تصدیق کی کہ تو نے سچ کہا۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا اس قسم کی باتیں قیامت کی نشانیوں میں سے ہیں۔ یقیناً قیامت سے پہلے ایسا بھی
ہوا گا۔ کہ آدمی اپنے گھر سے نکل کر کہیں جا کر واپس لوٹے گا۔ تو اسکے جوتوں کے تسمے اور
اس کی لاشی اور اس کا چمڑے کا کوڑا اس کو اسکے گھر کی عدم موجودگی کی تمام کارروائی اُسے
دلا دیں گے۔ کہ تیرے یہاں سے جانے کے بعد یہاں تیرے گھر میں کیا کیا ہوا۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم الغیب
کونے کی واضح انداز میں یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ یہ بات تو مسلم کہ بھیڑیے کا بولنا بات
کرنا اور وہ بھی عالم الغیب نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق بطور معجزہ
دلا۔ لیکن معجزہ بھی تو نبی کی ہی صفت ہوا کرتی ہے۔

﴿ایمان افروز نکتہ﴾

قال نور ایمان افروز نکتہ تو یہ ہے۔ کہ بھیڑیے نے کلام جو کیا وہ کن اسرار و رموز کا حسین
ترجما ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں بھیڑیے نے جو الفاظ بولے وہ یہ ہیں۔

"أَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ "فِي النُّخْلَاتِ بَيْنَ الْحَرْتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ
بِمَا مَضَى وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ."

کہ میرے کلام کرنے سے زیادہ تعجب خیز یہ بات ہے کہ تم میں وہ دانائے غیب پاک نبی
موجود ہو چکے ہیں۔ جو تمہیں گزشتہ زمانے اور آئندہ زمانے کی غیب کی باتیں بتاتے
ہیں۔ اور مزید برآں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصدیق فرمادینا کہ بھیڑیے نے
کہا۔ نبی امی رازدان اسرار لدنی کے عالم الغیب ہونے میں کون سا شک باقی رہ

جائے گا۔ علاوہ ازیں صادق المصدق سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے عجیب و غریب سائنسی عروج کا ذکر بھی فرما دیا ٹیپ ریکارڈ کمپیوٹر سسٹم، انجانات کے نظام کی حساسیت کو کتنے حسین انداز میں بیان فرما دیا۔ غور کر لے بات یقینی ہے کہ تمام جدید ترقی کے حساس پروگرام کا تمام تر سلسلہ لیلین، لوہا، چمڑہ اور رسیاں (بجلی کی تاریں) جو کہ جوتوں اور کوڑوں لاشیوں میں بھی سے منسلک ہے۔

اسی نسبت سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کو اُس کے گھر سے دور نہ جائے۔
تسے اور اُس کی لاشی اُسے گھر واپس آنے پر تمام خانگی کاروائی کی خبر دیں گے۔
کیا اسی نسبت سے کہ اُس کی لاشی اُسے گھر واپس آنے پر تمام خانگی کاروائی کی خبر دیں گے۔
کے عالم الغیب ہونے کے متعلق ایک ضروری جائزہ۔

﴿علوم غیبیہ کا جائزہ بشمول آیات قرآنیہ﴾

الف :- لفظ نبی ہی اپنی وضاحت خود کر رہا ہے۔ کہ نبی غیب جاننے والے کوئی شخص ہے۔
 - مبأ بطور مصدر اور بطور افعال متعدد جگہوں پر پوشیدہ خبر (غیب) کے معنی میں
 ہوا ہے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبِإِ الْعَظِيمِ ۝ (پارہ ۳۰ نبأ سورة)

ترجمہ:- آپ سے لوگ پوشیدہ خبر اور غیب کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ یعنی تم بارے میں۔

ب: قُلْ هُوَ تَعَالَى عَنِ الْمَجَازِ (پارہ نمبر ۲۳) فرمادیجیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ (قیامت) بڑی پوشیدہ (غیب) خبر ہے۔

ج. قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَايَ الْعَلِيمُ الْحَبِيرُ (١٠٠)

رسول اللہ آپ کو یہ پوشیدہ خبر کس نے دی فرمایا مجھے علیم وخبر ذات نے یہ نبی خبر
ملی (غیب)؛ فارسی (پوشیدہ)؛ پنجابی (اوپلے والی گل)۔

النَّبِيُّ وَالنَّبِيُّۃُ وَالتَّوْبَةُ = خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی باتیں کوئی کرنا۔ النَّبِيُّ وَالنَّبِیَّةُ وَاحِدٌ جَمْعُ أَنْبِیَاءٍ۔

﴿لفظ نبی کا معنی عربی لغت کے لحاظ سے﴾

اس کی طرف سے الہام کی بنا پر غیب کی باتیں بتانے والا۔ جدید عربی اردو لغات المنجد لغت کی وہ کتاب ہے جس کے شروع میں ترتیب دینے والے بڑے بڑے دیوبند کے نام مذکور ہیں۔ اس لغت کی کتاب کو چھپوانے والے رضی عثمانی دارالاشاعت کراچی بذات خود اسی مکتب دیوبند کے رکن رکین ہیں۔

﴿لفظ نبی اور ترجمہ﴾

جہ اگر صرف خبر دینے والا کیا جائے تو کیا ہر خبر دینے والا نبی ہوتا ہے؟ ایسا تو
 نہیں ہو سکتا۔

یہ بات کہ ترجمہ اگر مذہب اسلام دین کی باتیں بتانے والے کو کہا جائے تو کیا ہر مبلغ
مذہب کی باتیں ہی کہتا ہے؟ ایسا بھی ہر گز نہیں ہو سکتا۔

اللہ کی کا ترجمہ اگر اسلام کی خاص باتیں بتانے والا کیا جائے تو کیا ہر فقیہ، مجتہد، ائمہ
عہد نبی ہوتے ہیں؟ ایسا بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

کامل، غوث قطب نبی ہوتا ہے۔ ایسا بھی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

ہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص مخفی اسرار غیب کی باتیں بتانے والے کو

نبی کہتے ہیں عقلاً و نقلاً مُسَلَّم۔

﴿قرآنی آیات اور علم غیب﴾

قرآن پاک میں علم غیب کے متعلق دو قسم کی آیات موجود ہیں۔

۱۔ منفی

۲۔ مثبت

کچھ آیات کریمہ سے علم غیب کی واضح نفی ملتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی غیب کا علم نہیں جانتا ایسی آیات مقدسہ کو منفی آیات کہا جاتا ہے۔

کچھ آیات طیبہ سے واضح ثبوت ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء و اولیاء عظام غیب کا علم جانتے ہیں ان آیات کو مثبت آیات کہا جاتا ہے۔

﴿مثبت آیات اور ترجمہ﴾

☆ وَمَا كَانَ لِلَّهِ أَنْ يُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مَنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ (پارہ ۴ رکوع ۹)

ترجمہ:- اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ”اے عام لوگو“ کہ تمہیں غیب کا علم دیں ہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے چن لیتا ہے۔ تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان قائم رکھو اور اگر پرہیزگاری اختیار کرو گے۔ اور ایمان پر قائم رہو گے۔ تو تمہارے لیے بہت بڑا ثواب ہے۔

☆ ذَالِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ (پارہ ۳ رکوع ۱۳)

اور یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔ اور تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ وہ مریم علیہا السلام کی پرورش بارے قرعہ اندازی کر رہے تھے اور جھگڑ رہے تھے۔

طَلَمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ أَرْتَضَىٰ مِنْ نَبِيٍّ (پارہ ۲۹ سورہ جن)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ نبی کے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ (پارہ ۳۰ تکویر)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

﴿منفی آیات اور ترجمہ﴾

لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا الْغُيُوبَ إِنِّي مَلَكٌ إِن اتَّبَعُوا الْأَمَّا يُوحَىٰ إِلَيَّ قُلْ هَلْ يَسْمَعُونَ أَلَا عَمِى وَالْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ (پارہ ۷ رکوع ۱۱)

ترجمہ:- تم فرما دو (اے کافرو) میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ ان کوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں اسی کا وحی ہوں جو مجھے وحی آتی ہے۔ تم فرماؤ (یا رسول اللہ) کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور بینا۔ تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

وَمِنْهُ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ (پارہ ۷ رکوع ۱۳)

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں وہی جانتا ہے۔

☆ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ
يَشْفُرُونَ آيَاتَ يُنْعَثُونَ (پارہ ۲۵ رکوع ۱)

ترجمہ:- تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہیں مگر اللہ۔
نہیں ہے کہ کب اٹھائیں جائیں گے۔

☆ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ
أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَأَسْتَكْبَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ (پارہ ۹ رکوع ۱۳)

ترجمہ:- تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں
طرف سے) غیب جان لیا کرتا ہوتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی بیع کر لی

﴿تزیلی مطابقت﴾

قرآن پاک ان دو مفہیم والی آیات کریمہ جن میں بظاہر تضاد نظر آتا ہے۔
قرآن پاک پر تو ہمہ گیر مساوی حیثیت سے ہی ایمان رکھنا ضروری ہے۔ اگر کسی کو
جائے اور بعض کو رد کر دیا جائے تو ایمان کیسے قائم رہے گا۔ ان مذکورہ آیات متعلقہ
مساوی حیثیت سے ایمان رکھنا۔ اور ان آیات کی آپس میں مطابقت صرف الٰہی
میں ہے۔ کہ جن آیتوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کے لئے بھی علم غیب کی
ان سے یہ مراد لی جائے کہ ذاتی طور پر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔
آیتوں میں انبیاء کرام کے لئے علم غیب کا ثبوت ملتا ہے ان سے مراد لی جائے
والہاء اللہ تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں۔ اس صورت میں قرآن پر یکساں طور پر
رکھا جاسکتا ہے۔ بصورت دیگر قرآن پاک پر شک کرنا ہی کفر ہوگا۔

﴿نبی پاک کے اختیار کا باب﴾

عن ابن عائذ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ فَلَمَّا وُضِعَ
الرَّجُلُ فِي الْقَبْرِ خَطَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا تُصَلُّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ
اللَّهِ فَقَالَ رَجُلٌ "فَاجِرٌ" فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ رَأَاهُ أَحَدٌ "وَمَنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ
بِالْإِسْلَامِ فَقَالَ رَجُلٌ "نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ عَرَسَ لَيْلَةً فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَحَتَّى عَلَيْهِ التُّرَابَ فَقَالَ
أَهْلُ الْبَيْتِ يَظُنُّونَ أَنَّكَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ مِنْ
أَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ (ص ۳۶۳ ج مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت ابن عائذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کسی فوت
والہاء اللہ کے جنازے کے ساتھ تشریف لے گئے۔ جب نماز جنازہ پڑھانے کیلئے صف
میں آئے تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ
کی نماز جنازہ نہ پڑھائیے۔ اس لئے کہ یہ آدمی بدخوفاست تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرمایا۔ کہ اس فوت ہونے والے آدمی
کی نماز جنازہ کیسے پڑھائیے؟ ایک آدمی نے عرض کیا ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم میں نے اسے بحیثیت غازی اور مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک رات لکھ کر پہرہ دیتے دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھادی اور دفن کر کے فرمایا تیرے ساتھی تجھے دوزخی سمجھ رہے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو گناہگار ہے۔

بندہ آزاد شدہ ہے یہ ہمارے درکا

کیسا لیتے ہو حساب اس پتہ ہارا کیا ہے

شرح حدیث: غیب دانی اور کسی کے خاتمہ بالا ایمان انجام بالا الخیر ہونے کی وضاحت کی جا رہی ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسی عظیم ترین شخصیت سمیت متعدد صحابہ جس آدمی کے ہونے کو شک کی نگاہ ہی سے نہیں دیکھ رہے۔ بلکہ یقین سے تھے کہ یہ آدمی اپنی ہدایت کی کثرت کی وجہ سے بارگاہ ایزدی میں سخت سزاؤں کا مستوجب ہے۔ اور یہی خداوندی بھی ہے۔ لیکن صرف ایک آدمی کی اتنی گواہی پر کہ لشکر اسلام کی پہریداری کی تھی۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا کہ تیرے ساتھی جو اعمالیوں کی وجہ سے جہنمی قرار دے رہے ہیں۔ اور میں تیری صرف ایک خوبی کی بنا پر بہشتی کہتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اپنی قدرت سے اپنے قانون کو بدل کر بالخصوص جب کہ محبوب ترین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند کا موقع حضور علیہ السلام نے اس فوت شدہ کا بیڑا پار کر دیا کہ حق جنتی ہے۔

دوزخ میں تو کیا میرا سایہ نہ جائے گا

کیونکہ رسول پاک سے یہ دیکھنا نہ جائے گا

اور اگر جس آدمی کے بہشتی ہونے کی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گواہی دے گا تو جنتی قرار پاتا ہے۔ اسلئے کہ مٹوئی کے فسق و فجور کی گواہیاں مل چکی ہیں امام کو ابیاں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی کے مقابل رد کر دی جاتی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گواہی تمام مخلوقات کی گواہی پر مطلقہ ہے۔

ایمان میں رہ کر جنت کی تقسیم اور بلا واسطہ نبی کو داتا کہنا

۱۱۔ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ حَاجَّتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مَرَأً فَقَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ هُوَ ذَلِكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلَى الْبُكَرَةِ السُّجُودِ (رواه مسلم ص ۱۹۳ ج ۱: ص ۸۳ ج مشکوٰۃ شریف)

ابن القدر سخاں رسول سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی روایت کرتے ہیں۔ کہ میں سید اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کے لئے آپ کے پاس رات رہا کرتا تھا۔ اور ایک دفعہ آپ کے پاس وضو کے لئے پانی لایا۔ اور ضروری انتظام کیا تو سرکارِ دو عالم نے مجھے فرمایا۔ ربیعہ مانگو تو میں نے عرض کیا میں آپ سے جنت میں جاؤں گا (أَسْأَلُكَ مَرَأً فَقَالَ لِي سَلْ) آپ نے فرمایا اس مانگو میں نے عرض کیا بس یہی کافی ہے۔ آپ نے فرمایا نفل عبادت کے

ذریعے اپنی مدد بھی کرتے رہنا۔ (تاکہ تجھے قرب نوافل کی منزل بھی حاصل ہو)۔
- مسلم شریف ص ۱۹۳ جلد ۱؛ وص ۸۴ جلد ۱ مشکوٰۃ شریف۔

۔ کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیے

دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

شرح حدیث :- اس حدیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے اختیار بے کلامی کا انداز میں اظہار فرمایا ہے۔ اور پھر کامل کی خدمت کے ایک مکمل درس کی تعلیم بھی دی۔ حدیث میں موجود ہے۔ اہلسنت و جماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ کہ انبیاء و اولیاء مانگنا اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنا ہے۔ جیسا کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ربیعہ سے فرمایا مانگو۔ چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ کہ دینے والا ذاتا باجائز خداوند کریم ہوتا ہے۔ لہذا حضرت ربیعہ نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگنا ہوں لفظ ”سَلْ“ بھی اس حدیث میں نہایت قابل غور ہے۔ سَل فعل امر اس کا فاعل محذوف ضمیر اَنْت ہے۔ مفعول غیر مذکور۔ قواعد لغویہ کے مطابق جس فعل کا مفعول ذکر نہ کیا جائے۔ عمومیہ کا فائدہ دیتا ہے۔ یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ نحوی قانون کے مطابق یہ مفہوم برآمد ہوا کہ مکان و لامکان کے امور میں سے جو جی چاہے مانگو۔ جب حضرت ربیعہ نے مانگنا کہ عاشر رسول ہونے کا بہترین ثبوت دیا۔ کہ جنت بھی گوارا ہے بس تیرے لیے۔ اَوْ لَمْ ذَالِکَ۔ فرمایا اور مانگو لفظ بتلا رہا ہے۔ کہ ہمارے آقا ؑ نعمت و رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات محالات عادیہ سے بہت آگے وراء الوراء ہیں۔

۔ جَنَّتْ چہ یُوْذِیْہِ دِیْدُ اَرْحَمُہُ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ

ایمان چہ یُوْذِیْہِ دِیْدُ اَرْحَمُہُ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ

لَا مِیْنَ یَزِیْدُہِ بِہِ بَہَاۓ سُرْمُوۡیَیْشِ

زَیْنِ نَزْخِ خَیْرِ دَہِ خَیْرِ دَہِ اَرْحَمُہُ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وَسَلَّمَ

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گی

سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

علامہ یوسف بن اسماعیل بھانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جواہر البحار عربی مطبوعہ مصر جلد ۱ میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دے کر رقم طراز ہیں۔

لَا لَئِنْ كَانَ يَفْطَعُ اَرْضَ الْجَنَّةِ فَاَرْضُ الدُّنْيَا اَوْلٰی

(ص ۳۳۸ جلد ۱ جواہر البحار)

اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہشتوں کی زمین کے پلاٹ تقسیم کر رہا ہے ہیں۔ ان کے لئے دنیا کی دولت اور زر زمین کسی کو عنایت کرنا بدرجہ اولیٰ ہے۔ یہ سب کون و مکان سارے جہاں اللہ جلّ مجدہ نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت میں دے رکھے ہیں۔ (فَاعْنِي عَلَى نَفْسِكَ بِكَوْنِهِ) اللہ جلّ مجدہ اور اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس کو جتنا زیادہ عیب ہو اتنا ہی وہ عبادات، نوافل کی برکات سے مالا مال ہوتا ہے۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ عبادوں کی کثرت رکھنا۔

﴿اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو بانٹنے والے﴾

حدیث نمبر ۱۷۰۱۔ عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُرِدُ اللَّهُ خَيْرًا يُفْقَهُهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا الْقَاسِمُ وَاللَّهُ يُعْطِي مَنْ يَشَاءُ عَلَيْهِ

(ص ۳۲ جلد ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- ایک سوتریٹھ احادیث نبویہ کے حافظ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کے لئے اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے اُسے دین اسلام کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔ اور میں بانٹ رہا ہوں اللہ تعالیٰ عطا فرما رہا ہے۔

شرح حدیث:- اس حدیث مبارکہ میں طرفہ ترچلوہ ہائے اختیار شہنشاہِ بحر و بر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُر عجب نظارے۔

الف۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ **فِي الدِّينِ** یعنی دین اسلام کی حقیقی اور اصلی سمجھ کا عطا ہونا خیر و برکت کے عظیم انوار سے مالا مال ہونا ہے۔

ب۔ چونکہ سب کو دین کی سمجھ اور عقل حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ اقدس سے ہی ملی ہے۔ اس لئے حدیث کے دوسرے جملے کا پہلے جملے سے بطور حسین الحاق کر دیا گیا ہے۔ کہ دوسرے جملے میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ کہ میں ہمیشہ سے ہر

جاہل ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے مجھے ہر چیز عطا کئے جا رہا ہے۔

اس حدیث سے پہلی حدیث نمبر ۱۶ میں بھی اس مطلق انداز سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار بے کنار کا اعلان عام کیا گیا ہے۔ اس حدیث نمبر ۱۷۰۱ میں **وَإِنَّمَا أَنَا الْقَاسِمُ وَاللَّهُ يُعْطِي** کے الفاظ اختیار بیکراں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان کر رہے ہیں۔

وَاللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَافِظُ لِمَا هُوَ بِشَاقِطٍ میں ہی حقیقی مجاز بانٹنے والا ہوں۔ ۲۔
۳۔ میں بانٹنے والا بھی ہوں۔ نمبر ۱، نمبر ۳ دونوں حصر حضور شافع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہیں۔

وَاللَّهُ أَنَا الْقَاسِمُ وَاللَّهُ يُعْطِي میں بانٹ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ نہ تو یہ بتایا گیا کہ تقسیم فرماتے ہیں تو کیا۔ اور نہ ہی یہ واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دیا ہے تو کیا؟ جو آپ بانٹ رہے ہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ جب اس قسم کی بات عقل پر مذکور ہو تو عمومیت کا فائدہ ہوتا ہے۔ یعنی میں سب کچھ تقسیم فرما رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرما دیا ہے۔

﴿ ہمارے نبی اور جنتی جاہلِ اد کی تقسیم ﴾

حدیث نمبر ۱۸ :- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى رَجُلٌ "إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفُلَانٍ فِي حَائِطِي عَذْقٌ" وَإِنَّهُ قَدْ أَذَانِي مَكَانَ الْمَاءِ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ بَغْنِي مَاءً قَالَ لَا قَالَ فَهَبْ لِي قَالَ لَا قَالَ فَبِعْنِيهِ بَعْدُ فَبِعْنِيهِ فِي الْمَاءِ فَقَالَ لَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا أَرَادَ الَّذِي أَبْخَلَ مِنْكَ إِلَّا الَّذِي يَبْخُلُ بِالسَّلَامِ ۝

(رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان ص ۴۰۰ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ :- پندرہ سو چالیس احادیث کے حافظ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے باغ میں فلاں آدمی کے پھل دار کھجور کے درخت ہیں۔ (بوجہ اس کی آمد و رفت) اس نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے بلا بھیجا اور اُس سے فرمایا تو اپنے باغ کے درخت مجھے دیدے اور اپنی قیمت وصول کرلو۔ اس نے انکار کیا آپ نے فرمایا کہ دو۔ اُس نے انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں اتنے درخت کدو کے درخت ہیں۔ اس نے انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تجھ سے انکار

ہو گیا ہے جو سلام کا جواب نہ دے۔

لہٰذا ہمیں ہائے جس سمت وہ ذیشان گیا

ساتھ ہی منشی رحمت کا بھی قلمدان گیا

آج لے پناہ اُن کی آج مدد اُن سے مانگ

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

ترجمہ :- اس حدیث پاک سے بھی امام الرسل ہادی سُبُلِ اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کفار کا ناقابلِ تردید ثبوت ظاہر ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدّ عا علیہ السلام سے دنیا کے پھل دار درختوں انگوروں، کھجوروں کے بدلے بہشتوں کے پھل دار انگور اور انگور کے درختوں کا سودا فرما رہے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کافصلہ عنایت کرنا چاہتے تھے۔ ثابت ہوا کہ سارے بہشت آقائے رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خداداد جاگیر ہے۔ جس کو

لا انا عنایت

فرمائیں۔ اس حدیث پاک میں حضور علیہ السلام کی رعایت اور دنیا کے درخت کے بدلے بہشت کے درخت بمعِ دائمی ایمان کی سند کے اور پڑوسی کا قبول نہ کرنا پڑوسی اس لائق تھا کہ اس کے لئے بددعا کی جاتی۔ لیکن نبی رحمت نے بددعا نہیں دی۔

اور مسئلہ اس حدیث میں یہ بھی بیان ہوا کہ جان بوجھ کر مسلمان بھائی کو سلام نہ کہنے والا یا جواب نہ دینے والا بہت بڑا بخیل آدمی ہے۔

﴿زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور ہمارے آقا مختارؐ﴾

حدیث نمبر ۱۹:- عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى الْحِمَى صَلَاتَهُ عَلَى الْقَمِيَّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أَنْظُرُ إِلَى حَوْضٍ وَلَا إِلَى يَدِي وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بِاللَّهِ بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَتَنَا فُسُوءًا فِيهَا

(ص ۳۵۰ جلد ۲ مسلم شریف، بخاری شریف، باب ردی اللیل)

ترجمہ:- پیچین احادیث کے حافظ ذیل القدر صحابی رسول حضرت عقبہ بن عامرؓ نے اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن باہر احد کے تشریف لے گئے اور شہداء احد کے مزارات پر نماز جنازہ کی طرح کھڑے ہو کر دعا مانگی۔ پھر واپس تشریف لائے اور منبر پہلوہ گر ہو کر فرمایا میں تم سے سبقت کرنے والا ہوں۔ میں تم پر گواہ ہوں۔ اور خدا کی قسم میں تم سے اپنے حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں۔ اور میں کے تمام خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی گئی ہیں۔ اور مجھے خدا ہے ہر حال میں۔ کی قسم مجھے اس بات کا کوئی خوف نہیں کہ تم میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے۔ مجھے خدا کا خوف ہے۔ کہ دنیا کے مال و متاع اہل و عیال کی محبت اور وارفتگی میں دینی امور کی

اس پیچھے رہ جاؤ گے۔

ع:- جنہیں مرقد میں تاحشر امتی کہہ کر پکارو گے

ہمیں بھی یاد کر لو ان میں صدقہ اپنی رحمت کا

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں متعدد اور طرفہ ترجمہ ہائے مقام مصطفیٰ کی بلیغ انداز میں شانِ دہی کی گئی ہے۔

الف:- کسی بھی متوفی مسلمان کی قبر پر متعدد بار نماز جنازہ کا ادا کرنا صرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ اور دعا بار بار مانگنا سب کیلئے اجازت ہے۔

ب:- ”اِنِّي فَرَطُكُمْ“ میں تم سے پہلے جانے والا ہوں۔ نبی کو اپنے انجام کا اہل علم داتا ہے۔

ج:- ”وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ“ نبی اپنی امت کا رکھوالا نگہبان ہوتا ہے۔

د:- ”لَا أَنْظُرُ إِلَى حَوْضٍ“ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم از کم

الحار والاکھ میل تک دیکھ سکتے ہیں۔ ملاحظہ ہو جائزہ حدیث نمبر (۱) ایک:-

”وَاللَّهِ قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ حَتَّى وَضَعْتُ

فِي يَدِي“ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین کے تمام خزانوں کے مالک

اور امت مسلمہ پر ”عَلَى صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ صَلَوةٍ وَتَحِيَّةٍ“ شرک کا ارتکاب

کون کرے گی۔

وہ مال کی دولت، ثروت، اہل و عیال کی محبت انسان کو اپنی اصلی حقیقی سوچ سے ہٹا کر تہلکہ

خوار و آلودہ دلوں کا ایندھن بنا سکتی ہے۔

ح۔ نبی کا خواب نبی کی بیداری کی طرح ہی ہے۔ اس لئے کہ نبی کی خواب وحی ہوا کرتا ہے۔ اور اس حدیث میں شہدائے اُحد کے مزارات پر جنازے کا ذکر ہے اس حوالے سے آج کے دور میں غائبانہ جنازہ کی رسم تیار کی جا چکی ہے۔ جو کہ شرعی طور پر ناقابل قبول ہے۔ نبی پاک نے پوری زندگی میں صرف ایک دفعہ اُحدہ نجاشی شاہ حبشہ کی وفات کے لئے اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور یہ صرف خاصہ نبوت تھا۔ کسی بھی دوسرے کو کسی کی غائبانہ نماز جنازہ کی اجازت نہیں زمانہ رسالت سے لے کر ادوار خلافت راشدہ سے صدیوں تک غائبانہ جنازہ کا کوئی وجود نہیں۔ دور حاضر کے منکر گستاخ لوگوں کا غائبانہ جنازہ کار چایا ہوا ڈرامہ ہے۔ حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس سے لے کر غزوات نبوی اور فتوحات شام و فارس کے شہداء اور بعد میں بھی صدیوں تک میلہ لگانے میں بھی کسی شہید یا امام یا عالم کا غائبانہ نماز جنازہ ادا نہ کیا گیا۔

﴿ایمان افروز نکتہ﴾

بعض احادیث میں مذکور ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورہے تھے۔ تو آپ کے مبارک میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔ خواب ہو یا بیداری یکساں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں۔ منکر لوگ یہ بتلائیں وہ کونسی آیت یا حدیث ہے؟۔ جس میں یہ بات مذکور ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیکر واپس لے لی گئیں۔ جب کہ ایسا حوالہ آیت قرآنی یا حدیث کا ملنا ناممکن ہے۔ البتہ سلطنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چلانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چاروزرائے اعظم عطا فرمائے ہیں۔ کونسی سلطنتِ مصطفیٰ اور کہاں تک یہ اگلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیے۔

﴿سلطنتِ مصطفیٰ کا حدودِ اربعہ﴾

حدیث نمبر ۲۰۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ الْإِمْرَانِ مِنَ أَهْلِ السَّمَاءِ وَوُزِيرَانِ مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَمَّا الْإِمْرَانِ مِنَ أَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِئِيلُ وَمِيكَائِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَالْمَا وَزِيرَايَ مِنَ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَمَشْكُوهُ شَرِيف (ص ۵۶۰ جلد ۲)

گیارہ سو چھ احادیث کے حافظ سیدنا ابوسعید سعد بن مالک خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا! ہر نبی کے آسمان والوں سے دو وزیر ہیں۔ اور دو وزیر زمین والوں سے رہے ہیں۔ تو میرے دو وزیر جبرائیل سے جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام اور زمین والوں سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ صحاح ستہ کی معروف کتاب ترمذی شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ (ص ۵۶۰ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

عرش پہ تازہ چھڑ چھاؤ فرش پہ طرفہ دھوم دھام

کان جدھر لگائے تیری ہی داستان ہے

حدیث نمبر ۲۱۔ تمام مخلوقات رب الغلین کی پیدا کردہ ہیں ان تمام مخلوقات کا انتظام اللہ تعالیٰ اور اولیاء و ملائکہ کو ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

واسطہ سے محض بندہ نوازی کے انداز میں (انہیں) سوپ دیا گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو اپنا اختیار سوپنے کا ذکر قرآن پاک میں بھی مختلف انداز میں کیا ہے۔ سورہ زلزال کے شروع میں **فَالْمُقْسِمَاتُ أَمْرًا**۔ اللہ تعالیٰ نے امور سلطنت خداوندی کی کرنے والی فرشتوں کی جماعتوں کے حسن انتظام کی قسم اٹھائی ہے۔

دوسری جگہ سورہ نازعات کے شروع میں فرمایا ہے۔ **فَالْمُدَبِّرَاتُ أَعْلَمَ**۔ حسن تدبیر سے نظام کائنات کا انتظام چلانے والی فرشتوں کی جماعتوں کی قسم۔

﴿ایک شبہ اور اس کا ازالہ﴾

شبہ:- جب اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام پیدا کردہ مخلوقات کی سلطنت اور بادشاہی کا مالک ملائکہ اور اولیاء کرام کو مالک بنا دیا ہے اور اُن کے قبضہ میں دے دیا ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ بے مالک نہ ہو گیا؟

ازالہ:- اللہ تعالیٰ جہان آخرت کی تمام نعمتوں اور بہشتوں کی تمام زمینوں کی ملکیت بہشتیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دے دے گا تو کیا خود بے اختیار اور بے مالک ہو گیا؟ ہرگز نہیں جب دیتا ہے تو واپس نہیں لیتا وہ بخشنے والا ہے۔ یہ جہان اور اہل جہان یہ سب اوڑھ کر وڑوں جہان کسی ایک یا زیادہ افراد کو اُن کی ملکیت میں دے دے گا بھی وہ بے مالک نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ بہشتیوں کی ملکیت **خَالِدِينَ فِيهَا** ابدی ملکیت۔ ہمیشہ سے لے کر ہمیشہ تک حقیقی مالک وہی ہے۔

ایسے ہی ”یا رسول اللہ“ خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا

ع۔ وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہی سے سب ہے انہی کا سب

نہیں اُن کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان

﴿نبی کا فقر اور غریبی اختیاری ہوتی ہے﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِيَ جِبَالُ الذَّهَبِ۔

(رواہ فی شرح السنۃ ص ۵۲۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیہما روایت کرتی ہیں۔ کہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ اگر میں چاہوں تو سونے کے پہاڑ جبال الذہب کے ساتھ چلا کر میں۔

کریم ایسا ملا کہ جس کے کھلے ہیں ہاتھ اور بھرے خزانے

بتاؤ اے مفلسو کہ پھر کیوں تمہارا دل اضطراب میں ہے

حضور سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجاز مطلق ہونے کے باوجود دنیا کے مال و زر اور ٹھانٹھ بانٹھ کو اپنی ذاتی زندگی کے لئے پسند نہیں کرتے تھے۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر اختیاری تھا۔ لا چارگی اور اضطراب کی غربت کا آپ سے کوئی واسطہ بھی نہ تھا۔ اسی لئے اس حدیث پاک میں فرمادیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری زندگی اور میری پسند و رضا کو بہت بلند و بالا مقام عطا فرمایا ہے (لَوْ شِئْتُ) اگر میں چاہوں تو مطلق ارادہ فرمانے سے سونے کے پہاڑ میری خدمت اور فرماں برداری کے لئے تسلیم فرمیں۔ اور ہر وقت میرے ساتھ ساتھ چلا کریں۔ سُبْحَانَ اللَّهِ کیسی عظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

﴿نبی اپنی شریعت کا مختار اور مجازِ کل ہوتا ہے﴾

حدیث نمبر ۲۳:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ هَلَكْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَيْلَكَ مَا لَكَ قَالَ وَقَعْتُ عَلَى إِفْرَأتِي وَأَنَا صَائِمٌ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ (ص ۳۸۳ معانی الآثار للعلی دہلوی)

ترجمہ:- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تباہ ہو گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تیرے لئے افسوس کیا ہوا تجھ کو۔ آپ نے عرض کیا میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہم بستری کی ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایک غلام آزاد کر سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو دو روزہ لگا تار روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھا دے؟ عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ آدمی کھجوروں کا ٹوکرا لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سائل کہاں گیا؟ سائل اُنھ کو حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے فرمایا یہ کھجور

کھجوروں میں تقسیم کر دے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مدینہ طیبہ میں مجھ کو کون غریب ہے؟ تو سرکار نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے اکثر دُردندان اُٹھ کر ظاہر ہو گئے۔ فرمایا جاؤ۔ اپنے بچوں کو کھلا دو تمہارا کفارہ ادا ہو گیا۔

۔ آسمان خوان، زمین خوان، زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا

شرح حدیث:- اس حدیث پاک کے چند بنیادی نکات یہ ہیں۔

۱۔ یہاں بوجھ کر روزہ توڑنے والے پر مذکورہ کفارہ لازم ہے۔ اور اس کے تین درجے بیان ہوئے۔ ۱۔ غلام آزاد کرنا۔ ۲۔ دو ماہ کے متواتر روزے رکھنا اصل ٹوٹے ہوئے روزے کی ادائیگی کے علاوہ۔ ۳۔ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ چونکہ اس زمانہ میں روزہ لڑشی عالمی قانون میں ممنوع ہے۔ اس لئے یہ پہلی صورت کفارے کی ناممکن ہے۔ دوسری صورت:- جو آدمی دو ماہ لگاتار روزے رکھ سکتا ہو رمضان المبارک مہینہ کے علاوہ اس کے لئے حدیث مذکورہ کے الفاظ کی ترتیب کے مطابق تیسری صورت ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

۲۔ جو آدمی دو ماہ لگاتار روزے نہیں رکھ سکتا وہ آدمی ساٹھ مسکینوں کو درمیانے طبقے کی غذا لاشن کے مطابق دو وقت کا کھانا کھلائے۔ اس حدیث کے روح رواں الفاظ ہیں۔ (اَلْعِفَّةُ اَهْلُكَ) روزہ توڑنے والے نے جب کفارے کی تینوں اقسام سے اعطرت کر لی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتفاقاً ایک آدمی کے لائے ہوئے کھجوروں کا ٹوکرا سائل کو دے کر فرمایا یہ غریبوں میں تقسیم کر دو تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ ۳۔ سائل! کائنات کے عالمی نخی کے در پر ہے۔ چل گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم مدینہ طیبہ میں مجھ سے بڑھ کر کوئی اور غریب ہے ہی نہیں۔ میں کس کو کھانا کھلاؤں۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب مسکرائے اور دریائے رحمت سے آگیا اور فرمایا جاؤ (أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ) اپنے گھر والوں کو یہ کھجوریں کھلا دو تمہارا مال ادا ہو گیا۔

حالانکہ اب بھی اور اُس وقت بھی قانون شرعی یہی رہا ہے جو جان بوجھ کر روزہ توڑنے والوں کے لئے کفارہ لازمی ہے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلق اور مختار کُل ہیں۔ اس لئے مسائل کو خصوصی رعایت عنایت فرمائی۔ کفارہ معال نہیں کیا بلکہ کئی دنوں کے لئے اس کے اہل و عیال کی روزی کا انتظام بھی فرمادیا۔

ع۔ سنیوں اُن سے مدد مانگے جاؤ

پڑے بکتے رہیں بکنے والے

(دلوں جہانوں میں نبی اپنے ہر امتی کا مالک رہا ہے)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَىٰ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِقْرَؤْ! إِنْ شِئْتُمْ۔ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ النَّفْسِ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصْبَتُهُ مَنْ كَانُوا وَمَنْ تَرَكَ ذِينًا أَوْ ضِياعًا فَلْيَأْتِنِي بِهِ فَإِنَّا مَوْلَاهُ

(مس ۲۳۰ جلد ۶ عمدۃ القاری شرح بخاری باب الصلوٰۃ علی من ترک دنیا)

پیدا ہوا بھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں دنیا اور آخرت میں ہر ایمان والے کے زیادہ قریب اور بہتر مالک رہا ہوں۔ (۲۲) کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کی جانوں سے بھی اُن کے قریب مالک رہے ہیں۔ تو جو مومن فوت ہو جائے اور مال چھوڑ جائے تو اُس کے عصبہ اور وارث کے لئے ہے۔ اور اگر وہ قرضہ چھوڑ جائے جو میت کے ذمے واجب الادا ہو۔ یا مال غنیمت چھوڑ جائے۔ تو اُن بچوں کی کفالت اور قرضوں کی ادائیگی میرے ذمے ہے۔ (۲۳) میں اُس متوفی مومن کا ہمیشہ سے مالک رہا ہوں۔

ع۔ میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب

یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

شرح حدیث:- پوری کائنات کا خالق اللہ جل مجدہ کی ذات پاک ہی ہے اور حقیقی مالک بھی ہے۔ لیکن جزوی یا کُلّی مالکیت جس کو چاہے عطا فرمادے۔ یہ موجودہ طبقات ارضیہ و سماویہ تو کیا اللہ تعالیٰ ایسے کروڑوں جہان پیدا فرما کر کسی ایک فرد کو ساری ملکیت عطا فرما دے تو اُس کے مالک حقیقی ہونے میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں آئے گا۔ جیسا کہ بہشتیوں کی ہمیشہ کی مالکی بہشتیوں کو دے دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ برابر مالک حقیقی ہی رہے گا۔ کیسی بنیادی نہ تو نئے والی ملکیت کا ذکر ہمارے آقا جلال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح انداز میں فرمادیا کہ میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کا اُس کی ذات سے زیادہ مالک رہا ہوں۔ وراثت وراثت لجاؤں اور اُس کے بچوں اور قرضوں کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ سب کا بوجھ اٹھانے والے سب کے غم خوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ بخاری شریف کی اس مذکورہ حدیث میں لفظوں پر غور کیا جائے تو فنِ بلاغت اور دین کے مسلمہ اصولوں کے مطابق بات ثابت ہو رہی ہے۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر مومن امتی کے ہر جزو کے کُلّی مالک ہیں۔ مامن مومن۔ ماحرف نفی اور منفی لفظ کے درمیان جب میں آئے تو یہ مَن استغراقی ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ اس کی مثال قرآن پاک میں بھی کئی جگہ موجود ہے۔ مثلاً۔ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا۔ یعنی زمین میں چلنے والی تمام جاندار چیزوں کی روزی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ جیسا کہ ماحرف نفی اور منفی لفظ دَابَّةٍ کے درمیان لفظ مَن استغراقی سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ ہر جاندار کی روزی کُلّی طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ ایسے ہی اس حدیث کے لفظ مَامِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أُولَىٰ بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ کا ایسے ہی ترجمہ کیا جائے گا۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایمان والے

ہر جزو سمیت اُس کے کُلّی مالک رہے ہیں۔ اور اس حدیث مذکورہ میں اپنی اُمت ایمان داروں یا سابقہ اُمتوں کے ایمان داروں کے درمیان کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ اعلان فرمادیا۔ کہ کوئی بھی ایمان والا پہلا ہو یا موجودہ یا بعد کا ہر ایمان والے کی ہر ہر کُلّی ملکیت کا اعلان فرمادیا۔ اور اس حدیث پاک میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کے ساتھ کُلّی ملکیت کا اعلان وقتی یا عارضی نہیں بلکہ ہمیشہ سے لیکر مالک استمراری انداز بھی لفظاً بیان فرمادیا۔ اور وہ اسی حدیث کے الفاظ سے ثابت ہے۔ حدیث پاک جملہ اسمیہ کے مقام پر موجود ہے۔ اور اس کی خبر بھی جملہ اسمیہ پر اور جس جملہ اسمیہ کی خبر بھی جملہ اسمیہ ہی ہو یا کوئی مُفرد لفظ ہو تو اس جملے کا مفہوم اعلان اور حقیقی سے بنیادی طور پر متعلق ہوتا ہے۔ جیسا کہ فنِ بلاغت کے اصولوں میں سے اصول ان الفاظ میں مذکور ہے۔

الْجُمْلَةُ الْأَسْمِيَّةُ لَا تُفِيدُ الثَّبُوتَ بِأَصْلِ وَضْعِهَا وَلَا الْأَسْتِمْرَارَ بِالْفَرَائِنِ إِلَّا إِذَا كَانَ خَبَرُهَا مُفْرَدًا أَوْ جُمْلَةً اِسْمِيَّةً أَمَّا إِذَا كَانَ خَبَرُهَا جُمْلَةً فَعَلِيَّةً فَلَا تَفِيدُ التَّجَدُّدَ - أَلْبَاغَةُ الْوَاضِحَةِ لِعَلِيِّ الْجَارِمِ

(عربی مطبوعہ مصر ص ۱۳۹)

جملہ اسمیہ اصل وضع کے لحاظ سے ثبوت (یقین) کا فائدہ نہیں دیتا اور نہ قرآن و دوام اور استمرار کو ظاہر کرتا ہے۔ ہاں اگر جملہ اسمیہ کی خبر مفرد ہو یا جملہ اسمیہ کی خبر جملہ اسمیہ ہی ہو تو ضرور ثبوت و دوام (ہمیشہ کیلئے) جاری رہنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور اگر جملہ اسمیہ کی خبر جملہ فعلیہ ہو تو اُس وقت حدوث و تجدد (مختلف تبدیلیاں) کا فائدہ دیتا

ہے ۱۲۔ خلاصہ حدیث یہ ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازل سے ہر ایمان والے کی ہر ہر بڑی کھلی مالک و مولا ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک رہے۔

﴿حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات

کے متعلق قرآنی آیات اور احادیث کا موازنہ﴾

کوئی بھی نبی یا ولی مطلق بے اختیار نہیں ہوتا۔ البتہ کچھ آیات قرآنیہ اور کچھ احادیث سے ظاہری طور پر نبی یا ولی کا بے اختیار ہونا منکر لوگ ثابت کرتے ہیں۔ لیکن (اللہ

بِبَعْضٍ وَنُكْفَرُ بِبَعْضٍ) بعض قرآنی آیات کو مان لینا اور بعض سے روگردانی بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔

مختلف مضامین کی حامل آیات اور احادیث کا آپس میں جب تک موازنہ یا مطابقت کی جائے۔ قرآن و حدیث پر ایمان رکھنا محال رہے گا۔ جن آیات میں اللہ تعالیٰ علاوہ کسی کو بھی باختیار ماننے کا انکار ہے۔ وہ آیات درج ذیل ہیں۔

﴿منفی آیات کریمہ﴾

۱۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۝ (پارہ ۳۰ رکوع ۴)

۲۔ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝ (پارہ ۲۰ رکوع ۹)

۳۔ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ يَقُصُّ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَصِلِينَ ۝

(پارہ ۷ رکوع ۷)

وَمَا لَكَ بِهَذَا الْغَمِّ عَنْ صَلَاتِهِمْ إِنْ تُسْمِعْ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ

(پارہ ۲۰ رکوع ۲)

یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر غم نہ کر۔ کہہ وہ ظالم ہیں۔

۲۔ ویک یا رسول اللہ آپ جسے پسند کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ اور اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے وہ ہدایت والوں کو بخوبی جانتا ہے۔

۳۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی حاکم نہیں وہ حق بیان فرماتا ہے۔ اور وہ بہتر فیصلہ دے والا ہے۔

۴۔ اور آپ (یا رسول اللہ) دل کے اندھے گمراہوں کو ہدایت نہیں دے سکتے۔ ایمان والوں کو آپ سنا سکتے ہیں۔ جو ہماری آیات پر ایمان رکھنے والے فرماں

﴿وہ آیات جن سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

محبوب نبی کو اختیار بے کنار عطا فرمایا ہے﴾

۱۔ إِنَّا آعْطَيْنَكَ الْكُوفَرَ ۝ (پ ۳۰)

۲۔ وَأَنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ (پ ۲۵)

۳۔ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا ۝ (پ ۲۵)

آیت نمبر ۴: **فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِي مَا بَيْنَهُمْ لَمَّا جَاءُوا فِي أَنْفُسِهِمْ خَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا** (پ ۶۵)

آیت نمبر ۵: **وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ** (پ ۱۰ ع ۱۳)

آیت نمبر ۶: **وَمَا نَقْمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ط لَئِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمْ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا** (پ ۱۰ ع ۱۵)

ترجمہ آیت نمبر ۱: ہم نے (یا رسول اللہ) آپ کو حوض کوثر (سمیت سب کچھ) عطا فرمایا۔
ترجمہ آیت نمبر ۲: اور آپ (یا رسول اللہ) صراطِ مستقیم کی ہدایت دیتے ہیں۔

ترجمہ آیت نمبر ۳: اور اگر یہ (امتی لوگ) جب اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھیں آپ کے پاس حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسول پاک اُن کو معافی دلوادیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا پائیں گے۔

ترجمہ آیت نمبر ۴: تو آپ کے رب کی قسم لوگ اُس وقت تک ایمان دار نہیں ہو سکتے۔ جب تک اپنے جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہیں مان لیتے۔ پھر آپ کے فیصلوں کی دلوں میں تنگی محسوس بھی نہ کریں۔ اور ہمہ وقت سر تسلیم خم رہیں۔

ترجمہ آیت نمبر ۵: اور (کیا ہوا) اگر وہ (منافق لوگ) راضی ہو جائیں جو اُن کو اللہ و رسول نے عنایت فرما دیا۔ اور وہ کہیں اللہ ہمیں کافی ہے۔ اللہ اور اُس کا رسول اپنے فضل

کے ساتھ رہتے ہیں۔ ہم اللہ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔

آیت نمبر ۶: اور وہ (منافق لوگ ایمان والوں سے) اسی وجہ سے بدلے لیتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل سے ایمان والوں کو دولت مند بنادیا اگر منافق توبہ کر لیں تو اُن کو اللہ کے فضل سے سزا دیا جائے گی۔ اور اگر وہ پیٹھ پھیر گئے تو اللہ تعالیٰ اُن کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دے گا۔ اور وہ اللہ کے سوا زمین میں اپنا کوئی مددگار نہیں پائیں گے۔
آیت نمبر ۷: اور مثبت آیات میں تضاد نظر آرہا ہے۔ جیسا کہ آیت ۲ نمبر منفی میں یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہدایت نہیں دے سکتے (إِنَّكَ لَا تَهْدِي) اور مثبت آیت نمبر ۲ میں یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہدایت نہیں دے سکتے (إِنَّكَ لَا تَهْدِي) کہ آپ صراطِ مستقیم کی ہدایت نہیں دے سکتے۔ اور آیت نمبر منفی میں یہ بات ہے کہ آپ کو حاکمیت میں کوئی عمل دخل نہیں ہے (لَا يَكُونُ لَكَ مِنْ الْأَمْرِ شَيْءٌ) اور آیت نمبر مثبت آیت میں یہ بات ہے کہ جب تک آپ کو حاکمیت کو امتی تسلیم نہ کریں وہ ایمان دار ہو ہی نہیں سکتے (فَلَا وَرَبِّكَ)

☆☆☆

دل میں خلوص دل سے ان دنوں مفہوم والی آیات کو پڑھا جائے تو مطابقت کرنا کوئی مشکل نہیں اور اگر کوئی فرقہ واریت کی خباثت سے ملوث ہے اور باطن پلید ہے۔ تو وہ اس بات کو تسلیم کر سکے گا۔ ان منفی اور مثبت آیات میں ذاتی عطائی کا فرق ہے۔ کسی کے لئے اللہ تعالیٰ کا آیات کریمہ میں انکار ہے۔ تو ذاتی طور کی توجیح نکالی جائے گی۔ اور اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کا ثبوت ہے تو عطائی طور کی توجیح نکالی جائے گی۔

﴿وسيله جليله امام الانبياء صلى الله عليه وآله وسلم﴾

حديث نمبر ۲۵:- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
رَجُلًا أَعْمَى الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
فَقَالَ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ إِنْ شِئْتَ صَبِرْتُ لِمَا
لَكَ قَالَ فَادْعُهُ قَالَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَيَدْعُو بِهِ
اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ
وَيَا مُحَمَّدُ إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي لِيَقْضَى لِي حَاجَتِي
هَذِهِ اللَّهُمَّ فَشَفَّعَهُ فِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(ص ۲۱۹ جلد ۱، مکتبہ دار الفکر)

ترجمہ:- حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نے یوم النشور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے دعا کیجئے کہ میری آنکھیں روشن فرما دے۔ آپ نے فرمایا تو صبر کرے تو میری بہت بہتر ہے۔ نابینا نے عرض کیا کہ آپ میرے لئے دعا فرما دیجئے (میری بینائی واپس مل جائے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وضو کر کے بارگاہِ نبوی سے مانگتا ہوں۔ اور میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوں۔ اور یا رسول اللہ میں آپ کو لے کر اپنے رب کے پاس ہوں تاکہ میری مشکل حل ہو۔ اے اللہ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

فرما۔

اس کے بار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو

جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

﴿اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے چار طریقے﴾

میں ملے تھے اسی حدیث میں مذکور ہیں۔

۱۔ (اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ) ۲۔ یا اللہ نبی پاک یا ولی کا
 ۳۔ یا رسول اللہ یا پیغمبرِ مبین (صلى الله عليه وآله وسلم) ۴۔ (بزرگوں سے بلا
 ۵۔ یا رسول اللہ یا پیر و پیغمبرِ مبین مدد فرمائیے یا میں آپ سے مانگتا ہوں
 ۶۔ (مرافقتک فی الجنۃ) اس طریقے نمبر ۴ کی تفصیل حدیث نمبر ۱۶ میں ملاحظہ ہو
 ۷۔ الشمس ہو گئی کہ ان چاروں طریقوں میں سے کسی طریقے کے مطابق مانگا
 ۸۔ میں دائمی داتا اللہ تعالیٰ ہی کی ذات رہی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ سے کسی کا واسطہ ڈالے بغیر مانگنا۔ ۲۔ بالواسطہ یا اللہ نبی کا صدقہ یا واسطہ
۳۔ نبی یا ولی سے اللہ کا واسطہ دے کر مانگنا۔

ماقتلے کے لئے اس حدیث میں تین طریقے مذکور ہیں۔ اس عمل کو دوبارہ
 بن عوف بن علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دہرایا گیا۔ دورِ خلافت عثمان غنی
 رضی اللہ عنہ میں کسی آدمی کو حضرت عثمان خلیفہ وقت سے کوئی ضروری کام
 ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہے تھے۔ اتفاقاً اُس آدمی کی حضرت عثمان

بن حنیف صحابی راوی حدیث سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے اس آدمی کو ان کے
والے عمل کو دہرانے کے لئے کہا۔ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اور یہی دعا مانگی۔ اس کے بعد
وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے در دولت پہ جا کر حاضری دی۔ کہا کہ
وقت اُس آدمی کے استقبال کے لئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ دعا و سلام کے بعد
کے اندر اُس کو ساتھ لے گئے۔ اُن کی مشکل حل کی اور فرمایا آئندہ جب اسی
حاجت ہو تو ہمیں بتا دینا۔ آپ کا کام ضرور کیا جائے گا۔

﴿مدینہ شریف میں قحط اور روضہ رسول کی چھت﴾

حدیث نمبر ۲۶: - عَنْ أَبِي الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ
فُخِطاً شَدِيداً فَشَكُّوا إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَطَلَبُوا
أَنْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَجْعَلُوا لَهُ
كُوَّةً إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سُلْكٌ
فَفَعَلُوا فَمَطَرُوا مَطْراً حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمْنَتِ الْأَشْجَارُ
حَتَّى تَفْتَقَتْ مِنَ الشَّخْمِ فُسْفَى غَامَ الْفَتْقِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ
(ص ۵۴۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- ابو الجوزاء روایت کرتے ہیں کہ مدینہ شریف میں ایک دفعہ شدید قحط سالی ہوگئی
لوگ اکٹھے ہو کر سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوئے۔ قحط سالی کی شکایت کی
لگے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ نے فرمایا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک

کا پانی پیا جائے اور روضہ مبارک کی چھت کو ایک جگہ کھول کر سوراخ کر دو کہ آسمان اور روضہ
مبارک کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ لوگوں نے روضہ رسول پر جا کر ویسے ہی کیا اور دعا
کی۔ اگلی بارش ہوئی کہ سرسبزی اور شادابی بے تحاشا ہوگئی۔ جانور بے حد مونے تازے
پھل پھلنے لگے۔ اس سال کو سال فتنہ قرار دیا گیا۔ فتنہ کا معنی ہے پھٹنا۔ یعنی زمین
اور آسمان بہت زیادہ ہوئی اور جانور خوب چر بیٹے ہو گئے۔ اس لئے اس سال کو عام الفتنہ
کہا گیا۔ اس حدیث کو دارمی نے روایت کیا (ص ۵۴۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

نوٹ:- اس حدیث پاک سے درج ذیل مفاہیم ظاہر ہیں۔

۱۔ وقت مصیبت میں اللہ والوں کے درباروں پر حاضری دینا سنت صحابہ ہے۔ اگر
اصل شری طور پر ممنوع ہوتا تو ام المؤمنین صاف فرما دیتیں جاؤ کھلے میدان یا مسجد میں
یا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو۔

۲۔ صحابہ کرام حق و صداقت کے پیکر تھے۔ صدق نیت سے دربار محبوب خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر حاضری دی۔ مشکلیں حل ہو گئیں۔ دارمی محدث کے علاوہ اس حدیث کو مفتی
محمد امجد علی نے اپنی کتاب مفاہیم معجب ان صحیح عربی مطبوعہ سعودیہ میں ذکر کی ہے۔

﴿صحابہ کرام کا تکیہ کلام، اللہ و رسول کا بڑا احسان﴾

حدیث نمبر ۲۷ :- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ بْنِ عَاصِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا آفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئاً فَكَأَنَّمَا وَجَدُوا إِذَا لَمْ يُصِيبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ مِلَّةً لَا فِهْرًا كُمْ اللَّهُ بِي وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقُونَ فَأَلْفَكُمُ اللَّهُ بِي وَأَمَّا فَاغْنَاكُمْ اللَّهُ بِي كُلَّمَا قَالَ شَيْئاً قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرٌ (ص ۳۳۹ ج ۱ مسلم شریف ص ۳۰۷ جلد ۷ اعمدة القاری شرح بخاری)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ حنین کا مال غنیمت وافر مقدار میں اُن لوگوں کو عطا فرماتے تھے۔ جو سرداران مکہ و نجد میں سے نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ تاکہ ان کے دلوں اسلام کی محبت خوب قرار پائے۔ انصار قبیلہ کے کچھ نوجوان غازیوں کے منہ سے یہ سوال نکل گئی کہ ہماری طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ نہیں رہی۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار قبیلہ کے تمام غازیوں کو طلب کر کے خطبہ ارشاد فرمایا۔ انصار قبیلہ کو کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری برکت سے تمہیں ایمان دیا۔ دولت سے مالا مال کیا۔ کیا تم آپس میں برسرِ پرکار نہ تھے اللہ نے میرے صدقے سے اتفاق عطا فرمایا۔ کیا تم غریب نہ تھے میری بدولت اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال دار فرمایا۔ ارشادات جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے گئے۔ تو سب انصار غازی صحابہ

والی کے بعد یہ جواب دیتے رہے اللہ و رسول کا بڑا احسان ہے۔

وَرَسُولُهُ أَمَنٌ

اس حدیث پاک میں ایمان افروز نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اللہ کو بلکہ تمام جہاں کون و مکاں والوں کو جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا وہ
مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ و برکت تامہ سے ملا۔
۲۔ کسی بھی شعبے میں سے کسی بھی شعبہ کی اگر کوئی خبر گیری کرے اور پُرساں
تو ہر دفعہ یہ جواب دینا کہ اللہ و رسول کا بڑا اکرم ہے۔ یا یہ الفاظ کہہ
میں مذکور ہیں (اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْنٌ) سنت صحابہ ہوگی۔
۳۔ ایمان افروز جملہ جوزبان ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اُس وقت نکلا جب
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت فرمانے پر کہ آپ نے جہاد فنڈ کے
نکالنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اسکے علاوہ اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا۔ عرض کیا
لَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ میں نے اپنے گھر والوں کے لئے اللہ و رسول

(ص ۵۶، ۵۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے تصویروں والے پکھوئے
 دیکھے۔ پچھا دئے۔ حضور علیہ السلام نے دیکھا تو ناراض ہوئے۔ میں نے عرض کیا
 ”وَبِئْسَ مَا فِيهَا“ میں اللہ ورسولؐ سے معافی مانگتی ہوں۔ یہ الفاظ
 صحابہ کرام ہیں۔ جو سنی بریلوی جماعت کا طرہ امتیاز ہے۔ زندگی کے تمام
 احوال میں اللہ تعالیٰ کے نام مبارک کے ساتھ اُس کے رسول کا نام لینا باعث برکت
 اور نفع و صلاح و سنت صحابہ کرام ہے۔

ج:۔ **اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ**۔ بیشمار احادیث میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ صحابہ کرام اور ائمہ کبار نے کثرت سے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اکثر اوقات جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بات کے متعلق پوچھا کرتے تو ان کا جواب ہوتا تھا: **اللَّهُ عَلِيمٌ**۔ اللہ جہاں سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اللہ و رسول نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے۔ اللہ و رسول بہت مہربان ہیں۔ ایسے الفاظ کہنے والوں کو قرآن نے ایمان دار قرار دیا ہے۔ اور ایسے الفاظ اختیار کرنے والوں کے انداز کو منافقت سے تعبیر کیا ہے۔ مثلاً

وَمَا تَقْضُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ (پارہ ۱۰، رکوع ۱۱) ترجمہ: اور منافق لوگ ایمان والوں سے اس لئے دشمنی رکھتے ہیں۔ کہ اللہ و رسول اپنے فضل سے ایمان والوں کو مال دار بنا دیا ہے۔ تو اہل سنت و جماعت ہاں اللہ و رسول کو مسک کو اللہ اور اس کے رسول نے تمام سرمایہ ہائے وجود سے بڑھ کر دولت و مال سے نوازا ہے۔ مثلاً **وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللَّهِ رَاغِبُونَ** (پارہ ۱۰، رکوع ۱۳)

ترجمہ: اور (منافقوں کو کیا نقصان ہے) اگر وہ اللہ و رسول کے دیئے ہوئے مال سے راضی ہو جائیں اور کہہ دیں اللہ تعالیٰ ہمیں کافی ہے۔ اللہ و رسول اب اپنے فضل سے ہمیں ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت رکھنے والے ہیں۔ یعنی یہ الفاظ بطور وصولِ نعمت کہنے کے اللہ و رسول اپنے فضل سے اب بھی دیتے ہیں۔

سَيُؤْتِينَا اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ

اہلسنت و جماعت کا یہ فطری طرز امتیاز رہا ہے۔

اللہ و دنیا کی فتوحات اہل حق کے وسیلہ سے منسلک ہیں ﴿

عن أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيُغْزَوُ فِتْنَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُولُونَ هَلْ فِيكُمْ مَّنْ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ لَهُمْ ثُمَّ يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيُغْزَوُ فِتْنَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيَقُولُونَ هَلْ فِيكُمْ مَّنْ صَاحِبِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ مُحَمَّدٍ مُّتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۵۵۳ جلد نمبر ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: ابو سعید سعد بن مالک خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ کچھ غازیان اسلام اسلام کی جنگ میں مصروف ہو گئے۔ پوچھیں گے تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو صحابی رسول ہو۔ لوگ کہیں گے ہاں صحابی رسول کا وجود موجود ہے۔ تو ان غازیان اسلام کو فتح کی خبر کی جائے گی۔ پھر ایک ایسا اور وقت آئے گا۔ اسلام کے غازی لوگوں سے پوچھیں گے تم میں کوئی ایسا بھی ہے؟ جس نے صحابی رسول کی زیارت کی ہو۔ تو لوگ صحابی رسول کی زیارت کرنے والے تابعی کو ڈھونڈ نکالیں گے۔ تو ان کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ پھر ایک ایسا اور وقت آئے گا۔ کہ غازیان اسلام کفر اسلام کی جنگ میں مصروف ہو جائیں گے۔ پوچھیں گے کیا تم میں کوئی ایسا بھی ہے؟ جس نے صحابی

رسول کے دیکھنے والے کو دیکھا ہو (یعنی تبع تابعی) چنانچہ ایسا شخص رسول کا ایک
اسلام کو فتح نصیب ہو جائے گی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

(ص ۵۵۳ جلد ۲ مشکوٰۃ)

شرح حدیث :- اس حدیث پاک میں جہاں جہاد کو نہایت حسین پیرایے میں بیان کیا
ہے۔ وہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کبار کی شان اور صالحین کی روایت
واضح انداز میں لفظی طور پر بیان کی گئی ہے۔

۱۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں یوں بھی مزبور ہے۔ حضور علیہ السلام
میرے صحابہ کرام کو گالیاں نہ دو۔ کوئی بھی غیر صحابی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سولے کا
دے تو میرے کسی صحابی کے ایک کلو صدقے کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ
وآلہ وسلم نے فرمایا آسمان کے تارے آسمان کے قیام کیلئے امان رہے ہیں۔ جب
جھڑ جائیں گے۔ آسمان قائم نہیں رہے گا۔ اور میرے صحابہ کرام میری امت کیلئے امان
رہیں گے۔ جب میرے صحابہ کرام دنیا سے روپوش ہو جائیں گے تو بعد میں قیامت پناہ کی
تک میرے صحابہ دنیا میں دنیاوی زندگی گزاریں گے۔ قیامت نہیں آسکے گی۔

ب :- حضور سید الکل فخرِ رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ تمام لوگوں کیلئے مشکل
ہیں۔ جن کے وجود کی برکت سے مصائب دور ہوں۔ مشکلات حل ہوں۔ ان
ذاتوں کو برا بھلا کہنے والا اور گالیاں نکالنے والا اپنا ایمان کیسے سلامت رکھ سکے گا؟
ج :- صحابہ کرام کی شان قرآن نے جو بیان کی ہے وہ کوئی مخفی بات نہیں ہے۔
استشہاد قرآن کی دو عظیم الشان آیات کو کنز الایمان اردو ترجمہ نکال کر تلاوت کیجئے
اپنے ذوق ایمان میں اضافہ فرمائیے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ
وَالَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ
الَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ
الَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ

(پارہ ۱۱ رکوع ۲)

الَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ
الَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ
الَّذِينَ هُمْ يَدْعُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ

(پارہ ۲۶ سورۃ فتح)

سب سے پہلے کرنے والے (ایمان لانے والے) (مکہ سے مدینہ) ہجرت
کرنے والے اور ان کی امداد کرنے والوں اور ان کی اتباع کرنے والوں سے اللہ راضی
ہوگا۔ اللہ سے راضی ہو گئے۔

۱۔ ایمان لانے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا (یا رسول اللہ) جب ایمان
لانے والے آپ کے نیچے آپ کے دستِ حق پرست پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر رہے تھے۔ اور یہ
صحابہ کرام تیرہ سو سے زائد تھے۔ جن میں سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر بن
الخطاب و سیدنا عثمان غنی و سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔

﴿اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کے قانون پر غالب ہے﴾

حدیث نمبر ۲۹:- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ أَقْبَلَ تَسْعَةً وَتَسْعِينَ نَفْسًا فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ فَذُلَّ فَجَاءَ رَاهِبًا..... الخ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَيْهِ هَذِهِ أَنْ تَبْعِدَ عَنْ هَذِهِ أَنْ تَقْرَبَ رَبِّي فَقَاسُوا فَوَجَدُوهُ أَذْنَىٰ إِلَى الْأَرْضِ النَّبِيُّ إِذَا دَبَّشْنِي فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ.

(ص ۳۵۹ جلد ۲ مسلم شریف و ص ۴۴-۴۵ ریاض الصالحین)

ترجمہ:- سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا۔ جس نے (اپنی زندگی میں) ننانوے آدمی ناحق قتل کیے تھے۔ اس نے وقت کے بڑے عالم کی تلاش کی تو لوگوں نے اسے ایک راہب عبادت گزار کا پتہ دیا۔ راہب سے جا کر پوچھا کہ میں ننانوے آدمی ناحق قتل کر چکا ہوں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اُس نے کہا تیری توبہ ہرگز قبول ہو سکتی۔ اُس سفاک آدمی نے اُس راہب کو بھی قتل کر دیا۔ سو قتل پورا ہو گیا۔ پھر اُس نے لوگوں سے کسی اور بڑے عالم کا پتہ پوچھا۔ تو اُس کو بتایا گیا کہ فلاں آدمی موجود ہے۔ بہت بڑا عالم ہے۔ وہ اس عالم کے پاس پہنچا (جو واقعی خبردار عالم تھا) اور پوچھا کہ میں نے سو آدمی ناحق قتل کیا ہے۔ کیا میری نجات (توبہ) ہو سکتی ہے؟ اُس عالم نے جواب دیا کہ تیری توبہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے۔ جاؤ فلاں علاقہ میں لے جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے والے رہتے ہیں۔ اُن سے مل کر عبادت ہو سکتی ہے۔ توبہ کی قبولیت ہو سکتی ہے۔ اور واپس اپنے علاقے میں مت آؤ۔ کیونکہ وہ آدمی اسے نہیں۔ چنانچہ وہ آدمی مطلوبہ جگہ پر پہنچنے کے لئے سفر پر روانہ ہو گیا۔ نصف روز کے سفر کے بعد وہ آدمی آخری وقت آ گیا۔ سكرات موت میں مبتلا مصیبت قاتل کے پاس رحمت کے فرشتے بھی آ گئے۔ اور عذاب کے فرشتے بھی آ گئے۔ رحمت والوں نے میت سے متعلق اپنا اپنا استحقاق بیان کیا۔ رحمت والی فرشتوں کی طرف سے کہا یہ آدمی توبہ کی نیت سے گھر سے نکلا ہے۔ لہذا اسے معافی ہو سکتی ہے۔ ہم یہاں ساتھ لیجائیں گے۔ عذاب والی فرشتوں کی جماعت نے کہا اس آدمی سے تمہاری کیا امید ہے۔ جس نے سو آدمی ناحق قتل کیا ہے۔ اسے معافی ملنے کا سوال ہی نہیں۔ لہذا اُس آدمی کو ہم اپنے ساتھ لیجائیں گے۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کی قتل میں فیصل اور پنچ بنا کر بھیجا جس کو فرشتوں کی دونوں جماعتوں نے اپنا حق تسلیم کر لیا۔ اُس نے کہا اس میت کے گھر سے لیکر جہان اولیاء صالحین نیک لوگوں کی طرف لے جاؤ جہاں یہ جانا چاہتا تھا زمین کی پیمائش کر لو۔ جس مقام پر اس آدمی کی موت واقع ہوئی۔ وہ مقام اللہ والے نیک لوگوں کی بہتی کے قریب پڑھ جائے تو اسے رحمت کے دروازے کھلیں اور اگر اولیائے کرام کی بہتی جہاں یہ جانا چاہتا تھا۔ دور پڑے اور اس کا گھر اس کے پاس آیا تھا اسے قریب پڑے۔ تو عذاب کے فرشتے اس ظالم کی روح کو لیجائیں۔ فرشتے پیمائش کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے گھر سے لیکر مرنے کی جگہ تک اسے لے کر سے فرمایا تو دور ہو جا کھل کر فراخ ہو جا اور مرنے کی جگہ سے لیکر اولیاء صالحین کی طرف لے جاؤ۔ زمین کے ٹکڑے سے فرمایا تو قریب ہو کر ذرا سکڑ جا۔ پیمائش کرنے پر

پتہ چلا۔ کہ اللہ والوں کی بستی مرنے والے ظالم کو اپنے گھر کی نسبت ایک ہال یا کمرہ کی طرح ہے۔ تو رحمت کے فرشتے اس فوت ہونے والے آدمی کی روح اپنے ساتھ لے گئے۔
شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں درج ذیل امور بدیہی طور پر نظر آرہے ہیں:-
۱:- اللہ تعالیٰ کی قدرت اس کے قانون پر حاوی اور غالب ہے۔ گناہوں کی مقرر کردہ سزا کا قانون خداوندی ہے لیکن جسے چاہے اپنی قدرت کاملہ سے معاف فرمادے اور ان کے حقوق اپنی طرف سے ادا کر کے ظالم کو بخش دے۔

ب:- اولیاء کرام کے واسطہ وسیلہ و رابطہ کی عظمت کا اظہار بے مثال انداز میں کرنے والا بزرگوں کی حاضری کی نیت سے ابھی سفر میں ہے۔ بزرگوں ولیوں کے ساتھ ابھی پہنچا نہیں کہ اس کو کس مبلغ انداز میں معافی عنایت ہوئی کہ زمین کے کلوں کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ ذرا قریب ہو جا۔ اور اگر بحضور اولیائے کرام حاضری وسیلہ والا سچے دل سے توبہ کرنے کی نیت سے پہنچ جائے۔ تو اس مقام پر خداوند کریم کی رحمت کا حصول اور بزرگوں کی عطا کا کیا سماں ہوگا؟

ج:- اللہ تعالیٰ محض اپنی قدرت کے اظہار کیلئے ایسے مناظر و مناظر قائم فرماتا ہے۔ ورنہ اکثر قانون خداوندی پر عمل درآمد ہوگا۔ قیامت کے دن بھی جہاں جہاں مظلوم کا حق اپنے پلہ رحمت سے ادا کر کے مظلوم اور ظالم دونوں کو نجات عنایت فرماتا ہے۔ اور اپنے قانون پر اپنی قدرت کی بالادستی کا اظہار فرمائے گا۔

ظالم ظالم کو بھی معافی ملنا محض قدرت الہی کا ایک کرشمہ ہے ﴿

عَنْ عَبَّاسِ بْنِ مَرْذَاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَعَا لَمَّتَهُ عَشِيَّةَ عَزْفَةِ الْمَغْمُورَةِ فَأَجِيبَ أَنَّى قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ مَا خَلَا الْمَظَالِمَ فَأَنَّى أَعْفُو لِلْمَظْلُومِ مِنْهُ قَالَ رَبِّ إِنْ شِئْتَ أُعْطِيتَ الْمَظْلُومَ مِنْ أَمْرِ هَذِهِ وَغَفَرْتُ لِلظَّالِمِ فَلَمْ يَجِبْ عَشِيَّتَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ دَعَا لَمَّتَهُ أَعَادَ الدُّعَاءَ فَأَجِيبَ إِلَى مَا سَأَلَ قَالَ فَضَحَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا بَابِي أَنْتَ وَأَقْبَى إِنْ هَذِهِ لَسَاعَةً مَا كُنْتُ أَضْحَكُ فِيهَا فَمَا الَّذِي أَضْحَكَكَ أَضْحَكَكَ اللَّهُ سِنَّكَ قَالَ إِنَّ هَذِهِ أَلَيْسَ لَمَّا عَلِمَ أَنَّ اللَّهَ قَدْ اسْتَجَابَ دُعَائِي وَاللَّامِئَتِي أَخَذَ التُّرَابَ فَجَعَلَ يَحْفُو عَلَى رَأْسِهِ

(ص ۲۲۹ جلد مشکوٰۃ شریف رواہ ابن ماجہ والبیہقی)

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں اپنی امت کی معافی کیلئے دعا فرمائی۔ دعا قبول ہوئی البتہ ظالم ظالم کو بھی معافی ملنے کا وعدہ نہ ہوا۔ اس لئے کہ مظلوم

کو ظالم سے ہر صورت بدلہ دلایا جائے گا۔ حضور علیہ السلام نے عرض کیا کہ اگر ظالم کو بدلہ نہ ملے گا تو میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ اور ظالم کو بھی بدلہ ملے گا۔ لیکن یہ دعا قبول نہ ہوئی۔ واپسی پر مزدلفہ میں صبح کے وقت ظالم نے دوبارہ دعا مانگی تو قبول ہو گئی۔ تب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے۔ بکر و عمر رضوان اللہ علیہما نے عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے یہ معمول میں یہ گھڑی مسکرانے کی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ شاد رکھے۔ آپ مسکرائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے دشمن اٹھیں کہ آپ کی ساری دعا کی قبولیت کا پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کا بقایا بھی قبول فرمایا۔ میری ساری امت کی معافی کا وعدہ فرمایا ہے تو وہ اپنے سر میں اپنے ہاتھ سے علی اللہ اس وجہ سے میں نے مسکرا دیا۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں درج ذیل امور کی خصوصیت سے وضاحت کی گئی ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے قانون پر اس کی قدرت غالب ہے۔
ب۔ محض رحمت اور اپنی قدرت کی بنا پر اللہ جب کسی ظالم کو بخشا چاہے گا تو مظلوم کی رحمت سے جنت سے اسے معاوضہ عطا فرمادے گا۔

ج۔ قانون یہ ہے کہ ظالم کو دوزخ میں جلا کر سزا دی جائے گی۔ اور قدرت یہ ہے کہ ظالم کو اس کے حق کے بدلے اسے جنت عطا فرمادے گا اور ظالم کو بھی جنت دے دے گا۔ د۔ میدان عرفات کا مقام اپنی جگہ مسلم لیکن یہاں مزدلفہ مقام کا انفرادی طور پر اللہ تعالیٰ کی قبولیت بقیہ دعا۔ اگر ہوا اسکی رضا تو گناہ کے بدلے نیکی عطا۔

ساری صف انسانیت کا باالعموم اور امت محمدیہ عَلَی صَاحِبِهَا اَلْفُ الْحَبْلۃ کا بالخصوص شدید دشمن ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ دلوانے کی چھوٹ بھی بچال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے نہیں آتا۔ اگر کامیابی حاصل کرنے والے ظالم کے لئے ایمان دار ہونا لازمی رہا ہے۔ ان لوگوں میں سے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم ہو جائے گی۔ اُس کے لئے یہ دعا ہے۔ ورنہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ ہر ظالم کو ایسے ہی معاف کیا جائیگا۔ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے غلبے کے کرشمہ دکھانے کے لئے ہوگا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کرام کے حضور خلوص سے بیٹھنے سے تقدیریں بدلتی ہیں ﴿

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَلَائِكَةً سَيَّارَةً يَمْشُونَ مَجَالِسَ الذِّكْرِ فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِيهِ ذِكْرٌ لَدُّوا عَلَيْهِمْ وَخَفَّ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بَأَجْنَحَتِهِمْ حَتَّى يَمْلَأُوا السَّمَاءَ فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا ----- إِنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ لَهُمُ الْقَوْمَ لَا يَشْقَى جَلِيسُهُمْ

(ص ۳۴۴ جلد ۲ مسلم شریف کذا فی البخاری)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں۔ جو صرف سیر و سیاحت کیلئے مقرر ہیں۔ اردو میں ان کو فرشتوں کی محفلوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جب ان کو کوئی ذکر کی محفل ملے تو وہ اس محفل میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو اپنے پروں میں

ڈھانپ لیتے ہیں۔ زمین سے لیکر آسمان دنیا تک ان کی قطاریں فضا کو گھیر کر
محفل کے اختتام پر وہ فرشتے جب واپس آسمان پر جاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان سے کہتا ہے۔
حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے۔ تم کہاں سے آئے؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔
تیرے زمین والے خاص بندوں کے پاس سے آئے ہیں۔ جو تیری تسبیح مان کر
تیری بڑائی بیان کرتے ہیں۔ اور تجھ سے مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ
مانگتے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ یا اللہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔
فرماتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ انہوں نے
تیری جنت نہیں دیکھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ دیکھ لیں تو پھر کیا سہاں ہوگا؟
تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وہ میری کیسی پناہ مانگتے ہیں؟
کرتے ہیں یا اللہ وہ تیری جہنم کی آگ سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
کیا انہوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں یا اللہ انہوں نے تیری جہنم کو
دیکھا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر وہ میرے بندے جہنم کو دیکھ لیں تو کیا سہاں ہوگا؟
کہتے ہیں یا اللہ وہ تجھ سے معافی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے ان کو معاف
اور جو مانگتے ہیں میں نے انہیں عطا کیا۔ اور جس چیز سے انہوں نے میری پناہ مانگی
نے انہیں پناہ دے دی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ ایک گناہ گار آدمی وہاں سے
تھا اور وہ ان میں سے نہیں تھا وہ تو اپنے کسی کام جا رہا تھا۔ وہ بھی ان کے پاس آکر
تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی معاف کر دیا۔ ”**هَمْ قَوْمٌ لَا يَشْعُرُونَ**“
جَلِيسُهُمْ ”وہ ایسی قوم ہیں۔ جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہو سکتا۔
شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں ایمان افروز نکتے درج ذیل ہیں۔

محفل کی طور شہادت بارگاہ ایزدی میں فرشتے اطلاع دیتے ہیں۔
اس کے رسول کے نام کی محفلیں صحیح معنی میں اللہ والے ہی منعقد کرتے ہیں۔
محفل سے ہر محفل ذکر مراد لینا مشکل بات ہے کیوں کہ ”**هَمْ قَوْمٌ لَا يَشْعُرُونَ**“
”جَلِيسُهُمْ“ کے مصداق زیادہ تر اولیاء و خواص مؤمنین ہی ہیں۔ عامۃ
العوام اس حدیث سے مراد لینا بعید از فہم و ادراک ہے۔
اللہ تعالیٰ کے منافی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس حدیث میں فرشتوں سے ان کی
پناہ مانگتے ہیں کہ کہاں سے آئے؟ حالانکہ وہ تو **عَلَامُ الْغُيُوبِ** ہے۔ یا جیسے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات جبریل امین سے مختلف چیزوں کے
بارے میں پوچھا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف اوقات میں مختلف سوالات فرمایا
اور ان کے جواب دیے۔
اللہ تعالیٰ کی گناہوں سے کتنی بھی ملوث ہو اللہ والوں کی ہم نشینی اور صحبت نصیب ہو
سکتی ہے۔
اللہ تعالیٰ کرام کی محفل میں طالب حقیقت ہو کر بے ایمان آدمی حاضری دے تو اسے
گناہ گار صحیح تو بہ کی غرض سے حاضری دے تو فوراً گناہ معاف ہو جاتے
ہیں۔
”**هَمْ قَوْمٌ لَا يَشْعُرُونَ جَلِيسُهُمْ**“ کا مطلب یوں سمجھ لیجئے۔ کہ صحیح معنی میں
گناہ گار دین کی حاضری دینے والے کی خاطر اللہ تعالیٰ اپنے قانون اور نوشتہ تقدیر کو
گناہ گار ہو تو معافی اور اگر بے ایمان بد بخت ہو تو ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔

﴿اللہ ورسول کی محبت تمام نیک اعمال سے زیادہ قیمتی ہے﴾

حدیث نمبر ۳۲۲:- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَبِكَ وَمَا أَعَدَّدْتُ لَهَا قَالَ وَمَا أَعَدَّدْتُ لَهَا إِلَّا أَنِّي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتَ قَالَ أَنَسٌ "فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ فِرْحُوا بِشَيْءٍ إِلَّا بِالْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهِ مُتَّفَقٌ" عَلَيْهِ (ص ۳۲۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

﴿جس انسان سے دنیا میں محبت ہوگی وہ قیامت میں اُسے ملا دیا جائے گا﴾

ایضاً حدیث:-

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَهُمْ بَلَاءٌ بِهِمْ فَقَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ مُتَّفَقٌ "عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَلْمَرَأُ عَلَى دَيْنِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ لَمْ يَرَ رِوَاةُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتَّبَهَقِيُّ قَالَ النَّوَوِيُّ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ" (ص ۳۲۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:-

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لو أن عبدین تحاببا فی اللہ عزوجل واحدہما بالمشرق والآخرہما بالمغرب لجمع اللہ بینہما یوم القیامۃ یقول ہذا الذی کنت تحبہ فی

(رواہ التہذیبی ص ۴۲۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ابن ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اگر دو آدمی اللہ عزوجل کی محبت میں آپ کے ساتھ ہو جائیں، ایک مشرق اور دوسرا مغرب میں، تو آپ ان کو قیامت کیلئے کیا تیاری کی؟ آپ نے فرمایا تیرے لئے افسوس تو نے قیامت کیلئے کیا تیاری کی؟ اس نے عرض کیا میں نے قیامت کیلئے کوئی تیاری نہیں کی۔ تیاری صرف اتنی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے پیار کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہی ہوگا جس سے اللہ اور اس کے رسول سے پیار کرتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اسلام لانے کے بعد صحابہ کرامؓ کا یہ قرار ہوا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ایمان پر وراشاد سے بڑھ کر اور کوئی بات ہو تو میں اس سے اتنی خوش نصیب ہوئی ہوتی۔

حدیث نمبر ۳۲۳:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ ایسے آدمی کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ جو کسی سے عداوت نہ رکھتا ہو۔ اور اُن سے دنیا کی زندگی میں ملاقات کا موقع نہ ملے۔ آپ نے فرمایا اسی کے ساتھ ہوگا جس سے پیار کرتا ہوگا۔ (بخاری و مسلم) اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک اور روایت میں ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آدمی

اپنے دوست کے دین پر ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کس سے دوستی لگا رکھی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد، ترمذی، ابوداؤد اور بیہقی نے روایت کیا۔ امام نووی نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ ملاقات کرادے گا۔ پھر تو بگڑی کیسے نہ سنوے گی۔ پھر تو اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہوگا۔ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر دو آدمی آپس میں صرف رضائے الہی کی خاطر محبت کریں تو قیامت کے دن اللہ ایسے آدمیوں کی زیارت یا خبر گیری یا بیمار پرسی یا صرف ملاقات سے اللہ والوں کی بارگاہ ہوں۔ اور ایک مشرق میں رہتا ہو دوسرا مغرب میں تو قیامت کے دن اللہ ایسے آدمیوں کی زیارت یا خبر گیری یا بیمار پرسی یا صرف ملاقات سے اللہ والوں کی بارگاہ ضرور ملاقات کروائے گا اور فرمائے گا۔ لو یہ وہی ہے جس سے تم میری رضا کی خاطر آ

میں محبت رکھتے تھے۔

شرح حدیث والیضاً حدیث: ان احادیث میں چیدہ چیدہ نکات درج ذیل ہیں۔

۱: حقیقی نجات کا دار و مدار صحیح عقیدہ ہے۔ نجات کا دار و مدار عمل نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ و رسول کی محبت کو مدار نجات قرار دیا۔ (اُذْ

مَعَ مَنْ أَحْبَبْتُ) حدیث کے یہ الفاظ کثیر تعداد رموز کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ بے شمار نیک اعمال کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت مساوی حیثیت سے نہیں ہے۔ بے شمار نیک اعمال بھی محشر میں لائے گا۔ تو کامیابی نہیں ہوگی۔

ب: اللہ والوں سے محبت کرنے والا خواہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو۔ اللہ والوں ہی میں حشر و شمار ہوگا۔ صحبت صالحین عظیم برکات کی حامل ہے۔ بری صحبت کی نحوست کی وجہ سے بعض اوقات ایمان بھی ہاتھ سے چلا جاتا ہے۔

ج: اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے ولی سے غیبی محبت اور پیار ہو تو قیامت کے دن عقیدہ مند کو ولی کامل سے ملا دیا جائے گا۔ لہذا اولیاء کرام سے بالمشافہ اور غیبی طور پر ہر دو طرفہ روادہ احمد و ابوداؤد (ص ۴۲۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت ابو رزین لقیط بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا (اے ابو رزین) کیا کامیابیوں کا لُپ لُپ ہے تجھے نہ بتاؤں؟ جس کے ذریعے تو دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں حاصل کر لے۔ اگر اس کی مجال سے دائمی رابطہ رکھنا۔ **حَتَّى الْمَقْدُورِ ذِكْرُ خُدا** سے غلوت کی گلی سجاے رکھنا۔ جس سے بھی پیار کرو صرف اللہ جلّ جلالہ کی رضا کی خاطر اور جس سے ناراضگی ہو تو صرف اللہ جلّ جلالہ کی رضا کی خاطر اے ابو رزین بات سمجھ میں آگئی۔ آدمی اپنے گھر سے اپنے کسی بھائی کی زیارت کیلئے جاتا ہے۔ تو ستر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ وفد بن کر جاتے ہیں۔ اور اس کیلئے اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعائیں مانگتے جاتے ہیں۔ اے اللہ اس شخص نے تیری رضا کی خاطر اپنے بھائی سے محبت کا ثبوت دیا تو اس کے لئے معاملات سجادے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

(ص ۴۲۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں نبی کریم رؤف درحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کے فکری سمندروں کو ایک کوزہ میں سمو دیا۔ تمام اشیاء وجود سے محافل ذکر اللہ پاک جلّ جلالہ و فکر صفات عز اسمہ کی برتری بیان فرمائی۔ خلوت و جلوت میں **حَتَّى الْمَقْدُورِ** یادِ الہی میں رہنے کی تاکید مزید۔ اپنے ہوں یا بیگانے اقرباء رشتہ داروں۔ یا عام لوگ کسی سے جو بھی سلوک کیا جائے۔ اس کا مقصد وحید صرف رضائے الہی ہو۔ کسی سے عداوت کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے تو یہ دیکھا جائے۔ کہ اس عداوت میں اللہ و رسول راضی ہیں۔ اگر راضی ہیں۔ تو یہ دشمنی البغض فی اللہ ہے۔ اور یہ عداوت باعثِ ثواب ہوگی۔ اور اگر اللہ و رسول اس عداوت اور دشمنی سے ناراض ہیں تو یہ دشمنی ہمارے

دشمن اور ایسی دشمنی سے بچنا لازم ہے۔ **وَالْحُبُّ فِي اللَّهِ**۔

اللہ کی سے پیار کیا جائے تو صرف اللہ و رسول کی خاطر۔ اور یہ امر لازمی پیش نظر ہے کہ اللہ و رسول ایسے پیار کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر شرعی طور پر کوئی قباحت نہ ہو تو اللہ و رسول کی خوشنودی ملحوظ خاطر ہو تو یہ محبت الحب فی اللہ کے زمرے میں آتی ہے۔ کہ عبادات، صدقات میں بھی جنت کی تمنا اور دوزخ کے ڈر کو شامل کرنا مرد حق کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہ منظر کاروبار اور معاوضہ کے ضمن میں آ جاتا ہے۔ لہٰذا محبت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ تمام عبادات کا ایک ہی مقصد رہے۔ کہ اپنا حق سمجھ کر اللہ کی گزاری کی جائے۔ کہ بطور معبود سجدہ کروانا اللہ وحدہ لا شریک کا حق ہے۔ اور سجدہ الہی کرنا بندے کا بنیادی حق ہے۔

اللہ پاک میں یہ الفاظ نہایت ایمان افروز ہیں۔ (شَيْعَةُ سَبْعُونَ أَلْفًا) یعنی جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت یا خبر گیری کیلئے صرف رضائے الہی کی خاطر اپنے گھر سے جب نکلتا ہے۔ تو ستر ہزار فرشتے الہی کے ساتھ وفد بن کر جاتے ہیں۔ اور واپسی تک اس کے لئے گناہوں کی معافی کی دعا کی درجہ کی دعائیں کرتے ہیں۔ ان الفاظ سے ایک نکتہ معلوم ہوا۔ کہ اگر کسی عام مسلمان کی زیارت یا بیمار پرسی یا خبر گیری کیلئے کوئی مسلمان جائے تو ستر ہزار فرشتے اس کے ساتھ ہو کر اس کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔ یہ بات تو مسلم ہوئی دیکھنا یہ ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان کسی ولی کامل کی زیارت کیلئے یا کسی صحیح دربار ولی پر حاضری دے تو ایسی حاضری اللہ والے مسلمان کا بشری عقیدت منانے کیلئے کتنے فرشتے ساتھ رہیں گے؟ **إِنَّ فِي هَذِهِ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَلْبَابِ**۔

﴿فضائل اولیائے کرام﴾

حدیث نمبر ۳۴:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّهَ اللَّهُ وَفِي رَوَايَةٍ أَنْ مَرَّ عِبَادَ اللَّهِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَّهَ

(ص ۳۸۳ جلد ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:- سَيِّدُنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ صَخْرِ حَضَرَتْ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے بھی بندے ہیں۔ جن کی ملاقات یا دروازوں پر ناپسند ہوتی ہے۔ ایسے اکثر غیر آلود لوگ اگر قسم اٹھالیں۔ تو اللہ تعالیٰ انکو فرمادیتا ہے۔ (یعنی اُن کو قسم کا کفارہ نہیں پڑنے دیتا اور اُن کی پیشین گوئی کے مطابق کام کر دیتا ہے)۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں متعدد اصول نکات درج ذیل ہیں۔

۱:- اللہ تعالیٰ کے پیارے اولیائے کرام اکثر نہایت سادہ رنگ و روپ میں دنیا کی زندگی گزارتے ہیں۔ دنیاوی رشتے ناٹے نہایت قلیل۔ حتیٰ کہ اپنے بھی بیگانے نظر آتے ہیں۔

ب:- ”رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ“ سے مراد مجذوب اولیاء کرام ہیں۔

﴿ایک غلطی کا ازالہ﴾

اللہ الناس کم علم لوگ مجذوب اور مجنون میں کوئی فرق نہیں رکھتے۔ حالانکہ مجنون اور لادب میں زمین و آسمان سے زیادہ فرق ہے۔

مجنون! ایسا آدمی جس کا دماغی توازن مجبوری یا گلی طور پر خراب ہو۔

مجدوب! ایسا آدمی جس کو عنایات الہیہ اپنی طرف ”جذب“ کھینچ لیں۔ چونکہ ان میں (پاگلوں) اور مجازیب (اللہ والوں) میں ظاہری طور پر کوئی خاص فرق نہیں ہوتا۔ لیکن ملتی جلتی ہیں۔ اس وجہ سے اکثر لوگ پاگلوں کو بھی بزرگ ولی اور مجذوبوں صاحبِ حال انسانوں کو بھی ولی کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ اور اسی انداز کے افراد مصنوعی فراڈی نشہ لگائی پائے جاتے ہیں۔ لہذا ان میں فرق نہ ہو سکے تو اُن کو اپنی حالت پر چھوڑ دو شرعی احکام پر عمل کرو۔ ایسے مخلوط مشتبہ الحال مشکوک افراد کی شرعی طور پر مانتا کرنا جائز نہیں۔ لیکن نازک حالت میں ایسے افراد کو نہ برا کہا جائے نہ اچھا کہا جائے۔ بعض مجذوب صاحبِ حال بزرگوں کی بھی ادائیں اس قسم کی ہوتی ہیں۔ جو شرعی قوانین کے بظاہر خلاف ملتی ہیں۔ اس لئے اُن کی ایسی حرکات مسلمان کیلئے شرعی طور پر قابلِ عمل نہیں ہوتیں۔ اُن کی ایسی حرکات میں مخصوص حکمتیں ہوتی ہیں جو کہ صرف اُن کی ذات تک محدود ہوتی ہیں۔

لہذا زندگی گزارنے کے لیے لازمی قانون قرآن و سنت اجماع اُمت و قیاس

و قانون ہی ہیں۔ کسی ذات کی منفرد عقلی کیفیت اجتماعی اسلامی زندگی کے لیے اصول نہیں

ملتی۔

﴿اللہ تعالیٰ ولی کے ہاتھ، پاؤں، منہ اور آنکھیں بن جاتا ہے﴾

حدیث نمبر ۳۵:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أَحْبَبْتُهُ فَاذَا أَحْبَبْتُهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا وَإِنْ سَأَلَنِي لِأَعْطِيَنَّهُ وَلَئِنْ أَسْتَعَاذَنِي لَا عُيَذُّهُ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدَّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ فرماتا ہے کہ جس نے میرے ولی (دوست) کے ساتھ دشمنی کی میں اُسے لڑائی کے لئے لٹکارتا ہوں۔ اور میرا بندہ فرائض کی ادائیگی بڑھ کر اور کسی عبادت کے ذریعے میرا زیادہ قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب اس قدر حاصل کر لیتا ہے کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ جب میں اُسے محبوب بنا لوں تو اُس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ

۳۶ ہے۔ اور اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اُسے فوری عطا کرتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے میں اُسے ضرور پناہ دیتا ہوں اور مجھے کسی چیز کے بارے میں غور کرنے کی ضرورت نہیں ایسا غور جیسا مؤمن اپنی ذات کے شش و پنج میں مبتلا ہے۔ وہ موت کو پسند نہیں کرتا۔ اور میں اُس کے گناہوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور وہ خطا کرنے والا ہی ہے۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں درج ذیل امور مذکور و مذکور ہیں۔
۱۔ یہ حدیث قدسی ہے کوئی بھی نبی جس بات کا حوالہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے ایسی بات کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ولی سے عداوت رکھنا بہت بڑی حماقت ہی نہیں بلکہ ایمان کی دولت ہے بھی بالآخر ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ فنا فی اللہ کے مقام کی حقیقت کو کھلے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

۳۔ فرائض دینیہ کی افضلیت اور اولیت بیان کی گئی۔ یعنی جب تک فرض ادا نہیں ہوتا تو اہل کی قبولیت غیر یقینی ہے۔

۴۔ اہل عبادت فرائض کی ادائیگی کے بعد موثر ہو سکتی ہے۔ نفلی عبادت کے یہ نتائج ہیں تو اہل کی ادائیگی کے ثواب و مرتبے کا کیا عالم ہوگا؟

۵۔ چونکہ حقوق اللہ پوری طرح کوئی بھی ادا نہیں کر سکتا اسلئے اکثر مسلمان موت سے ڈرتے ہیں۔ کہ حساب کیسے دیں گے اور سرخرو کیسے ہوں گے؟

۶۔ دُرنا صرف خداوند کریم سے ہی ہے۔ موت سے نہیں ڈرنا چاہیے موت کو یاد رکھنا چاہیے۔

﴿زندگی، موت، بارش، دُخِ بلاء اولیاء کرام کی رہین منت ہیں﴾

حدیث نمبر ۳۶:- أَخْرَجَ أَبُو نَعِيمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِلَّهِ فِي الْخَلْقِ ثَلَاثُ أُمَائَةٍ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ آدَمَ وَلِلَّهِ فِي الْخَلْقِ أَرْبَعُونَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مُوسَى وَلِلَّهِ فِي الْخَلْقِ سَبْعَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ وَلِلَّهِ فِي الْخَلْقِ خَمْسَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ جِبْرِئِيلَ وَلِلَّهِ فِي الْخَلْقِ ثَلَاثَةٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مِيكَائِيلَ وَلِلَّهِ فِي الْخَلْقِ وَاحِدٌ قَلْبُهُ عَلَى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَى نَبِينَا وَعَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بِهِمْ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَيُمْطِرُ وَيَنْبُتُ وَيَدْفَعُ الْبَلَاءَ (ص ۳۱۱ جلد ۱، جواهر البحار)

ایضاً حدیث نمبر ۱:- وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَنْ تَخْلُقُوا الْأَرْضَ مِنْ أَرْبَعِينَ رَجُلًا مِثْلَ خَلِيلِ الرَّحْمَنِ فِيهِمْ تُسْقَوْنَ وَبِهِمْ تُنْصَرُونَ مَمَاتٍ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَبَدَ لَ اللَّهُ مَكَانَهُ (ص ۳۱۱ جلد ۱، جواهر البحار مصنف یوسف بن اسماعیل بھانی، بحوالہ خصائص کبریٰ)

ایضاً حدیث نمبر ۲:- عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَى سَعْدٌ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضَعْفَائِكُمْ رَوَاهُ

بخاری

(ص ۳۳۶ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

قَالَ ابْنُ الْقَيْمِ قَالَ الْمَلَأَ عَلَى الْقَارِئِ هَذَا الرِّوَايَاتُ كُلُّهَا بِالْمَلَّةِ إِلَّا أَنَّ السُّيُوطِي تَعَقَّبَ ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ الْعَقَبَاتِ عَلَى الْمَوْضُوعَاتِ بِأَنَّهُ ثَابِتٌ "تِلْكَ الرِّوَايَاتُ وَلَهُ أَصْلٌ" وَالسَّخَاوِيُّ فِي الْمَقَاصِدِ وَلَهُ طُرُقٌ "عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا بِأَنَّهَا مُخْتَلِفَةٌ" (ص ۳۹ كشف الخفاء اسماعیل بن محمد عجلونی متوفی ۷۶۴ھ)

حدیث نمبر ۶۳:- ابونعیم اپنی کتاب حلیہ میں آٹھ صد اڑھتالیس احادیث کے حافظ حضرت عبداللہ بن مسعود اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے تین صد ایسے آدمی ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ جن کے دلوں کی کیفیت آدم علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ اور خلق خدا میں سے اللہ تعالیٰ کے لیے چالیس آدمی ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ جن کے دلوں کی کیفیت موسیٰ علیہ السلام کے دل کی طرح رہتی ہے۔ اور خلق خدا میں سے ایسے سات بندے ہمیشہ موجود رہتے ہیں جن کے دلوں کی کیفیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہے۔ اور خلق خدا میں سے ایسے آدمی ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ جن کے دلوں کی کیفیت حضرت جبریل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ اور تین ایسے جن کے دل میکائیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہیں۔ اور ایک ایسا جس کا دل اسرافیل علیہ السلام کے دل کی طرح ہے۔ ان سب کے صدقے اللہ تعالیٰ بارش، موت، زندگی اور زمین کی پیداوار میں برکت اور خوش حالی کو وجود و ظاہر فرماتا ہے (ص ۳۱۱ جلد ۱، جواهر البحار)

جمہ حدیث ایضاً نمبر ۱:- دو ہزار سے زائد احادیث کے حافظ الحدیث سیدنا انس بن

مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روئے زمین ایسے چالیس آدمیوں سے ہرگز خالی نہیں ہوتی۔ جن کے اوصاف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف جیسے ہیں۔ ان کی برکت سے تمہیں بارش کی نعمت ملتی ہے۔ اور ان کے طفیل اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرماتا ہے۔ ان میں سے جب ایک وفات پا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی دوسرے کو وہ مقام عطا فرمادیتا ہے۔ (ص ۳۱۱ جلد ۱، جواہر البحار علامہ یوسف نبھانی بحوالہ خصائص کبریٰ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۲:۔ سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد نے رائے قائم کی کہ وہ کچھ لوگوں سے زیادہ بہتر ہے۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں تو نصرت الہی اور رزق دروزی بھی جو تم میں کم ترین سمجھے جاتے ہیں۔ انہی کی برکت سے حاصل ہوتی ہے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے (ص ۴۴۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ ان متفرق احادیث میں شان ولایت کے مراتب علیہ و اوصاف بھیہ سے متصف اولیائے کرام کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔

۱:۔ کائنات کا قیام اور وجود اولیاء کرام کی موجودگی سے منسلک کیا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے۔ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقُولَ اللَّهُ (ص ۸۴ جلد ۱ مسلم شریف) کہ جب تک ایک فرد بھی صحیح معنی میں اللہ کہنے والا موجود ہے۔ قیامت نہیں آسکتی۔

(ص ۸۴ جلد ۱ مسلم شریف)

دوسری حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا قیامت

کے قائم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ دلوں سے ایمان کھینچ لے گا؟ فرمایا نہیں جن کے دلوں میں ایمان ہوگا ان کو دنیا سے اٹھالے گا۔ کائنات کے نظام قدرت کا جو بنیادی رابطہ اولیاء کرام سے ہے وہ حدیث کے ان الفاظ سے (بِهِمْ يُخَيِّ وَيُمِيتُ وَيُمْطِرُ وَيُنْبِتُ وَيَذْفَعُ الْبَلَاءَ بِهِمْ) واضح ہے اور انہی الفاظ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ زمین کی پیداوار اور نظام شمسی، قمری کے فوائد جہاں والوں کو اللہ والوں کی برکت ہی سے ملتے ہیں۔

ب:۔ تین سو عام اولیاء کرام ہر وقت موجود رہتے ہیں جن پر وقت اجل وارد نہیں ہوا۔ چونکہ سلسلہ نبوت کا اختتام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو چکا۔ کوئی نیا نبی یا سابقہ پیغمبروں میں سے کوئی نبی بن کر نہیں آسکتا۔ نیا کوئی بن کر آئے تو وہ جھوٹا کذاب ہوگا۔ اور اگر سابقہ انبیاء میں سے قیامت سے قبل کوئی نبی دوبارہ آئے گا تو ہمارے پاک نبی کا امتی بن کر آئے گا۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے ہمارے پاک نبی کے امتی بن کر آسمانوں سے زمین پر اتریں گے۔ یا جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام اور حضرت الیاس علیہ السلام اسی روئے زمین پر اپنی دنیاوی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور وہ عام لوگوں سے روپوش ہیں۔ وہ بھی ہمارے آقا جلال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی بن کر زندگی گزار رہے ہیں۔ سلسلہ نبوت کا اختتام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو چکا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے روپوش ہو جانے کے بعد اب تمام تر سلسلہ ولایت ہی قائم ہے جو کہ نظام قدرت سے منسلک ہے۔ اسی لئے امت کے اولیاء کرام کے اوصاف اور خصائص انبیاء جیسے ہیں۔

ج:۔ سلسلہ ولایت میں چالیس اولیاء کرام ابدال کہلاتے ہیں۔ اور سات اخیر کہلاتے

ہیں۔ اور پانچ نقباء اور تین اقطاب اور ایک غوث الاعظم قیام دنیا تک قائم رہیں گے۔
د: بعض کتب تصوف میں یہ بھی آیا ہے کہ جتنے اولیاء کرام مرد ہوتے ہیں اتنی ہی عورتیں بھی ابدال ہوتی ہیں۔

بخاری شریف کی حدیث میں جو الفاظ نہایت قابل غور ہیں۔

(إِلَّا بِضَعْفًا تَكُمُ) ضعیف لفظ استعمال کیا ہے۔ ضعیف کمزوروں کی برکت سے ملے رہے ہیں۔ رزق و روزی خوشحالی، نعمتیں حاصل کر رہے ہیں۔ ضعف اور کمزوری سے مراد مال و دولت اور دنیاوی کمزوری کے لحاظ سے جن کو دنیا والے کمزور سمجھتے ہوں وہ لوگ مراد ہیں۔ یعنی اولیاء کرام جو روحانی خزانوں سے مالا مال اور مال و زر دنیا داری کے لحاظ سے کمزور۔ ورنہ مال و زر تو کیا ایک ولی کامل کی نگاہ کامل کا یہ ساری کائنات کا ایک معمولی ملوہ ہے۔ مال و زر اپنے پاس رکھنے والا مال دار نہیں ہوتا۔ حقیقت میں مال دار وہ ہے۔ مال و زر جس کا محکوم اور غلام ہو۔

ھ: جب وقت کے غوث الاعظم دنیا کی زندگی سے فارغ ہو کر وفات پا جاتے ہیں۔ تو تین اقطاب میں سے ایک کو غوث الاعظم کے درجے پر فائز کر دیا جاتا ہے۔ اور ایسے ہی پانچ نقباء میں سے ایک کو ترقی دیکر قطب اور اسی طریقے سے اختیار سبعہ سے نقیب اور ابدال سے اختیار اور تین سو میں سے ایک کو ابدال کی ترقی دے دی جاتی ہے۔ اور عام لوگوں میں سے ایک کو محکمہ ولایت کی تین سو کی نفری میں شامل کر دیا جاتا ہے۔

☆ دورِ حاضر کی جعلی پیروی و مریدی ☆

دورِ حاضر کی بے لگام جہالت نواز اندھی سوچ سے بنائی جانے والی سکیمیں جن سے عام جاہل لوگوں کو مطمئن رکھا جاتا ہے۔ کہ ہم اہلسنت و جماعت بزرگوں کی جماعت سے

اطلاق ہیں۔ خدمتِ خلق اور جسمانی و روحانی مشکلات کا حل صرف ہمارے پاس ہے۔ ایسے راہزن جعلی پیر حضرات رنگ برنگے روپ اختیار کیے اپنے اپنے شکار کیلئے اہلسنت و جماعت کے نام پر جعلی سائن بورڈ لگائے بیٹھے ہیں۔ ایسے جعلی پیروں نے دینِ متین اسلام کی جڑوں کو کاٹنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ دورِ حاضر کے اکثر جعلی پیر سجادہ نشین و گدی نشین ایسے حضرات قدم قدم پر نظر آئیں گے۔ حالانکہ ان کو کسی کی بیعت لینا تو ایک طرف تو ایک صحیح مرید کے درجہ سے بھی کوسوں دور ہیں۔ اپنا بوجھ تو اٹھانہیں سکتے پتہ نہیں کیا اہام ہوگا۔ اپنے جاہل فریب خوردہ مریدوں سے کہتے نظر آئیں گے۔ کہ آئندہ سال صوبہ میں آؤں تو دس پندرہ آدمیوں کو میرا مرید بننے کیلئے تیار رکھو مجھ سے بیعت کر لیں۔

روحانیتِ حال جعلی پیر صاحب کی کیا ہے؟

لام شرعی ممنوع پروگراموں سے محبت تمام روحانی افکار کو تہہ بالا کرنے والا انداز خورد و نوش اس کی کسی بھی صحیح پیر بزرگ یا ولی کامل نے اجازت نہیں دی۔ حلال روزی سے تا بڑوڑ رنگ برنگی خوراک کھانے والے اور گونا گون بے تحاشا مشروبات پینے والے کے پلے میں روحانیت تو کیا حیوانیت بھی غیر حالت میں ہو جاتی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان موجود ہے۔ ”کہ کھانا کھاتے وقت اپنے پیٹ کے تین حصے کر لو۔ ایک حصہ خوراک کیلئے ایک حصہ پانی کیلئے۔ تیسرا حصہ معرفت حق اور روحانی ترقی کیلئے مالا پھوڑ دو“۔ حلال روزی سے صحیح پیر و مرید غلط رنگ اختیار کریں تو پیر بھی اندھا اور مرید بھی اندھا۔ خلافِ شرع حلال روزی سے (بسیار خوری) روحانیت سوز انداز اختیار کیا جائے۔ تب تو یہ نتیجہ ہے۔ اگر حرام کمائی سے ایسا انداز اختیار کیا جائے۔ تو روحانیت کا کیا

کیا کافروں کی دنیا اور ان کے تمام ممالک میں ان کی مصیبت زدہ عوام کو ان کے پال، پادریوں اور ان کے دم جھاڑ تعویذ گنڈا کرنے والے براہمنوں اور گروؤں سے آرام نہیں آتا؟ کیا انہیں اپنا پیر بنالیا جائے؟ دھرم اور بھرم کا رکھوالا مان لیا جائے؟ ہرگز نہیں۔ ہوا میں اڑتا ہو۔ آگ اسے نہ جلائے۔ پانی میں نہ ڈوبے۔ محالات مانو (یعنی ممکنہ طور پر جو کام نہ ہو سکے) کے تمام کام کر گزرے۔ ایسے آدمی کو اس وقت ہدایت کا سرچشمہ اور ایمان کا محافظ مت مانو۔ جب تک وہ شریعت مطہرہ کے اصولوں کے مطابق نہ ہو۔ اور اس کی شکل، وضع قطع، لین دین، خورد و نوش، زندگی کے ہر طور طریقے جب تک شرعی اصولوں کے مطابق نہ ہوں۔ زرو زن کا شکاری منصب ہلے بٹلے کا بھاری اور قرآن و سنت کا پابند نہ ہو تو وہ پیر یا رہبر قائم نہیں ہے۔ شیطان قرآن و سنت کا پابند معاشرے میں تعمیری اخلاقیات کا کامل نمونہ مرد مومن ہو تو اپنے کی بیعت کی جائے۔ اور اپنے دھرم بھرم کا محافظ سمجھ کر اسکی قیادت تسلیم کی جائے۔ ہڈیاں سانا چنا آتا ہو سبز و سرخ رنگ برنگے چوغے پہننے جانتا ہو۔ اس کو اکثر جاہل لوگ فوراً باباجی سرکار کا لقب دے دیتے ہیں۔ کیا باباجی کا صرف تعویذ، گنڈا یا جھاڑ ہوگا جنات اور ہوائی آفات سے چھٹکارا دلانا یا خرق عادت جیسے کام کر کے دکھانا ہی اصل حقیقت ہے؟ اور اگر اسی طرح کے بابے ہی اصل ولی بزرگ ہوتے ہیں تو سب سے باباجی دجال ہوگا۔ وہ ان تمام فکری و عملی طور پر غلط جعلی پیروں اور جھوٹے باباؤں پرست غلط عقیدہ رکھنے والے جاہل مولویوں سے کہیں بڑھ کر ہوگا۔

﴿دجال اور دور حاضر کی شعبہ بازی﴾

دجال لفظ کا معنی ہی ”فراڈی“ مکار دھوکے باز ہے۔ مسلمانوں کو آزمائے کیلئے دجال

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے پناہ طاقت ہوگی۔ زمین کے پوشیدہ سونے و چاندی کے خزانے اور تمام زمین اپنی زرخیزی سمیت اس دجال کی فرمانبرداری ہوگی۔ ہوا، بادل، بارش اس کے زیر قبضہ کر دیے جائیں گے۔ اور وہ دجال ہوگا کافر۔ سامنے ماتھے پر پڑھے ان کا سب آدمی دیکھیں گے اور پڑھیں گے۔ لکھا ہوگا ”ک، ا، ف، ز“ کافر۔ اور یہ طاقتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے وقتی طور پر اس لئے دی جائیں گی۔ کہ پکا ایمان دار کون ہے؟ اور وقتی ظاہری چمک و دمک شعبہ بازی دیکھ کر اپنے ایمان سے منحرف ہونے والا کون

کادہ دجال آج کے جھوٹے شعبہ باز پیروں اور مصنوعی باباؤں سے اور جاہل مصنوعی گمراہ مولویوں سے بڑھ کر بہت بڑا باباجی سرکار نہیں ہوگا؟

﴿ضروری تنبیہ﴾

اس تمام صورت حال کے باوجود یہ دنیا حق پرست پیروں اور خدا ترس گدی نشینوں سے خالی نہیں ہے۔ کان تعداد میں بڑے بڑے خلیفے اور جانشین بزرگان دین موجود ہیں۔ جن کی برکت سے ہمیں زندگی گزارنے کا حق ملا ہے۔ عام لوگوں کی بھی یہ عظیم ذمہ داری ہے کہ لیرے باباؤں، جعلی پیروں اور اللہ والے گدی نشین صاحب زادگان میں فرق کو سمجھیں۔ صحیح بزرگ علماء کرام کی تو شان ہی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑی اہمیت سے بیان فرمائی ہے۔ قرآن پاک (پ ۲۲) میں ارشاد ہے۔ انما یخشى الله من عباده العلماء۔ کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ ڈرنے والے علمائے کرام ہی ہیں۔ اور معتبر احادیث میں، اور قرآن کی بہت سی آیات میں جو علمائے حق اور اللہ والوں کی جوشان بیان کی گئی ہے۔ اسکے لئے بے شمار دفتر درکار ہیں۔ طالبان حق اور

و علمائے حق کے پاؤں تلے فرشتے اپنے نورانی پر بچھاتے ہیں۔ اور یہی علمائے حق ہیں جن سے کوئی بھی مسلمان پیدائش سے لے کر مرگ بلکہ تا ابد بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ بعض بے وقوف لوگ اپنی حماقت کی وجہ سے ہر داڑھی والے باریش آدمی کو ہادی و آئینہ نظروں سے دیکھا کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ ہر داڑھی والا آدمی معاشرہ کا فرد ہے۔ حالانکہ روزمرہ کا سرکاری پریس نوٹ اگر دیکھ لیا جائے۔ تو بخوبی پتہ چل جائے گا۔ کہ داڑھی والے باریش کتنے مجرم ہیں۔ اور داڑھی مندوں کی ڈکیتیوں اور پورے ملک پر رنگ برنگے جرائم میں کتنی نفری ملوث ہے۔ روزانہ دس داڑھیوں والے غلط کاموں میں گرفتار کئے جاتے ہیں۔ تو داڑھی مندے ایک سو سے زائد وارداتوں اور ڈکیتیوں میں گرفتار کئے جاتے ہیں۔ اور وہ جو داڑھی والے دس گرفتار ہوتے ہیں۔ تو ان میں سے ایک مبالغہ آٹھ داڑھیوں والے مطلق جاہل مجرم پیشہ جعلی داڑھی رکھ کر عیاشی اور جرائم ارتکاب کرنے والے ہوتے ہیں۔ صرف داڑھی رکھنے سے مولوی یا عالم دین یا مجاہد دینی تیار نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ جعلی تصور رکھتے جاتے ہیں۔ لہذا سندھ مصطفیٰ سمجھ کر داڑھی رکھنے والے کو طنز و مزاح کرنا یا نفرت کی نگاہ سے دیکھنا۔ یا مطلق طور پر داڑھی والے کو برا سمجھنا بھتی اور حرمان نصیبی کی علامت ہے۔ جو آدمی داڑھی کو کاروبار، بد معاشی، ڈکیتی اور دہشت گردی کیلئے رکھ لیتے ہیں۔ ایسی جعل سازی کا حکومت وقت و معززین معاشرہ کو کوئی جواب طلبی کرنا لازمی ہے۔ ان معاشرتی فحش کوتاہیوں اور اخلاق سوز کاروائیوں میں معاشرہ کے ہر مرحلے کے ارباب حل و عقد (انتظامیہ) بھی صریح غلطیوں کے مرتکب ہیں۔ اکثر چھوٹی یا بڑی مساجد کی انتظامیہ کے افراد میں سے بہت سے با اثر ایسے ممبران یا سرپرست منتظمین حضرات کا رفرما ہوتے ہیں۔ جو ناقص علم والے روٹی کے بخارے جعلی مولوی

مذہبی غلطیوں کو پسند کرتے ہیں۔ تاکہ یہی کام چلے۔ آپ بھی حاجی جی، ہم بھی
الہ الحق پرست علماء و آئمہ و انتظامیہ کی تعمیری سوچ سے ہی معاشرہ پروان چڑھ

﴿دورِ حاضر اور مایہ پرست جاہل مولوی﴾

اور میں ایسے جعلی مولویوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ جن کا منتھائے نظر صرف پیٹ
دانا داری ہوتی ہے۔ اور ایسے پیٹو نام نہاد مولوی ہر دور حکومت میں چمچہ گیری
کرتے رہے۔ والوں کی بھی کوئی کمی نہ رہی ہے۔ جو سراسر اسلام کے دشمن مغربی
عقائد کے مناصر سے مل کر اسلام کی بیخ کنی کروانے میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں۔
دو دنوں جہانوں کی لعنت سر پر اٹھا کر در بدر ذلت کی زندگی گزار کر واصل جہنم ہو
جاتے ہیں۔ اور کئی مور ہے ہیں۔ اور ہونگے۔ اور انہی پیٹو جعلی مولویوں کی اکثریت نہ کسی
محل دوس کا سد یافتہ بلکہ چند دن کھانے پینے میں گزار کر داڑھی رکھ کر سفارش کے
پر پکڑی بندھوا لی۔ اور سیدھی مسجد کی راہ لی یا جعلی پیروں کا سامنہ قائم کر کے
دولت کیلئے بدنام کرتے رہے۔ اس کے برعکس بعض مولوی کچھ علم رکھنے
والے اور جو حق بات کہنے سے اتنے خائف ہوتے ہیں۔ محلے کے چوہدری صاحب یا امیر
کا ناراض ہو گیا تو روٹی کہاں سے ملے گی؟ مولوی کا حلقہ اثر اور محلہ جہالت اور گمراہی
پرست بڑوں کے ہاتھوں لٹ رہا ہے۔ مولوی صاحب دیکھ رہے ہیں۔ کہ اگر
وہ لوگوں کا بغاوت کا سامنا ہوگا۔ نئی مسجد تلاش کرنا ہوگی۔ لہذا صم بکم غمی کا نمونہ بن
جائے گا۔ حالانکہ آج ساجد اور خطباء کی سب سے پہلی ذمہ داری یہ ہوتی ہے۔ کہ اپنے حلقہ اثر
کے ان تھکات سے بالخصوص نئی پود کے نوجوانوں کو صحیح عقائد اور بنیادی مسائل کی

آگاہی کے زیور سے آراستہ کرنے کی پوری کوشش کریں۔ کوئی مانے یا نہ مانے، ادا ہو جائے گا۔ نصیحت کرنے والے کے ذمے کوئی بوجھ تو نہ رہے گا۔ بہت کم علماء جن کے وجود کی برکت سے کائنات قائم ہے۔ جو اپنی احساس ذمہ داری کے تحت میں پوری دیانت داری سے کمر بستہ اُمت کی خدمت میں شب و روز کوشاں ہیں۔ صحیح اسلامی افکار کو ہر خورد و کلاں تک پہنچانے کیلئے تنظیمی صورت حال ایسی ہی ہے۔ کہ بت آئے دن تنظیمیں بنتی ہیں۔ شوی قسمت سے تنظیمی ڈھانچہ مکمل ہونے سے پہلے ہی تنظیم کی جزیں کاٹنے کا مکمل انتظام ہو جاتا ہے۔ وہ انتظام کیا ہے؟ مایہ پرستی یا منصب پرستی۔ مالی حالات کی جاذبیت سے سربراہ تنظیم متاثر نہ ہو تو منصب پرستی جیسا جنون آفت کی شکل میں سامنے آ جاتا ہے۔ عہدے دار اپنے عہدے کا اہل ہونا چاہیے اور قیادت سے دست برداری موت نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کو اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل قائدین کو دین و ملت کی خدمت بے لوث پر خلوص طریقے سے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو مولوی اصول دین کی بیخ کنی ہوتے دیکھ کر محال کے اخلاقیات کو تہہ و بالا ہوتے دیکھ کر شمس سے مس ہونا تو ایک طرف مولوی کے اہل میں دور جدید کے اخلاق سوز و سائل کامل طور پر موجود ہیں۔ وہ لوگوں کو کیا ہدایت دے گا؟ وہ حقانیت کیا بیان کرے؟ اور اگر کرے بھی تو اثر کیا ہوگا؟ جب لوگ جانتے ہوئے کہ یہ جعلی مولوی صاحبان خود اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے۔ فضول پروگرام اپنی ضیافت کیلئے ہر وقت انہیں درکار ہے۔ نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی جیسی بنیادی خامیاں اس میں موجود ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ حلقہ اثر مزید برباد ہو کر رہ جائے گا۔ ایسے جعلی مولوی چٹ پناچ کا یعنی بد عنوان شریک و بد طبقوں سے ذہنی مفاہمت۔ تو بھی حاجی جی میں بھی

بے نظیر اللہ۔

تعمیری اور اسلامی اخلاقیات کا جنازہ نکالنے والے جعلی اور نفس پرست علماء کی فتنی قلابازیاں ﴿﴾

ماہر میں اسلامی، تعمیری اخلاقیات کا جنازہ نکالنے والے صف اول میں تشریف فرما علی الدنس پرست علماء کی فتنی قلابازیاں ہجری نبوی 1400 اور سن عیسوی 2000 کے آغاز سے پہلے ہی اسلام کے روحانی اخلاقیات کو تباہ کرنے کے لئے بیہودگی کا دافر سامان بن گئے۔ اور ہودی کلچر اسلام دشمن لابیوں سے بالخصوص پاکستان کے لئے بڑے شوق سے درکار ہو رہی ہیں۔ جس کی وجہ سے بالخصوص آنے والی نئی نسل مفلوج ہو کر رہ گئی ہے جس کے

اگرچہ بڑے سبب کار فرما رہے۔ اور عالمی اور بے راہ روی کے اسباب ٹی وی، سی ڈی، مووی اور کیبل جیسے نجس العین سے

بہت زیادہ ذرائع کا نفع نئے رنگ میں رقص کرنا۔ مالی دنس پرست علماء کی اسلام کے اصولوں میں فتنی قلابازیاں اور ہرنے چڑھتے سورج کی گھاٹ اور منصب پرستی کا نشہ اور نجس العین سے زیادہ بدتر ذرائع خباثت کی گھلم کھلا حوصلہ

المرال ہو کہ دور حاضر کے علماء سوء کا لذیذ چسکا بن کر شیطانیت کی چوگنی ترقی کا ضامن بن گئے۔ اور نتیجہ یہ ذرائع شیطانیت بالخصوص نئی نسل کو چور یا ڈاکو یا زانی اور دشمن خدا و رسول بنا دینے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ معاذ حق پرست حقانیت نواز علماء کے خلاف نئی نسل کو

استعمال کیا جائے تو یہی ذرائع طیب و طاہر اور ایمان افروز بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔
ایسا نہ ہو سکا۔ افسوس برمیڈ یادور حاضر

o۔ دور حاضر کے یہ مذکور بالا ذرائع ابلاغ کی موجودہ حقیقی کیفیت یہ ہے کہ ان کے ذہائے محل اسلئے کہ ان ذرائع ابلاغ میں تلاوت، وعظ و نصیحت جیسے حصے بھی شامل ہیں لیکن بات تو انسانی تعمیری اخلاق کی ہے کہ تعمیری اخلاق کے پروگرام کی تعمیر ہو رہی ہے یا برباد ہو رہی ہے۔ ایک ہی چیز جو اچھی بھی ہو اور بہت گندی پلید بھی ہو۔ یہ ایک قدرت کا منفرد تخلیقی نظارہ ہے۔ جیسے کنو کارس، گنے کارس، انگور کا نچوڑ نہایت ہی انعامات خداوندی ہیں اور انہی چیزوں کو جب شراب کی شکل دے دی جائے تو یہی چیزیں پیشاب اور خنزیر سے بدتر قرار پائیں گی لطیف اچھی طیب و طاہر چیز کو فلاح و گمراہی کا شیطان کا کام ہے

اخلاق سوز ذرائع کی حوصلہ افزائی اور دور حاضر کے چمکانوز علماء:

دور حاضر میں چمکانوز وہ علماء جن کی اکثریت بھی ہے جو نہایت جانفشانی سے اپنے گندے ذرائع کو بام عروج تک پہنچانا چاہتے ہیں محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا محفل ذکر خدا جیسے اجلاس و اجتماعات ہوں ان میں ریا کاری، منصب پرستی اور ہوا پرستی پوجا جیسے نجس عناصر کا کیا کام، جب کہ دور حاضر میں تو ایسا رنگ رچا لیا گیا ہے کہ حاملہ کو اپنا حمایتی بنا کر انہی بے بے اور گز و فر کے لئے ارکان دین و ضروریات ایمان کی تلاش سے مکمل خاموشی اختیار کرتے ہوئے ان کو خوش کرتے ہوئے ان سے لاکھوں کروڑوں روپے وصول کر کے کچھ ایسی رقوم محافل اور ایسے جلسوں پر خرچ کر دیئے باقی رقم خود کو ہضم ایسی محفلیں اور اجتماعات جو صدیوں پر محیط سراپا برکت اور ایمان افروز رہے ہیں

ایک طرح کے خون کے آنسو رونے کو جی چاہتا ہے ساری رات محفل نعت میں گزاری جائے اور اکثر وہ بے نماز جرم پیشہ لوگ شامل جو محفل سے پہلے نہ محفل کی صبح نہ رات نماز کے لئے تیار۔ باقی چمکانوز چند علماء یا نعت خواں (اکثر داڑھی کئے یا داڑھی کے بغیر) رسول کے باغی (جو خود بھی بالخصوص اس محفل کی رات اکثر نماز پڑھنے سے غافل رہتے ہیں۔

ایک اجتماعات یا جلسے، محافل جن میں اپنی کڑ و فر بڑھانے کے لئے مودی یا تصویر کا کل ساری رات یا اکثر حصہ جاری رہتا ہے ایسے علماء و نعت خواں حضرات کی حوصلہ شکنی کا ذریعہ نواز انداز ہو جائے اور تشہیر کامل ہو سکے۔

ایک علماء اور نعت خواں جو مودی، آڈیو و ڈیو اور تصویر کشی کے بغیر جلسہ اور محفل نعت کا انعقاد نہ کر دیتے ہیں اور مودی اور طبلوں سے خالی محفلوں میں شامل ہونے سے انکار کرتے ہیں کیا وہ بتا سکیں گے کہ اسلام کو چٹکلا اور دینی ضروریات کو کھلونا کیوں بنا لیا ہے۔ اور وہ کیا بتا سکیں گے؟ کہ وہ خود کو کس نبی کی امت سمجھ رہے ہیں اور ان کی اخلاقیات و آداب کا تمسخر اڑا رہے ہیں۔ کیا کوئی ایسا کبھی نبی یا ولی ہوا ہو جس نے اخلاق و اذکار اور منصب پرستی بلے بلے کے پجاری بننے کی تعلیم دی ہو تصویر کشی کو اچھی اور معما بنانا قرار دیا ہو۔ کیا تصویر کشی صرف صنم تراشی بت بنانے تک محدود ہے کس مسلم شخص کا اصل شاہد دائرہ عمل میں لایا جا رہا ہے اور یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ کاغذوں پر اور ٹی وی پر کی عکاسی جائز ہے

ایک ملت اور اجتماع امت جیسے اصولوں کے مطابق یہ فرق کہاں مذکور ہے کہ عکاسی اور ٹی وی سے متعلق ہے کاغذوں اور ٹی وی کی تصاویر اس سے مستثنیٰ ہیں۔ شرعی ضابطہ

بطور اس بارے تو یوں مذکور ہے **الضُّرُورَاتُ تَبِيحُ الْمَخْظُورَاتِ**۔ لیکن یہاں تو ضیافت طبع اور رنگ برنگے مزے لوٹنے کیلئے بڑے شوق سے بن سنور کر رنگ بدل بدل کر عورتوں کی تصویر کشی کی پوجا کی جارہی ہے۔ اگر بے تکلیاں ہانگی گئیں تو اسلام کے بنیادی عقیدے کا کیا حال ہوگا۔ ایسے تو پھر یہ بھی بات کرنا چکا نواز علماء سوء کے لئے نہایت آسان ہے کہ اگر گانے بجانے والوں جاذبِ قلب و نظر خوب رقص کرنے والی طاقتور عورتوں یا مردوں کے اجتماع میں انخصوص نعت رسول پڑھوائی گئی تو خوب تبلیغ ہوگی۔ چکا نواز علماء ایسی مووی تصویر کشی والی محفل میں نعت خواں حضرات سمیت داخل ہو کر دیتے۔ صاف صاف اخبارات میں بھی نظر آئیں اور مزید یہ بھی اعلان فرمادیں کہ اگر کو حیران کرنا تبلیغ کا بنیادی مشن ہے۔ غیر مسلم جب ہمیں یوں دیکھ کر دنگ رہ جائیں تو کیا ان میں کئی مسلمان بھی ہو جائیں گے؟ جیسا کہ دورِ حاضر میں جزوی طور پر ایسا کرنا جمانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔

فیشن پرست تبلیغ کرنے والی ایسی محفل کی تواریخ پر گہری نظر اور ایک باقاعدہ راز اپنے پاس ڈاڑی رکھنے والی عورتیں جو رنگ جما چکی ہیں کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں۔ ایسی مُبلغات محافل میلاد پر عورتوں کے جلسہ میں در بدر ہر گھر میں اپنی آواز بلند چلانے والی جہاں گھروں میں غنڈے آوارہ لڑکے بھی ایک طرف کھڑے دارمحل میں موجود ہوتے ہیں۔ جب نعت رسول اور میلاد کی محفلیں سجاتی ہیں اور انہی پرست بدذات عورتوں کو بنا سجا کر اپنی گاڑی میں بٹھا کر دیوٹ خاوند ایسی محافل میں کر آتے ہیں اُس وقت ان پر رحمت کی بارش ہو رہی ہوتی ہے یا قہر خداوندی کی آواز

سنائی دے رہی ہوتی ہیں پھر اپنی گاڑی پر وہاں سے واپس لے آتے ہیں۔ اس بد نظمی اور بد نظمی کے محافل سوئم و چہلم بھی پر اگندہ ناگفتہ بہ ہو چکی ہیں۔ بات کو شرعی اصول کے مطابق دلی چاہیے کہ نفلی کاموں کو صحیح نقطہ نگاہ شرعی اصولوں کے مطابق ادا کئے بھی جائیں۔ نماز، روزہ، حج کے تقاضوں کو نظر انداز کیا جائے تو تب بھی نفلی کام شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتے لیکن جب یہ طوفان پھا کرنے والی بیہودگیوں، پردہ بالائے طاق، عیاشی، ضیافت طبع، مایہ پرستی، عیاشی یا فحاشی جیسی خباثتیں جن نفلی محافل میں کارفرما ہو گئے ہیں نفلی کاموں سے غضب الہی و غضب رسول ﷺ کے علاوہ کیا ملے گا۔

دعا کے بہت سے مسلم شیوخ الحدیث و مفسرین قرآن اس تصویر سازی فوٹو اور مووی کے ذریعے تقاضائے کتاب و سنت خلاف شریعت ممنوع قرار دے چکے ہیں مثلاً امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الحدیث قبلہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے بہت سے لائق وفادار شاگرد علماء خلفاء کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

نعت پڑھائیں اور شرعی خلاف ورزی کا شکار محفلوں کے علاوہ خدا و رسول کو پسند محافل میسر ہو جائیں تو ایک بہترین ایمان افروز طریقہ یاد رکھنا ضروری ہوگا۔

نعت پڑھانے والے اپنے گھر کی بیٹھک یا کوئی گوشہ صاف کر کے اسے افراد خانہ کی نماز کے لئے بھی استعمال کریں اور محفل میلاد یا کوئی بھی بابرکت محفل ایسی بیٹھک میں گھر کے افراد پر مشتمل ہوں۔ اگر عورتیں دورِ حاضر میں تلاوت، نعت خوانی، ختم شریف کی یہ بہترین محفل ہوگی اور صلوٰۃ و سلام کھڑے ہو کر ادا کر کے یا حاضر شیرینی یا طعام پر ختم شریف پڑھ کر دعائے ایصال فرما کر دی جائے۔ اور موجود کھانے یا شیرینی کو مستحقین یا بچوں میں تقسیم کر دی جائے۔

دجال سے متعلق احادیث اور دورِ حاضر کے جعلی پیروں اور جابل مولویوں پر ایک نظر

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الدَّجَالُ مَمْسُوحُ الْعَيْنِ (أَيُّ الدَّجَالِ الْيُسْرَى) مَكْتُوبٌ "بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ" ثُمَّ تَهَجَّأُ، لَا يَفْقَرُ أَهْ كُلُّ مُسْلِمٍ كَاتِبٌ "أَوْ غَيْرُ كَاتِبٍ" (ص ۴۰۰ جلد ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- ”دجال بائیں آنکھ سے بھیڑا ہوگا۔ دونوں آنکھوں کے درمیان ک، ا، ف، ر۔ کافر لکھا ہوگا۔ پڑھا اور اُن پڑھ اس کی پیشانی پر لفظ ”کافر“ آسائی ہوگا۔ پڑھ سکے گا۔“

ایضاً حدیث:- عَنْ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الدَّجَالَ فَقَالَ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ وَالْأَرْضَ فَتَنْبُثُ فَتَرْوَحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ (مَوَاشِيَهُمْ) يَبْلُغُونَ مَا كَانَتْ دُرَى (مَوَاشِيَهُمْ سُمْنَاءَ) وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا وَأَمْلَأَهُ خَوَاصِرَ لَمْ يَأْتِي الْقَوْمَ فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ (دَعْوَى الْأَلَوَهِيَّةِ) فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ فَيُضْبِحُونَ مُمَحَلِّينَ لَيْسَ بِأَيِّدِهِمْ شَيْءٌ "فَنَ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرَبَةِ فَيَقُولُ لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَ

الْأَلَوَهِيَّةِ كُنُوزُهَا إِلَى أَخْرِ الْحَدِيثِ بِتَغْيِيرٍ يَسِيرٍ لَفْظًا

(ص ۳۷۳ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف ورواہ الترمذی و ص ۴۰۱ جلد ۲ مسلم شریف)

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہما حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ دجال ایک قوم کے پاس آئے گا تو وہ اُس کو خدا مان لیں گے۔ دجال بادل کو حکم دے گا۔ وہ بارش برسا دے گا۔ زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام نباتاتی زرخیزی و سبزہ زاری کو زمینوں اور غزنائوں سمیت اس کے حکم کی تعمیل کرے گی۔ جانور موٹے تازے دھن سے ڈالے ہو جائیں گے۔ صبح چراگاہ میں جانے کی نسبت شام کو خوب فربہ ہو کر جانور نہیں گے۔ پھر ایک اور کسی قوم کے پاس جا کر خدائی دعویٰ کرے گا تو وہ اس کو دھتکا دیں گے۔ انکار کر دیں گے۔ وہ واپس چلا جائے گا تو اس کے بعد اُس قوم کی بد حالی ہو جائے گی۔ غربت و افلاس کے ڈنکے بج جائیں گے۔ زمین بخر خشک سالی کا شکار ہو جائے گی۔ اگلے بیابان سے گزرے گا زمین سے کہے گا۔ یہاں سے اپنے تمام خزانے باہر نکال لو۔ چنانچہ زمین کے خزانے سونا، چاندی سمیت اس کے ساتھ ساتھ چلیں گے اس حدیث کو محدث ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(ص ۳۷۳ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف و ص ۴۰۱ جلد ۲ مسلم شریف)

دجال اتنی کامل خرق عادت اور رنگ برنگی شیعہ بازی کے باوجود ولی یا بزرگ یا بابا یا امکا۔ ہرگز نہیں یہ لعنتی بیہودہ انسانوں میں سے ایک خبیث شیطان ہوگا۔ معلوم ہوا کہ اس اصولوں کے مطابق ہو تو بزرگ اور ولی ہے اگر شرعی اصولوں کے خلاف ہے تو وہ پیر الہی نہیں شیطان کا معنوی بیاد دجال ہے۔

دجال خود کو بطور خدا کے پیش کرے گا۔ لیکن اس کی تمام طاقتوں کے باوجود اہل حق کامل

ایمان والے اسے ٹھکرا دیں گے۔ اور یہودی، جاہل مطلق مسلمان اور جعلی پیر اور جاہل مولوی اور کثیر تعداد میں عورتیں دجال کے پیروکار ہوں گے۔

﴿ آج کے جعلی دربار یا اسلام سے بغاوت ﴾

اور دوسری طرف اسلام کے خلاف ایک اور یلغار ہو رہی ہے۔ وہ ہے مصنوعی جعلی مزارات کی بے تحاشہ تعداد۔ شریعت محمدیہ **عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفُ تَحِيَّۃٌ** میں درباروں کے بارے صرف اتنی گنجائش ہے کہ کوئی عظیم ہستی قرآن و سنت کے مطابق کج العقیدہ ہو۔ زرو زن کا شکاری نہ ہو بلے بلے (منصب پرستی) کا پجاری نہ ہو علاقے کے لوگ اپنے بیگانے بھی جانتے ہوں۔ اس کی پارسائی للہیت اور خلوص کا دلوں میں حقیقی مقام ہو وہ فوت ہو جائے۔ تو اس کے مرقد کو زیارت گاہ بطور ایصال ثواب اور دعا و صل مشکلات کیلئے کسی بھی مناسب جگہ پر انتظام کیا جاسکتا ہے۔ اور وہاں روشنی کا انتظام بھی جائز ہے۔ اس کے برعکس اُمت پر آفت کیا آپڑی ہے؟ کوئی راہ گیر جاتے جاتے کسی سڑک کے کنارے یا کسی قبرستان کے پاس فوت ہو جائے یا کوئی نشہ خور یا شراب نوش یا بوٹی نوش و فروش ملنگ شکل یا کوئی جرم پیشہ آوارہ فضول آدمی یا مصنوعی جعلی جُذہ پوش ضمیر فروش شعبہ باز پیر جہاں بھی فوت ہو جائے وہیں اسے دفن کر کے اسکی قبر پر جھنڈا لگا کے نشہ خور ملنگوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ یا جنسی عاشق گدی نشین عیاش آدمی قبضہ ہما لیتے ہیں۔ اس قبر کی آمدنی سے کئی کئی قیمیے داد عیش لیتے اور دیتے نظر آتے ہیں۔ ایسے چھوٹے مزارات کی قبروں کو کرینوں کے ذریعے اٹھوا کر عام قبرستانوں میں شامل کرنا حکومت وقت اور علاقے کے سردار سیاسی قائدین اور اسلام کے صحیح علمبردار علمائے حق کا لازمی حق ہے۔ ایسے مصنوعی مزارات پر اکثر اسلام کے بنیادی فکری و عملی اصولوں کی

خلاف ورزی عروج پر دیکھی جا رہی ہے۔ مزار کا مجاور گدی نشیں دیکھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی فلمی ہدایتکار مغربی تہذیب کا پروانہ ڈاڑھی منڈا (ایکٹر) فنکار ہے۔ غیر محرم عورتوں سے بے پردہ ملاقاتیں یا خفیہ طریقوں سے عیاشی کی جنسی پیاس بجھائی جاتی ہے۔ بلکہ ایسے بابا اور جعلی پیروں کے ذرائع آمدنی نظر آنے لگتے ہیں۔ اسی لئے گوشت، فروٹ تازہ انڈے دودھ ہر قسم کی سہولیات کی وجہ سے ناز مینی کمال درجے کی نظر آتی ہے۔ جعلی پیر صاحب گدی نشیں جاہل بابا جی کی کھال سونے یا چاندی کی طرح چمک رہی ہوتی ہے۔ جس کو دور حاضر میں جاہل لوگ روحانیت اور ثورائیت کا نام دیتے ہیں۔ جاہل مریدین مرد اور عورتیں اپنے بے ہودہ پیر کو دیکھ دیکھ کر ایک دوسرے کو مزید اطمینان دلاتے ہیں۔ کہ ہمارے پیر صاحب کتنے نورانی شکل والے ہیں۔ چہرے پر اللہ تعالیٰ کا کیسا نور چمک رہا ہے؟ بھلا جس پیر کا دل گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پتھر بن چکا ہے۔ اور بصیرت کی آنکھ رکھتا ہی نہیں اس پر حقیقی نور کہاں نظر آئے؟ اور مریدین کے پلے کیا ڈالے گا؟ ”خاک“ نور دیکھنے کیلئے تو صفیائے باطن کا ہونا لازمی ہے۔ اور حال یہ کہ پیر بھی دل کا اندھا اور مرید اس سے فزون تر۔ خونی نور اور بے ہنگم خورد و نوش سے پیدا ہونے والی جسمانی کھال کی رنگت کو نور بصیرت قرار دینا کتنی بڑی عجیب حماقت کا مظاہرہ ہے۔ ان جعلی پیروں شعبہ باز عیاش باباؤں اور ٹوٹے ٹوٹے کرنے والے اور تعویذ کرنے والے جعلی مولویوں نے جو خدمت خلق کا جھنڈا اٹھا رکھا ہے۔ وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ ایک جاہل تعویذ لینے آتا ہے جی مجھے ایسا تعویذ دے دیں یا اللہ اللہ کر دیں یا کوئی جادو کا ایسا کرشمہ دکھائیں۔ کہ میرے پڑوسی یا قریبی رشتہ دار فلاں دشمن کا بیڑا غرق ہو جائے۔ اس کا کاروبار ٹھپ ہو جائے۔ کیونکہ وہ بڑا خالم ہے جعلی پیر صاحب یا جعلی مولوی صاحب آئے

ہوئے سائل کے کہنے پر ہی اکتفا کرتے ہوئے فریق ثانی کے خلاف فوراً یکطرفہ فیصلہ کر کے شدید بلا ضمانت وارنٹ جاری کر دیتا ہے۔ اور اپنی مطلوبہ اشیاء و نقدی و نذرانے وغیرہ پہلے ہی وصول کر لیتا ہے۔ یہ بات سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔ کہ کوئی آدمی جس کے خلاف جادو یا تعویذ لینے آیا ہے کہ واقعی وہ اس لائق ہے کہ اس سے یہ سلوک کیا جائے۔ ایسی ظالمانہ کارروائی کرنے والا اور کروانے والا دونوں بہت بڑے ظالم اور بہت بڑے مجرم ہیں۔ جب تک مظلوم نہیں معاف کریگا۔ ظالم کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کریگا۔ ضرورت مند لوگوں کو تعویذ گنڈا یا دم درود کرنے کے متعلق زیادہ سے زیادہ صورتحال کی حد بندی کا اکثر خاکہ اگلی حدیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿جائز کام کے لئے تعویذ گنڈا یا دم درود پر معاوضہ

مناسب لیکن بشرط حصول مقصد و آرام﴾

حدیث نمبر ۳۷: أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْإِسْنَاءُ السَّيِّئَةُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ فِي ثَلَاثِينَ رَاكِبًا فَنَزَلْنَا بِقَوْمٍ مِنَ الْعَرَبِ فَسَأَلْنَا لَهُمْ أَنْ يُضَيِّفُونَا فَأَبَوْا فَلَدَغَ سَيْدُهُمْ فَأَتُونَا فَقَالُوا أَفِيكُمْ أَحَدٌ يُرْقِي مِنَ الْعَقَرِ؟ فَقُلْتُ نَعَمْ أَنَا وَلَكِنْ لَا أَفْعَلُ حَتَّى تُؤْتُونَا شَيْئًا فَقَالُوا نُعْطِيكَ ثَلَاثِينَ شَاةً قَالَ لَقُرْأْنَا عَلَيْهَا سُورَةَ الْفَاتِحَةِ سَبْعَ مَرَّاتٍ فَبَرَأَ فَبَرَأَ فَلَمَّا قَبَضْنَا الْغَنَمَ عَرَضَ فِي أَنْفُسِنَا مِنْهَا فَكَفَفْنَا حَتَّى آتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَّرْنَا لِرَسُولِ اللَّهِ ذَالِكَ فَقَالَ أَمَا عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقِيَّةٌ اقْتَسَمُواَهَا وَاضْرِبُوا إِلَى بَسْمِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِمْ أَخْرَجَ كِتَابُ اللَّهِ (۹۶-۹۷ جلد ۲ کشف الخفاء)

ترجمہ: صحاح ستہ سمیت امام احمد بن حنبل اور بیہقی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ہمیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیس سوار غازیوں کے ایک چھوٹے لشکر میں کسی مہم پر روانہ فرمایا۔ ایک عرب قبیلہ کے پاس سے ہمارا گزر ہوا ہم نے ان سے اپنی مہمان نوازی کے بارے میں کہا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا اسی دوران اس

قبیلے کے سردار کو زہریلے پھونکے کاٹ لیا تو وہ لوگ ہمارے پاس دوڑ کر آئے۔ اور پوچھا کہ تم میں سے کوئی پھونکا جھاڑ پھونک کرنا جانتا ہے؟ میں نے کہا ہاں میں جانتا ہوں۔ لیکن تم کچھ بکریاں ہم کو دو گے تو تب پھونکاٹے کا دم کریں گے۔ انہوں نے کہا ہم تم کو تیس بکریاں دیں گے۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے سردار کو سات بار سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا وہ ٹھیک ہو گیا۔ جب ہم نے ان سے بکریاں لے لی تو (ان بکریوں کے بارے دم کرنے کے عوض میں) ترزدہوا ہم شک میں پڑھ گئے۔ (کہ کہیں ہم نے بکریاں غیر شرعی طور پر تو نہیں لے لیں) تو ہم نے انکو آپس میں نہ بانٹا یہاں تک کہ ہم رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس حاضر ہوئے۔ تمام واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے ابوسعید) کیا تو نہیں جانتا کہ سورۃ فاتحہ ایک مکمل دم بھی ہے۔ اور بکریاں آپس میں بانٹ لو اور میرا بھی اس سے حصہ نکال لو اور بخاری کی ایک اور روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا 'إِنْ أَحَقَّ مَا أَخَذَ ثُمَّ عَلَيْهِ أَجْرٌ كِتَابُ اللَّهِ' بیشک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک پر اجرت لینے کا زیادہ حق ہے۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں درج ذیل امور واضح طور پر نظر آرہے ہیں۔
 ا:- جس مال و دولت کے جائز یا ناجائز ہونے میں شک پڑ جائے۔ جب تک اس کی حقیقت شرعی حیثیت معلوم نہ کر لی جائے اس وقت تک اس مال کو استعمال میں لانا ناجائز نہیں۔
 ب:- قرآن پاک کی آیات طیبہ پڑھ کر کسی بھی تکلیف کیلئے دم کرنا جائز ہے۔
 (إِنَّهَا زَكِيَّةٌ) یہ ایک مستقل دم ہے۔

ج:- کسی بھی ایسے جھاڑ یا پھونک یا دم کرنے پر (جو شرعی طور پر ناجائز نہ ہو) قبل از وقت

اجرت مقرر کرنا جائز ہے۔ یہ مفہوم حدیث کے ان الفاظ (إِنْ أَحَقَّ مَا أَخَذَ ثُمَّ عَلَيْهِ أَجْرٌ كِتَابُ اللَّهِ) قرآن پر اجرت لینے کا حق زیادہ ہے۔
 ☆ تعویذ، گنڈا، جھاڑ، پھونک ☆

﴿اور دور حاضر کے ٹونے ٹونے پرستوں کی قلابازیاں﴾
 شریعہ محمدیہ علی صاحبہا ألف الف تحیۃ میں جھاڑ، پھونک، تعویذ گنڈے کا بنیادی مقصد خلق خدا پر رحم کرنا ہے۔ مخلوق کی مصیبتوں اور دکھوں میں ان کا شریک غم ہونا مظلوموں اور غم کے ماروں کا بوجھ ہلکا کرنا۔ ایسی صورت میں اجرت لینے کا جواز اگر موجود ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی تو ہرگز نہیں کہ سادہ لوح مسلمانوں کی کھال اتاری جائے۔ انصاف اور حق تو یہ ہے کہ اجرت اس جائز کام پر لی جائے۔ جو سائل کا مقصد پورا ہو۔ بیشمار ایسی مثالیں موجود ہی ہیں۔ کہ جعلی پیر یا بناوٹی مولوی اپنی جیبیں خطیر رقوم اور نذرانوں سے پُر کر لیتے ہیں۔ لیکن کام کسی کا بھی نہیں ہوتا۔

وَلْتَنْتَظِرْ نَفْسُ مَا قَدَمَتْ لِغَدٍ۔

﴿فَضَائِلُ سَيِّدِ الْيَامِ الْجُمُعَةِ﴾

حدیث نمبر ۳۸: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَّاهُ اللَّهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَحْمَدُ (ص ۱۲۱ مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۱: عَنْ ابْنِ شَهَابٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَنْ مَاتَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُتِبَ لَهُ أَجْرُ شَهِيدٍ وَوُفِّيَ فِتْنَةُ الْقَبْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ (ص ۳۳۳ جلد ۲ کشف الخفاء)

حدیث ایضاً نمبر ۲: عَنْ أُوسِ بْنِ أُوسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ غَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْتَسَلَ ثُمَّ بَكَرَ وَأَتَى مَشْيًى وَلَمْ يَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْإِمَامِ وَاسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ وَلَمْ يَلْغَ كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا مِنْ يَتَبَّهِ إِلَى الْمَسْجِدِ عَمَلٌ سَنَةِ أَجْرُ صِيَامِهَا وَقِيَامِهَا وَلَمَّا نَدَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْجَمَاعَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَتَهَا (ص ۳۱۴ جلد ۲ کشف الخفاء)

ترجمہ حدیث نمبر ۳۸: سات سو احادیث کے حافظ جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن یا جمعرات کو فوت ہونے والے مسلمان کو اللہ تعالیٰ قبر کا عذاب معاف فرمادیتا ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے اور احمد بن حنبل نے اپنی مسند احمد میں ذکر کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۱: ابن شہاب سے روایت ہے کہ جو مسلمان جمعہ کے دن فوت ہوگا

وہ شہادت کا درجہ پائے گا۔ اور قبر کا عذاب اسے معاف کر دیا جائے گا۔ اس حدیث کو ترمذی و عبد الرزاق و طبرانی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲: حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز خود غسل کیا اور دوسرے کو کروایا (بیوی کو) اور علی الصبح اٹھا اور گھر والوں کو اٹھایا اور مسجد کی طرف چل دیا اور امام کے قریب بیٹھا اور خطبہ سنا اور خاموش رہا کوئی فضول حرکت خلاف آداب خطبہ نہ کی۔ اسے اپنے گھر سے لیکر مسجد تک جاتے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور قیام کا ثواب دیا جاتا ہے۔ اور جبکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ اور جمعرات کو اپنی بیوی سے ہمستری کو بھی مستحب قرار دیا ہے (ص ۳۱۴ کشف الخفاء)

شرح حدیث ۱: جمعرات یا جمعۃ المبارک کے دن فوت ہونے والے کو کم از کم یہ رعایت ضرور مل جاتی ہے کہ کم ترین درجہ شہادت کے برابر ثواب اور قبر کی ہر آزمائش سے کامیابی حاصل ہو جاتی ہے۔ جمعۃ المبارک کی نماز سے لیکر مغرب تک ایک ایسی گھڑی ہے جس میں ناجائز دعا کے علاوہ کوئی بھی دعا خلوص دل سے کی جائے تو فوراً قبول ہوگی۔ حقوق زوجیت کی ادائیگی کیلئے جمعہ یا جمعرات نہایت مبارک اوقات ہیں۔ ممکنہ حد تک جمعۃ المبارک کا فریضہ ادا کرنے کیلئے سوار ہو کر مسجد جانے سے پیدل جانا افضل ہے۔ جمعۃ المبارک جمعہ کی نماز کی فرضیت سمیت صرف اسی امت کو عطا کیا گیا۔ جمعۃ المبارک کی نماز کی فرضیت اپنے طرہ امتیاز کے طور پر سورہ جمعہ اٹھائیسویں پارے میں موجود ہے۔ اس دن آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوئے اور اسی دن وفات ہوئی اور اسی دن ہشتوں سے اتارے گئے اور اسی روز توبہ قبول ہوئی۔ اور اسی روز قیامت قائم ہوگی۔ اسی

وجہ سے ہر ذی روح چیز جمعہ کے دن سے خائف ہے۔ بلا وجہ شرعی جمعہ کی نماز کے مسلسل تارک ہونے سے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ گویا کہ ایسے آدمی کا خاتمہ ایمان پر متحرک ہو جاتا ہے۔ اور اس دن میں درود شریف پڑھنا بھی باقی دنوں کی نسبت عظیم روحانی ارتقا کا سبب ہوتا ہے۔ جمعۃ المبارک تو خوب بے نظیر ثابت ہوا اب اگلی حدیث میں جمعۃ المبارک کے پیر کی بات سنئے۔

﴿جمعہ کے پیر کے فضائل﴾

حدیث نمبر ۳۹:- رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَا وَلَدَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَفِيهِ بُعِثَ وَفِيهِ عُرِجَ لَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَفِيهِ مَاتَ۔

(ص ۲۱ جلد ۱، عمدۃ القاری شرح بخاری)

ایضاً حدیث نمبر ۱:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ يَوْمٍ الْخَمِيسِ وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَفِي رِوَايَةٍ تُعْرَضُ عَلَى أَعْمَالِكُمْ فَإِنْ رَأَيْتُمْ خَيْرًا أَحْمَدْتُ اللَّهُ وَإِنْ رَأَيْتُمْ شَرًّا اسْتَغْفَرْتُ لَكُمْ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَوَاهُ الْبَزَّازُ وَقَالَ رِجَالُهُ صَحِيحٌ۔

(ص ۳۱ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:- ابن ابی شیبہ محدث تابعی سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور سرور عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر (سوموار) کے دن پیدا ہوئے اور اسی دن اعلان نبوت فرمایا۔ اور اسی دن آسمانوں کا اعراج ہوا۔ اور اسی دن وفات پائی۔

ترجمہ ایضاً حدیث:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ شہنشاہ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہفتے میں جنت کے دروازے دو دفعہ جمعرات اور پیر کے دن کھول دیے جاتے ہیں۔ اور روایت میں ہے کہ تمہارے اعمال ہر جمعرات اور پیر کے دن پیش کیے جاتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پر تمہارے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ اگر اچھے کام زیادہ دیکھوں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اور اگر برے اعمال زیادہ نظر آئیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی کی دعا کرتا ہوں۔ اس آخری حصہ حدیث کو محدث بزرگ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود الہذلی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں۔

شرح حدیث:- ایک ہی موضوع کی مختلف احادیث سابقہ فضائل جمعہ والی حدیث سمیت ان میں اہم امور کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱۔ جمعرات اور جمعۃ المبارک کے فضائل و مناقب و علو شان بمطابق ارشاد الہی و ارشاد رسول کریم کیلئے سر تسلیم خم۔ لیکن جمعرات اور جمعہ کو شان کہاں سے ملی؟ سابقہ امتوں کو ان دنوں دنوں کی یہ فضیلت عطا نہ ہوئی۔ جمعرات اور جمعہ کو شان دینے والے جس دن شریف لائے وہ پیر کا دن ہے۔ اور اسی روز ہجرت میں خروج مکہ پیر کا دن اور دخول مدینہ

بھی پیر کا دن اور فتح مکہ بھی پیر کے دن۔ (ص ۲۳۴ جلد ۲، سیرۃ حلبیہ) اور اسی دن خمس کائنات کو معراج بھی ہوئی۔ اور اسی روز وفات بھی ہوئی۔ جمعہ کے روز سیدنا آدم علیہ السلام کی ولادت بھی اور وفات بھی ہوئی۔ تو جمعہ سید الایام ٹھہرا اور پیر کے دن سید الانبیاء کی ولادت و معراج اور وفات بھی ہوئی۔ لہذا پیر کا روز سید الجمیع ٹھہرا۔ جمعہ کا سردار۔

ب:- جنت کے دروازے اور کئی مختلف اسلامی تہواروں پر بھی کھولے جاتے ہیں۔ لیکن اور جمعرات کا یہاں خصوصیت سے مذکور ہونا منفرد عظیم فضیلت کا حامل ہے۔ جمعرات کو روحوں کو عالم برزخ سے عالم خلق میں اپنے پسماندگان کی کارکردگی کا جائزہ لینے کیلئے چھٹی مل جاتی ہے۔ قبروں میں عذاب نرم کر دیا جاتا ہے۔

ج:- یہ تمام برکات و فیوضات الہیہ جس ستودہ صفات صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے سے حاصل ہوتی ہیں۔ اس پاک ذات کی ولادت جس دن ہوئی اس کا روز جمعہ سے افضل ہونا قدرتی بات ہے۔ آپ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ پوچھا گیا آپ پیر کے دن کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی۔ اس لئے میں اس دن کا روزہ رکھتا ہوں۔

”مُعْرِضْتُ عَلَىٰ أَعْمَالِ أُمَّتِي“ حدیث کے یہ الفاظ بتلا رہے ہیں۔ کہ امت کے تمام اعمال بارگاہِ مصطفویٰ میں ہفتے میں دو بار پیش کئے جاتے ہیں۔ تا روز جزا یہ سلسلہ معائنہ اعمال یوں ہی جاری رہے گا۔

﴿بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْأُمَمِ سَلَمِينَ﴾

☆ حدیث کی نظر میں شجرہ نسب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ☆

حدیث نمبر ۴۰:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنَا فَقَرْنَا حَتَّى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۵۱۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۱:- عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَانَهُ، سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ أَنَا فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ“ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۵۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اعظم نورجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بنی آدم کے زمانوں میں سے میرا ہر زمانہ بہترین ہے۔ اور ان کئی بہترین بدلتے زمانوں میں سے ہوتا ہوا میں اس بہترین زمانے میں پیدا کیا گیا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت کیا۔ (ص ۵۱۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:- سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ میں ایک دفعہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان مبارک تک (آپ کے شجرہ نسب کے متعلق) کوئی بات پہنچ چکی تھی۔ آپ اٹھ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا اے میرے صحابہ میں کون ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ نے فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے پسندیدہ مخلوق میں رکھا پھر اس کے دو حصے کر دیے۔ ان دونوں حصوں میں سے پسندیدہ افراد والے گروہ میں مجھے رکھا۔ پھر اس پسندیدہ گروہ کو قبیلوں میں تقسیم کر دیا تو مجھے پسندیدہ قبیلے میں رکھا۔ پھر پسندیدہ قبیلے کو گھروں میں بانٹ دیا۔ مجھے پسندیدہ گھروں میں رکھا۔ تو سب سے زیادہ پسندیدہ میرا حسب و شجرہ نسب ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- ان دونوں احادیث میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب نامے کی عظمت، رفعت، اور برتری بیان کی گئی ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے لیکر تادمین رسالت مضمطوی علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب نامے کے باپ دادے اکثر اولوالعزم پیغمبر اور باقی مسلمان برگزیدہ شخصیات کم از کم توحید پرست تھے

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک آپ کے جن باپ دادوں کی پاک پشتوں سے نکل ہوتا ہوا حضرت عبد اللہ بن عبد المطلب کی پشت مبارک تک پہنچا۔ وہ اصحاب اور مبارک پشتیں تمام افراد موعود خدا شناس تھے۔ ان میں سے کوئی بھی مشرک یا کافر یا زانی نہیں تھا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں موجود ہے۔

”مَا وَلَدَنِي السَّفَاحُ قَطُّ“ میرا نور کسی بھی بدکردار پشت میں نہیں رکھا گیا۔ جبکہ سید الکمل نور رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور پاک تمام مخلوقات کی تخلیق سے پہلے پیدا کیا گیا۔ حدیث پاک میں ہے۔ ”كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الطِّينِ وَالْمَاءِ“ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام کا خمیر گوندھا جا رہا تھا۔ ادوار انتقال نور محمدی علی صاحبہا ألف ألف تحية کو خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر القرون سے تعبیر کیا جس مرحلہ وجود میں شرک، کفر یا بدکرداری شامل ہو اس کو غیر القرون (بہترین زمانہ) کے لفظ سے تعبیر کرنا فصاحت و بلاغت اور حقیقت کے بھی خلاف اور امام الانبیاء کی شان کے بھی خلاف ہے۔ اور مکاتیب و مذاہب عالم بھی ایسی بات کو عقلاً و نقلاً مسلم نہیں مانیں گے۔ معلوم ہوا کہ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب کے تمام باپ دادے آدم علیہ السلام تک کفر و شرک و بدکرداری کی تمام آلودگیوں سے پاک و خیر یا اولیاء توحید پرست تھے۔ نور محمدی کے ظہور سے لیکر ابراہیم علیہ السلام تک قرآن کا فیصلہ زمین رسالت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام تک قرآن پاک نے بیان کیا ہے۔ قرآن پاک نے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد ابراہیم علیہ السلام تک کو مسلمان کا لفظ دیا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام

اور اسماعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اختتام تعمیر کعبہ پر جو دعائیں ملاحظہ ہو۔

﴿ابراہیم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب علیہ السلام تک شجرہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی نظر میں﴾

ملاحظہ ہو نص قرآنی:-

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ☆ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ط إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ط

(پارہ نمبر ۱، رکوع ۱۵)

ترجمہ نص قرآنی:- اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنائے رکھنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک مسلمان جماعت قائم رکھ اور ہمیں حج و موافقت و ارکان کی پہچان عطا فرما اور ہم پر رجوع فرما بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ اے رب ہمارے اس مسلمان جماعت ہی سے ان لوگوں میں ایک بڑی شان والا رسول پیدا فرما جو تیری پاک آیتیں لوگوں کو پڑھ کر سنائے۔ اور انھیں کتاب اور دانائی سکھائے اور ان میں سے پلیدوں کو پاک فرمائے۔ بیشک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔ (پارہ ۱، رکوع ۱۵، سورہ بقرہ)

ابراہیم علیہ السلام نے اختتام تعمیر کعبہ کے موقع پر یہ دعائیں ملاحظہ ہو۔

(مُسْلِمَةٌ لَّكَ) یعنی یا اللہ میری اور میرے صاحب زادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پشت سے ایک مسلمان جماعت قائم رکھ۔ اسی مسلمان جماعت سے آخر الزمان نبی الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرما۔ اسی آیت پاک کی وضاحت حدیث پاک میں موجود ہے۔

☆ اَنَا دَعَوْتُ أَبِي اِبْرَاهِيمَ وَبُشْرَى عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ☆

یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی اسی دعا کے مطابق وہی نبی ہوں۔ اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کی خوشخبری ہوں۔ جو عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی کہ میرے بعد خاتم النبیین احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائیں گے۔

اس آیت کریمہ میں جن الفاظ سے مدعا ثابت ہے وہ پہلی آیت کے لفظ (أُمَّةً مُسْلِمَةً لَّكَ) اور دوسری آیت شروع (رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ)

ہیں۔ بعض احادیث میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض باپ دادوں کے بارے میں اس قرآنی حکم کے خلاف مضمون ملتا ہے۔ کہ فلاں باپ یا فلاں دادا مشرک یا کافر تھے۔ ابراہیم علیہ السلام تک نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ دادوں میں سے ایک کو مشرک یا کافر تسلیم کرنے سے اس نص قرآنی کا انکار لازم آتا ہے۔ لہذا کسی حدیث کے راوی کو جھوٹا کہہ لینا تو ممکن ہے۔ لیکن قرآن پاک کی نص (آیت) کو کیسے جھوٹا کہا جائے گا؟ اسلئے جب قرآن پاک کی آیت اور کسی حدیث کے درمیان کوئی تضاد نظر آئے تو حدیث کو چھوڑ دیں گے۔ اور قرآن کے حکم کو بحال رکھیں گے۔ قرآن کا یہ حکم ہے۔ ابراہیم علیہ السلام سے لیکر ہمارے نبی لاریب عالم الغیب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام باپ دادوں کو مسلمان کہا جائے (أُمَّةً مُسْلِمَةً لَّكَ)

﴿ہمارے نبی پاک کے شجرہ نسب پر ایک اعتراض﴾

اعتراض:- کیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کو قرآن پاک میں متعدد جگہ پر کافر مشرک جہنمی نہیں کہا گیا؟

جواب:- قرآن پاک میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو واقعی مشرک اور کافر جہنمی کہا گیا ہے۔ لیکن ہر باپ والد نہیں ہوا کرتا۔ اس باپ سے مراد چچا ہے جس کا نام آزر تھا۔ والد کا نام حضرت تارخ علیہ السلام ہے۔ تفصیل کیلئے تفسیر روح المعانی عربی و تفسیر جلالین و تفسیر خازن عربی ملاحظہ فرمائیے۔

عربی زبان، پنجابی اور اردو زبان حتیٰ کہ قرآن پاک میں بھی چچا کو باپ کہا گیا ہے۔ مثلاً:-
أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتَ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَالِاهُ أَبَاتُكَ إِبْرَاهِيمَ
وَاسْمُعِيلَ وَإِسْحَاقَ الْهَآ وَآجِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (پارہ ۱، رکوع ۱۶)

(ترجمہ:- اور جب یعقوب علیہ السلام نے موت کے وقت اپنے صاحب زادوں سے فرمایا میرے بعد کس کی پوجا کرو گے؟ انھوں نے کہا ہم آپ کے خدائے برحق کو پوجیں گے۔ اور آپ کے باپ ابراہیم و اسمعیل و اسحاق علیہما السلام کے خدا کو پوجیں گے۔ اور اسی کے فرمانبردار رہیں گے۔ یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے اپنے چچا اسمعیل علیہ السلام کو باپ کہا لہذا ہر باپ والد نہیں اور ہر والد باپ ہے۔ ہر ماں والدہ نہیں اور ہر والدہ ماں ہے۔

☆:- ابراہیم علیہ السلام کو باپ کیلئے دعا مانگنے سے روک دیا گیا۔ اور والدین کیلئے تا قیامت دعائے ابراہیمی نمازوں کے اندر مانگی جا رہی ہے۔ باپ کیلئے دعا مانگنے سے

ابراہیم علیہ السلام کو روک دیا گیا۔

﴿ہر باپ والد نہیں اور ہر والد باپ ہے﴾

☆ ابراہیم علیہ السلام کو اپنے کافر باپ آزر کیلئے دعا مانگنے سے روک دیا گیا ☆

(قرآن پاک) **وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ** (پارہ نمبر ۱۱، ع ۳)

ترجمہ:- اور ابراہیم علیہ السلام کو اپنے باپ آزر کیلئے ایک وقت تک معافی مانگنے کی اجازت تھی۔ جب یقین ہو گیا کہ آزر دشمن خدا ہے ایمان ہی رہے گا۔ تو اس کیلئے دعا مانگنے سے رک گئے۔ بیشک ابراہیم علیہ السلام مہربان تحمل مزاج تھے۔

☆ ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والدین کے لئے دعا تا قیامت ☆

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۵

(پارہ نمبر ۱۳، سورہ ابراہیم)

ترجمہ:- اے اللہ مجھے اور میرے والدین کو معاف فرما اور تمام ایمان والوں کو بھی جس دن قیامت ہوگی۔

یہ دعا بھی ابراہیم علیہ السلام نے اختتام تعمیر کعبہ کے موقع پر مانگی جبکہ آزر بہت پہلے مر گیا تھا۔ اور وہ چچا باپ تھا۔ نہ کہ والد اس لئے ابراہیم علیہ السلام نے باپ چچا کیلئے دعا مانگنی چھوڑ دی۔ اور اپنے والدین کیلئے دعا مانگتے رہے۔ جو نمازوں میں بھی پڑھی جا رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کا باپ آزر چچا تھا۔ والدین اور تھے۔ والد کا نام حضرت تارخ علیہ السلام تھا جو ابراہیم علیہ السلام کے بچپن سے قبل ہی وفات پا چکے تھے۔ اسی حدیث نمبر ۴۴

کی رو سے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شجرہ نسب صرف ابراہیم سے آدم علیہ السلام تک ہی نہیں بلکہ پوری نسل پاک شجرہ مصطفیٰ علیہ السلام کے تمام افراد ایماندار حقیقت شناس خدا ترس اور توحید پرست تھے۔ جب کہ یہ حدیث امام بخاری کی روایت کردہ ہے۔ **بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ -- الخ**

☆ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی جگہ امام الانبیاء کے روضہ کے اندر موجود ہے ☆

حدیث نمبر ۴۱: **وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ صِفَتُهُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ يُدْفَنُ مَعَهُ (وَالْآنَ) قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ**

(ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

﴿سابق کتب سماویہ میں محبوب خدا کی تعریف﴾

ایضاً حدیث: **عَنْ كَعْبِ الْأَخْبَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُحْكِي عَنْ التَّوْرَةِ قَالَ نَجِدُ مَكْتُوباً مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَبْدِي الْمَخْتَارُ لَا فِظٌ وَلَا غَلِيظٌ وَلَا سَخَابٌ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي السَّيِّئَةَ بِالنَّسِيَةِ وَلَكِنْ يَغْفِرُ مَوْلِدَهُ بِمَكَّةَ وَهَجْرَتَهُ بِطَيْبَةَ مُلْكُهُ بِالشَّامِ وَأُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ (ص ۵۱۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)**

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ صحابی جلیل القدر فرماتے ہیں کہ تورات میں

مشہور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت موجود ہے۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام مشہور کے روضہ پاک میں دفن ہونگے۔ جبکہ اب ایک قبر کی جگہ وہاں روزہ پاک میں موجود ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور مشکوٰۃ شریف (ص ۵۱۵ جلد ۲)

ترجمہ ایضاً حدیث: سیدنا کعب اخبار تابعی روایت کرتے ہیں کہ تورات شریف میں نبی اک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ہم ان الفاظ میں وہاں لکھی پاتے ہیں۔ محمد اللہ کے رسول میرا خاص بے مثال با اختیار بندہ نہ وہ بدخلق نہ بدگونہ بازاروں میں پیچنے والا اور وہ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے۔ لیکن عفو و درگزر کیا کریں گے۔ ان کی ولادت مکہ میں اور ہجرت مدینہ طیبہ کو ہوگی۔ اور بادشاہی اُن کی ملک شام۔ اُن کی اُمت اللہ تعالیٰ کی بہت مدد و ثناء بیان کرنے والی ہوگی۔ ہر تنگی و فراخی اور خوشحالی میں برابر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے ہونگے۔ اس حدیث کو کتاب المصنوع میں اور دارمی نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث: اخبار یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام جنہوں نے شرف صحابیت حاصل کیا۔ اور حضرت کعب اخبار جو تابعی ہونے کا شرف رکھتے ہیں دونوں تورات کے علماء تھے۔ تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر عبرانی زبان میں نازل ہوئی۔ اس تورات کتاب میں ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات اور آمد تحریر تھیں۔ انجیل قرآن و صاحب قرآن کے پورے پورے دلائل موجود تھے۔ اکثر یہودی علماء ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و خصائل و تشریف آوری کو چھپاتے تھے کسی پر ظاہر نہیں کرتے تھے۔ یہ دونوں علماء حضرت عبداللہ بن سلام و کعب اخبار رضی اللہ عنہما اخبار یہود میں سے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و فضائل و

کمالات کو مانتے ہوئے مسلمان ہو گئے تھے۔ سابقہ کسی شریعت کو چھوڑ کر دینِ متین اسلام میں داخل ہونے والوں کیلئے قرآن پاک میں دو گنا ثواب کا اعلان کیا گیا ہے۔ یعنی پہلے شریعت کا اجر بھی اور اسلام کا اجر بھی انھیں حاصل ہوگا۔ جیسا کہ پارہ نمبر ۲۰ میں فرمانِ خداوندی ہے۔ **أُولَئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ**۔

دونوں اجادیت کے اہم نکات میں سے دو نکات اپنی عظمت کے خود ہی حامل ہیں۔

۱:- محمد رسول اللہ عبدی المختار۔ مختار با اختیار کو کہا جاتا ہے۔۔ یعنی تورات میں مذکور تھا کہ آخر الزمان خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجازِ مطلق با اختیار ہو گئے۔

ب:- کبید خضر، شاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود خالی ایک قبر کی جگہ میں سید عیسیٰ علیہ السلام کا دفن ہونا۔ اور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدفن اور عیسیٰ علیہ السلام کے مدفن (قبر) کے درمیان حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کا ہونا کیسی بے مثال فضیلت اور ہر دوسرے فرد کیلئے رشکِ حیات ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ۔

طُوبَى لِّأَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ يُخْشَرَانِ بَيْنَ النَّبِيِّينَ۔ صدیق اکبر و فاروق اعظم رضوان اللہ علیہما کو مبارک ہو۔ قیامت کو دونوں کے درمیان اٹھائے جائیں گے۔ ج:- معاصر امتِ محمدیہ **عَلَى صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ تَحِيَّةٍ** کی کیسی تعریف تورات میں مذکور ہے۔ (**حَمْدًا** و ن) اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ تعریف کرنے والے خوشی، غمی میں اس کو مساوی یاد رکھنے والے۔

﴿ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سابقہ انبیاء سے زیادہ کتنی خوبیاں حاصل ہیں؟﴾

حدیث نمبر ۴۲:- **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسَبْتٍ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّغْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ وَأُحِلَّت لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ** (جلد ۵۱۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً:- **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا فَخْرَ وَ يَدِي لِوَاءِ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ يَوَائِي وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ**

(ص ۵۱۳، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام پیغمبروں پر چھ امتیازی اعلیٰ درجے عطا کئے گئے ہیں۔

۱:- مجھے جوامع الکلم کی شان عطا کی گئی۔ ۲:- ایک ماہ کی مسافت سے پہلے دشمن پر میرا

رعب ڈال دیا گیا ہے۔ ۳:- مالِ غنیمت صرف میرے لئے حلال کر دیا گیا۔ ۴:- ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک بنادی گئی۔ ۵:- مجھے تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ ۶:- میں خاتم النبیین ہوں۔ اس حدیث پاک کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر فرمایا (ص ۵۱۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث :- امام ترمذی نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ اور مجھے اس بات کا کوئی فخر نہیں۔ **لِوَأَهْلِ الْحَمْدِ**۔ جہنذ ا قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ آدم علیہ السلام سمیت تمام انبیاء و اہل محشر میرے جہنڈے کے سایہ میں ہوں گے۔ اور قیام محشر کے روز سب سے پہلے میں اپنے مکبد خضر سے اٹھوں گا۔ اور مجھے ان رتبوں اور فضیلتوں پر کوئی فخر نہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا (ص ۵۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ع:- خلق سے اولیاء اولیاء سے رُسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی

ان کا اُن کا تمہارا ہمارا نبی

شرح حدیث :- مکمل فضائل اِمَامِ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْهِ اَفْضَلُ التَّحِیَّۃِ وَالنَّعْمَ
بیان کرنا تو انبیاء و من سوا سے ممکن ہی نہیں۔ نہیں حد ہے ان کے عروج کی بَلْعُ الْعُلَی
بِکَمَالِهِ۔ اُن کے عروج اور کمال کی حد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ جو فضائل زبان
فیض ترجمان شاہِ دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے منقول ہوئے یا قرآن نے
جو عظمت حبیب رب دو جہان بیان کی یہ تو صرف یہی مُشْتَعِی از خروار کے حیثیت

-cc

حکایت: سیدنا ابوہریرہ وسیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما کی بالا روایات اور دوسری احادیث سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو امتیازی فضائل بیان ہوئے جو کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوئے۔ ان فضائل میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ **جَوَامِعُ الْکَلِمِ**۔ اسکا معنی ہے بہت سے کلاموں کی جامعیت کا مرکز یعنی سمندر در کوزه قلیل المہانی کثیر المعانی الفاظ بہت کم اور ان سے اسرار و رموز اور حقائق و دقائق بے شمار برآمد ہوں۔ اس کیفیت کا نام ہے۔ **جَوَامِعُ الْکَلِمِ**۔

۲۔ **نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ**۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیاوی زندگی کے لحاظ سے جہاں بھی تشریف فرما ہوں۔ وہاں سے لیکر ایک ماہ کی مسافت تک دشمن لرزہ بر اندام حواس باختہ مرعوب رہتا تھا۔ یعنی پیدل سفر روزانہ بیس میل کے لحاظ سے حضور جہاں بھی تشریف فرما ہوں وہاں سے چھ سو میل کی مسافت تک آپ کے اور اسلام کے دشمنوں پر آپ کا رعب طاری رہتا تھا۔

۳۔ مالِ غنیمت کا حلال ہونا:- کسی بھی سابقہ دین میں کفار سے جنگوں میں جو مالِ غنیمت حاصل ہوتا تھا۔ وہ کسی نبی یا امتی کیلئے لینا حرام تھا۔ سابقہ امتوں کیلئے یہ دستور تھا کہ حق و باطل کی جنگوں میں فتحیابی کی صورت میں اہل حق کو جو کفار کا مال حاصل ہوتا تھا۔ وہ تمام مال کسی میدان میں اکٹھا کر کے رکھ دیتے تھے۔ آسمان سے آگ آ کر اسے جلا جاتی تو وہ ان کا جہاد بالکفار قبول ہونے کی نشانی ہوا کرتی تھی۔ اور اگر آگ اس مال کو نہ جلاتی تو ان کا وہ جہاد قبول نہ ہوتا تھا۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی امت کیلئے مالی غنیمت آپس میں بانٹ لینے کو جائز قرار دیا گیا۔ اور جہاد بالکفار کی قبولیت کو پردہ میں رکھ

دیا گیا۔ تاکہ امام الانبیاء اور آپ کی امت کو دیگر مذاہب عالم کے سامنے کبھی پشیمانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

۴۔ **جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا**۔ سابقہ امتوں کیلئے عبادت کیلئے خاص قسم کے گرجے یا عبادت گاہیں مخصوص تھیں۔ ان سے باہر انکی عبادت قبول نہیں ہوتی تھی۔ لیکن ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تمام زمین پاک کر دی گئی۔ اور تمام زمین عبادت کیلئے جائز قرار دے دی گئی۔ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز اور عبادت ادا کر لی جائے قبول ہو جاتی ہے۔

۵۔ **أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً**۔ اس حدیث کے ان الفاظ کا یہ مطلب ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات کے رسول اور نبی ہیں۔ سابقہ پیغمبر انبیاء و رسول خاص خاص قوموں خاص علاقوں کیلئے ایک مقررہ وقت تک نبی بنا کر بھیجے گئے۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوقات کیلئے ہمیشہ ابد الابد تک نبی بنا کر بھیجے گئے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں تمام سابقہ انبیائے کرام کیلئے ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ (پارہ ۱۳ رکوع ۱۳) ترجمہ:۔ اور ہر رسول کو ہم نے اس کی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے قرآن نے ارشاد فرمایا۔ **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ**

(پارہ ۲۲، رکوع ۹)

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ کو یا رسول اللہ تمام لوگوں کا ہمیشہ کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔

خُتِمَ بِبَيِّ النَّبِيِّونَ۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیاوی زندگی کے بعد نہ کوئی نبی پیدا ہو سکتا ہے۔

اور نہ پہلے پیغمبروں میں سے کوئی نبی بن کر آ سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے نزدیک آسمانوں سے نیچے تشریف لائیں گے۔ تو وہ ہمارے نبی پاک کے امتی بن کر تشریف لائیں گے۔ سکۃ محمدی **عَلَى صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفٍ تَحِيَّةٌ** ہی قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی ارشاد فرما دیا تھا۔ کہ میری حیات دنیا کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے بہت جھوٹے آئیں گے۔ اور وہ کذاب۔ لعنتی ہوں گے۔ جیسا کہ ہمارے زمانے میں غلام احمد قادیانی مرزا نے لعنت کے چودہ طبق اٹھائے۔ اور کہا کہ میں بھی نبی ہوں اگرچہ چھوٹا ہوں اور اتنا چھوٹا کہ انسان کی جائے شرم ہوں۔ **لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَعَلَى سَائِرِ أَغْوَانِهِ**۔

ختم نبوت کا منکر مرتد کافر ہے۔ **مُبَاحُ الدِّمِ**۔ واجب القتل یعنی اسے قتل کرنا جائز اس کا مال لوٹ لینا جائز۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ **أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي**۔ اور قرآن پاک نے ختم نبوت کو یوں بیان کیا۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ پ ۲۲۔ یعنی ہمارے آقا و مولا سید الکمل فخر رسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ پیدا ہو سکتا ہے۔ نہ سابقہ انبیاء میں سے کوئی نبوت کا منصب لے کر آ سکتا ہے۔ دوسری حدیث ایضاً میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے جن امتیازی اوصاف کا ذکر فرمایا۔ ان میں سے سیادت اولاد آدم۔ یعنی تمام اولاد آدم علیہ السلام کے مالک و آقا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

۷۔ **أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ**۔ ابتدائے بعثت میں حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام خلق خدا انبیاء و من سوا سے افضلیت کے اعلان کرنے کا حکم نہیں ملا تھا۔ اسلئے آپ نے ایک دفعہ یہ بھی ارشاد فرمایا۔ کہ مجھے کسی نبی سے افضل نہ کہو۔ لیکن جب حکم خداوندی ہوا کہ آپ سب سے افضل والی ہیں۔ تب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ۔ میں تمام اولاد آدم کا قیامت کے روز سردار ہوں گا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دنیا میں آپ سب سے افضل نہیں ہیں۔ آخرت میں ہوں گے۔ نکتہ یہ نظر آ رہا ہے۔ کہ بعض لوگ دنیا میں سب سے اونچے اور اعلیٰ مراتب کے مالک ہوتے ہیں۔ لیکن قیامت کو وہ کسی بھی وجہ سے مجرم قرار پائیں گے یا سب سے پیچھے رہ جائیں گے۔ لہذا جو ذات قیامت میں سب سے ارفع و اعلیٰ ہوگی۔ وہ دنیا میں خود بخود سب سے افضل و اعلیٰ ہی ٹھہری۔ ا۔ جس کیلئے نیکر کی گنجائش ہی نہیں۔ اس لئے آپ نے جو امع الکلی صفت الفاظ استعمال فرماتے ہوئے تمام بنیادی حقیقی مطالب بھی بیان کر دیے۔ کہ میں قیامت کے دن سب سے افضل و اعلیٰ سیادت کے مقام پر فائز ہوں گا۔ اور کل کی سرداری میرے شایان شان ہی ہوگی۔

۸:- **وَبَيِّنِي لَوَاءِ الْحَمْدِ**۔ لواء جھنڈے کو کہتے ہیں۔ جھنڈے غدار کی ظلم و جبر کے بھی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن آپ نے لواء الحمد کہہ کر (تعریف کا جھنڈا) یہ تمام شبہات دور کر دیئے کہ میرے جھنڈے کو ایسی رفعت و عظمت نصیب ہے۔ جس کو لواء الحمد خوبیوں اور کمال والا جھنڈا کہا جائے گا۔ اور روز محشر دنیا میں غدار کی کرنے والوں کے غدر کے جھنڈے بھی ہوں گے۔ لیکن روز قیامت تمام اہل محشر آدم و من سوا پر ہمارے نبی پاک کے جھنڈے کا سایہ ہوگا۔ اور وہ جھنڈا ہمارے لچال نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں رہے گا۔ اور سب جھنڈوں سے بلند و بالا ہوگا۔

ع۔ روز قیامت اہل محشر آدم و من سوا پر

ہمارے نبی پاک کا جھنڈا اونچا رہے گا۔

۹:- **أَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْأَرْضُ**۔ قیامت کو سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔ سبحان اللہ۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اول بھی ہیں اور آخر بھی ہیں۔ اس لئے اس اولیت کا سہرا بھی آپ کے مبارک سر پر ہی مناسب رہا۔ قیامت کے برپا ہونے کیلئے اسرافیل علیہ السلام بے شمار سوراخوں والی نالی جس کو قرآن میں صور کہا گیا ہے۔ پہلی بار پھونک ماریں گے تو سب ارض و سماء ہر ذی روح ذی وجود چیز فنا ہو جائے گی۔ اور اسرافیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے فنا کر دے گا۔ پھر اسرافیل علیہ السلام کو زندہ فرما کر وہی پھونک مارنے کا حکم دے گا۔ اور سب کو اٹھنا ہوگا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔ تاکہ جلال خداوندی میں محبوب خدا کی وجہ سے کچھ نہ کچھ کمی ہو جائے اور خلق خدا پر رحم کروایا جاسکے۔

ان دونوں احادیث میں حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خصوصی بڑے بڑے اعلیٰ اپنے امتیازی مراتب بیان فرمائے اور ہر مرتبے کے اعلان کے بعد یہ فرمادیا کہ **وَلَا فَخْرَ**۔ اس کا مطلب ملاحظہ ہو۔

۱۰:- **وَلَا فَخْرَ**۔ یعنی جو کسی بڑے سے بڑے پیغمبر کو بھی کمال نہیں مل سکا وہ کمالات مجھ میں موجود ہیں۔ لیکن مجھے ان پر کوئی فخر نہیں۔

ع۔ خدا کی عظمتیں کیا ہیں محمد مصطفیٰ جانے۔

مقام مصطفیٰ کیا ہے؟ محمد کا خدا جانے۔

یعنی شان مصطفوی علی صاحبہا ألف ألف تحية کی حد صرف خدا ہی جانتا

ہے۔ اور انبیاء و من سوا آپ کی شان کا اندازہ کیا لگائیں گے؟ ان درج بالا دس مراتب 'علیہ' کے علاوہ بھی اولیت اور اولویت کے مدارج احادیث میں موجود ہیں۔ مثلاً۔ اَنَا **أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ**۔ قیامت کے روز سب سے پہلے میں بخشش کا دروازہ کھلواؤں گا اور اس پر بھی مجھے فخر نہیں۔

☆: اَنَا **أَوَّلُ مَنْ يَفْتَحُ بَابَ الْجَنَّةِ**۔ قیامت کے روز سب سے پہلے جنت کا دروازہ میں کھولوں گا۔

☆: **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي**۔ سب مخلوقات سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا۔

☆: اَنَا **أَوَّلُ مَنْ أُكْسِي قِيَامَتِ** کے دن سب سے پہلے میری تاج پوشی ہوگی

﴿فضائل درود شریف﴾

حدیث نمبر ۴۳:- **عَنْ نُبَيْهَةَ بِنِ وَهَبٍ أَنَّ كَعْبًا دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَعْبٌ "مَا مِنْ يَوْمٍ يَطْلُعُ إِلَّا وَنَزَلَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَخْفُوا بِقَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُونَ بِأَجْنَحَتِهِمْ وَيُصَلُّونَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَمْسَوْا عَرَجُوا وَهَبَطَ مِنْهُمْ فَصَنَعُوا مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا انْشَقَّتْ عَنْهُ الْأَرْضُ خَرَجَ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يَزْفُونَهُ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ (ص ۵۴۶، جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)**

ایضاً حدیث:- **عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أَكْثَرُ الصَّلَاةِ عَلَيْكَ فَكَمْ أَجَعْلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِي فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبْعُ قَالَ مَا شِئْتَ فَإِنْ زِدْتُ بِهِوَ خَيْرٌ "لَكَ قُلْتُ النِّصْفُ قَالَ مَا شِئْتَ إِذَا يُكْفَى هَمَّكَ وَيُكَفِّرُ لَكَ ذُنُوبَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ**

(ص ۸۶، جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت نبیہہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ (جو اسلام لانے سے پہلے یہودی مذہب کے بہت بڑے عالم تھے) حضرت عائشہ صدیقہ رضوان

اللہ علیہا کے پاس حاضر ہوئے۔ ذکر مصطفیٰ ہونے لگا تو حضرت کعب احبار نے عرض کیا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سے لیکر روزانہ ستر ہزار فرشتے آسمانوں سے اتر کر بارگاہ رسالت کی حاضری کا شرف حاصل کرنے کیلئے دربار مصطفیٰ پر درود شریف پڑھتے ہیں۔ پھر اپنے نورانی پروں سے دربار رسالت کی صفائی کرتے ہیں۔ شام تک حاضری دیتے رہتے ہیں۔ پھر واپس آسمانوں پر چلے جاتے ہیں۔ اور دوسری ستر ہزار فرشتوں کی جماعت آسمانوں سے اتر آتی ہے۔ وہ بھی اسی طرح صبح تک حاضری دیتے رہتے ہیں۔ پھر واپس آسمانوں پر چلے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ یوں ہی قیامت تک چلتا رہے گا۔ حتیٰ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کو روضہ اقدس سے اٹھیں گے۔ تو ستر ہزار فرشتہ استقبال اور حاضری کیلئے موجود ہوگا۔ اس حدیث کو محدث داری نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ کہ میں آپ پر درود شریف کثرت سے پڑھتا رہتا ہوں۔ تو ارشاد فرمایا کہ میں کل وقت میں سے ایک چوتھائی حصہ آپ پر درود شریف پڑھ لیا کروں تو کیسے؟ آپ نے فرمایا جیسے تیری چاہت لیکن اگر اور اضافہ کرے تو بہت بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ کل وقت کا آدھا وقت آپ پر درود شریف پڑھا کروں تو کیسا؟ آپ نے فرمایا جیسے تیری چاہت۔ اور اگر مزید اضافہ کرے تو اور بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا اگر کل وقت کے تین حصے آپ پر درود شریف پڑھوں تو کیسا؟ آپ نے فرمایا جیسے تیری چاہت اور اگر مزید اضافہ تو کرے تو بہت بہتر۔ میں نے عرض کیا میں اپنا کل وقت آپ پر درود شریف پڑھوں تو کیسے؟ تو آپ نے فرمایا پھر تو تیری سب مشکلیں حل اور تیرے سب گناہ

معاف۔ اس حدیث کو داری نے روایت کیا۔

شرح حدیث:- اس حدیث مبارکہ میں عظمت مصطفوی کے چند شہ پارے کھلے انداز میں نظر آ رہے ہیں۔ اس حدیث کا طر فہ تر ایک جلوہ یہ بھی ہے۔ کہ اس حدیث کا مضمون حضرت کعب احبار نے پہلی آسمانی کتابوں میں یوں ہی لکھا پایا۔

ا۔ ہر نبی کو وصال سے پہلے چند اعزازی انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ اعزازی انعامات بھی حاصل رہے۔

ب۔ موت آنے سے پہلے دنیا میں مزید وقت رہنے یا دنیا سے کوچ کرنے کا اختیار دیا گیا۔ آپ نے دنیا سے کوچ کرنا پسند فرمایا۔ کوئی بھی نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے۔ وہیں دفن ہونے کا حق رکھتا ہے۔ ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک حضرت عائشہ صدیقہ ”رفیقہ حیات امام الانبیاء“ کے حجرہ مبارک کی جگہ میں ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہیں دفن کیا گیا۔ جو جن وانس و ملائکہ و جملہ خلائق کا مرجع عام ہے۔

ج۔ خصوصی انفرادی عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ آپ کا دربار دُرّبار عالی فرشتوں کی دائمی حاضری کا منصب رہا۔ اور دربار دُرّبار مصطفوی پر فرشتوں کا اپنے نورانی پروں سے مسلسل ہمیشہ جاروب کشی کرتے رہنا۔ **سُبْحَانَ اللَّهِ اللَّهُمَّ زِدْ فَزْدُ۔** شرح حدیث ایضاً:- اس حدیث پاک میں درود پاک کی جاذب قلب و نظر حقیقہ کے جلوے رونق افروز ہیں۔

د۔ صحابی رسول کی اپنے نبی اُمی واقف اسرار لدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے کنار محبت کا عظیم ثبوت۔ کہ باقی وظائف کی نسبت درود شریف کثرت سے پڑھتے رہنے کا اظہار

کر رہے ہیں۔

ب:- زندگی کے تمام مراحل میں ہر وظیفہ سے زیادہ درود شریف پڑھنا سنت صحابی رسول کے علاوہ سنت ملائکہ و سنت خدائے ذوالجلال بھی ہے۔

ج:- حدیث کے آخر میں فرمان محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ (اِذَا يُكْفَى هَمُّكَ وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ) جب تو شب و روز میں اپنے تمام نغلی کاموں کی فکر درود ہی پڑھتا رہے گا۔ تو نہ تیری کوئی مشکل باقی رہے گی نہ تیرا کوئی گناہ باقی۔

د:- نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عظیم سے عظیم تر تحفہ پیش کرنا مقصود ہو تو مکمل یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر کامل سلامتی اور انوار رحمت کی بارش کی استدعا کرنا ہے۔ عربی میں لفظ صلوٰۃ اور فارسی میں درود شریف ہے۔ دُرُود لفظ کا تعلق لفظ دریدن سے ہے۔ یعنی پھاڑنا۔ چونکہ درود شریف ایک ایسا نسخہ کمال ہے کہ کوئی بھی پُر خلوص دعا جس کے اول و آخر درود شریف ہو وہ دعا تمام غیبی پردوں کو پھاڑ کر بارگاہ الہی میں حاضر ہو کر یقینی شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔ اس لئے فارسی میں اس کو درود کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عربی زبان میں صلوٰۃ لفظ کلمۃ المعانی ہے۔ لیکن اصطلاح شرع محمدیہ **عَلَىٰ صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ تَحِيَّةٍ** میں جب اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو۔ عبادت۔ رحمت کاملہ۔ جیسے معانی مراد لے جاتے ہیں۔ اور جب نبی یا ولی کی طرف صلوٰۃ کی نسبت ہو تو۔ نگاہ کرم۔ طلب مغفرت و دعا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں یوں بھی صلوٰۃ کا ذکر ہوا ہے۔ کہ آپ اپنی امت کیلئے دعا مانگتے رہے تاکہ ان کا قرار زندگی قائم رہے۔ یعنی مجھ سے میرے انعامات ان کیلئے مانگے رہے۔ درود شریف پڑھنے کیلئے سب سے زیادہ پُر تاثیر درود ابراہیمی کے الفاظ ہیں۔

درود کے جن الفاظ سے کامل اکمل ذوق نصیب ہو جائے۔ درود ابراہیمی کے مذکورہ مرویہ الفاظ میں لفظی جزوی تبدیلیاں موجود ہیں۔ مثلاً ایک تو نماز میں پڑھا جانے والا درود ہے۔ اس کے علاوہ لفظی تبدیلیاں کچھ یوں بھی ہیں۔ جیسا کہ مسلم شریف اور ابوداؤد شریف میں حدیث کے متبادل الفاظ۔ **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاَوَّلِيِّ**

وَاَزْوَاجِهِ وَدُرَيْتِهِ وَاَهْلَ بَيْتِهِ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام کے الفاظ ادا کر کے کسی بھی دوسرے اہل ایمان پر اس درود والی رحمت کاملہ کا لفظ صلوٰۃ استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لیکن زیادہ بہتر حدیث یہی رہے گی۔ کہ انبیاء و ملائکہ وال واصحاب رسول تک کا ذکر درود میں ہوتا رہے۔ فقط

ہ:- اس درود شریف کا حکم قرآن پاک پارہ ۲۲ میں موجود ہے۔

☆: **اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْمًا ط**

ترجمہ:- بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرُود (رحمت کاملہ) بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو اور سلام بار بار بھیجا کرو۔ درود شریف کی اکملیت کیلئے کم از کم یہ ہو کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی کے بعد اہل واصحاب و ازواج کا ذکر ہو اور درود میں پہلے یا بعد سلام بھی ضرور بھیجا جائے۔ مثلاً **اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَزْوَاجِهِ**۔

درود و سلام شریف کسی بھی زبان میں بھیجا جائے۔ بارگاہ رسالت مدینہ منورہ میں پہنچتا ہے اور اگر محبت کے کامل پیانے عشق رسول میں سرشار ہو کر محویت کے عالم میں درود و سلام

بھیجا جائے تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درود و سلام کو خود سنتے ہیں۔ باقی درود و سلام پہنچانے پر فرشتوں کے ذمہ ہوتی ہے۔ درود شریف کے فضائل و برکات سیرت کی بیشمار کتابوں میں تفصیل سے موجود ہیں۔ ایک ایمان افروز حدیث حصہ اول الجہن کی سلجھن کے سوال چیلنج حاضر و ناظر میں ملاحظہ فرمائیے۔

وز۔ درود شریف پڑھنے والے کی زبان روزِ محشر چاند کی طرح چمکتی ہوگی۔ اور بالکل پڑھنے والے کی زبان کالی سیاہ ہوگی۔ روزانہ ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھنے والے کی مشکلیں حل ہوں گی۔ کم ترین مشکل پل صراط سے آرام سے گزر کر جنت میں جانا۔ ایک ہزار مرتبہ درود شریف روزانہ پڑھنے والے کو مرنے سے قبل اس کا جنت میں گھر دکھا دیا جاتا ہے۔ درود شریف کے فضائل سے متعلق سابقہ حدیث نمبر ۶ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

﴿حضور شافع یوم النشور پر سلام پڑھنے کا جدید سدید طریقہ﴾

حدیث نمبر ۴۴:- عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفْضَلُ صَلَوةٍ أَلْمَرُّ فِي بَيْتِهِ إِلَّا أَلْمَكْتُوبَةُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۱۱۴ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے فرض عبادت کے ہر قسم کی عبادت اپنے گھر میں ادا کرنا مسجد میں ادا کرنے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ”اور افضل درجہ کا حقدار

اوجاتا ہے“

شرح حدیث:- اس حدیث پاک کے نکات درج ذیل ہیں۔

۱۔ عبادت فرض ہو خواہ نفل ہو اس کیلئے بہتر سے بہتر اہتمام کرنا عبودیت کے بنیادی امور سے متعلق ہے۔

ب:- اپنے رہائشی مکان کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت سے خالی نہ رکھا جائے۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہے۔ کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ یعنی قبرستان میں عبادت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ لہذا اپنے گھروں کو عبادت، تلاوت، ذکر و فکر و محفل میلاد سے متبرک رکھا جائے

ج:- قابل توجہ عظیم نکتہ۔

اہل سنت و جماعت بریلوی مسالک کی مساجد میں جمعۃ المبارک کی نماز ادا کرنے کے بعد حضور سید الکمل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر باادب دُرود و سلام پیش کیا جاتا رہا ہے۔ لیکن دورِ حاضر میں انداز کچھ ناگفتہ بہ ہو چکا ہے۔

کچھ لوگ تو دو فرض جمعہ باجماعت ادا کرنے کے بعد صرف دو رکعت سنت پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ کچھ نمازی بعد میں چار سنتیں ادا کرتے ہیں۔ کچھ نمازی چھ رکعت اور کچھ نمازی ساتھ مزید دو نفل ادا کرتے ہیں۔ اکثر ہوتا یہ ہے کہ جب تک فرض نماز کے بعد چھ یا آٹھ رکعت پڑھنے والے فارغ ہوتے ہیں۔ تو بعد میں چھ یا آٹھ رکعت ادا کرنے والے صرف ہند آدمی ہی ہوتے ہیں۔ حالانکہ جس تو اتر اور تسلسل کیساتھ لگاتار نبی پاک جماعت جمعہ کے بعد چار سنتیں ادا کرتے رہے۔ ایسے ہی چھ رکعت سنت لگاتار پڑھنے کی روایات موجود ہیں۔ اکثر لوگ غفلت کی وجہ سے دو رکعت سنت بعد جماعت جمعہ ادا کر کے گھر چلے جاتے

ہیں۔ تو باجماعت نماز ادا کر کے آٹھ رکعت پڑھنے کے بعد آخر میں ایک خطیب صاحب اور چند بچے اور دو چند بوڑھے آدمی سلام پڑھنے کیلئے مسجد میں نظر آتے ہیں۔ اور وہ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریقہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے لائق نہیں۔ اگر جمعۃ المبارک کے اس پروگرام کو یوں ترتیب دے دیا جائے تو **نور علی نور** ہو جائے۔

۱:- فرض نماز جمعہ کے سلام پھیرتے ہی سب اپنی اپنی جگہ وہیں صفوں پر صف بندی قائم رکھتے ہوئے دست بستہ اٹھ کر کھڑے ہو جائیں۔ اور دو یا تین صلاۃ و سلام کے اشعار ہو جائیں۔ اور اسی صف بندی کی حالت میں کھڑے دعا کر کے بقایا غیر فرض عبادت ادا کر لی جائے۔ صلاۃ و سلام کے شعر کہلانے والے نعت خواں کو بڑی سختی سے تنبیہ کی جائے۔ کہ تیسرے سے چوتھا فقرہ مت بولوتا کہ کاروباری اور کمزور بوڑھے افراد بوریث کا شکار نہ ہوں۔ اگر نعت خواں اپنے جوش و جذبہ میں گھر گیا۔ اور لمبے لمبے دوہڑے اور رباعیات شروع کر دیں۔ تو سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔

۲:- اس جدید سدِ طریقہء سلام پر کچھ اعتراضات کئے جاسکتے ہیں۔

الف۔ سُنتوں اور نوافل تمام نماز سے فراغت پر سلام پھیرنے کے بعد فوراً دعا کیوں نہ مانگی جائے؟

جواب:- نماز سے فراغت کے بعد جلدی یا بدیر دعا مانگنا ضروری نہیں۔ کوئی مانگ لے تو اچھا جلدی یا بدیر ہر صورت کارِ خیر ہے۔ جب کہ نبی پاک پر سلام پڑھنے کے بعد کھڑے ہی دعا مانگنے سے یہ اعتراض ختم۔

اعتراض نمبر ۲:- سلام پڑھنے سے لوگوں کی نماز میں فرق پڑتا ہے توجہ نہیں رہتی۔

جواب:- اسی بخاری و مسلم شریف کی حدیث کے مطابق کہ فرض رکعتوں کے علاوہ تمام نماز اپنے گھر ادا کی جائے۔ لہذا جو سلام پڑھنے والے ہیں۔ وہ مسجد میں مل کر سلام پڑھیں۔ اور غیر فرض عبادت کرنے والے یا دوسروں کے ساتھ مل کر سلام پڑھ لیں یا بقایا نماز حدیث کی رو کے مطابق زیادہ ثواب حاصل کرنے کیلئے اپنے گھر جا کر پڑھیں۔

اعتراض نمبر ۳:- نبی پاک پر اپنے اپنے گھر جا کر سلام کیوں نہ پڑھ لیا جائے؟

جواب:- چونکہ نفلی کام سب مل کر انجام دیں تو ثواب اور برکت بہت ہوتی ہے۔ اس لئے فرضوں کے علاوہ اکیلے گھر جا کر نماز پڑھنے کی تو سہولت شرعی طور پر میسر ہے۔ لیکن نبی پاک پر ایسا سماں سلام پڑھنے کا اکیلے اکیلے آدمی کو اپنے اپنے گھر میسر نہیں ہے۔ خلاصہ حدیث یہ تھہرا کہ لازمی اور فرض عبادات کے بعد تمام نفلی امور دینیہ میں سب سے افضل درود و سلام بر حبیب رب الانام ہے۔ **صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّم فِي الْعَالَمِينَ جَمِيعًا**۔ اور یہ ثابت ہوا کہ تمام غیر فرض عبادات کی ادائیگی کا مسجد کی نسبت اپنے گھر میں ثواب زیادہ ہے۔

﴿شفاعتہ کبریٰ﴾

حدیث نمبر ۴۵:- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِي لِأَهْلِ الْكِبَائِرِ مِنْ أُمَّتِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۴۹۴، جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً:- عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَا نَبِيُّ ابْنِ مَنْ عِنْدَ رَبِّي فَخَيْرَنِي بَيْنَ أَنْ يُدْخَلَ نِصْفَ أُمَّتِي الْجَنَّةَ وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِيَ لِمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَه

(ص ۴۹۴، جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت میری امت کیلئے بڑے بڑے عادی مجرموں اور گنہگاروں کیلئے ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔

(ص ۴۹۴، جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:- حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ جل جلالہ نے پیغام بھیج کر مجھے اختیار دیا ہے۔ چاہے آپ اپنی نصف اُمت بخشوالیں یا سفارش کا منصب محفوظ رکھ لیں۔ میں نے سفارش

کا منصب اختیار کیا اور یہ شفاعت سوائے مشرک و کافر کے ہر مسلمان کیلئے ہوگی۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا۔ (ص ۴۹۴، جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث نمبر ۴۵ و شرح دیگر احادیث شفاعت:-

العامت:- شفاعت سفارش کو کہتے ہیں۔ اور سفارش کی کئی مختلف اقسام بیان کی جاتی ہیں مثلاً شفاعت وجاہت اور شفاعت محبت وغیرہ۔ مختصراً یوں سمجھ لیا جائے کہ ہر اس کسی کی سفارش جس سے کسی دوسرے کو مجبوراً سفارش ماننی پڑے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس قسم کی کوئی بھی سفارش ناممکن ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں شفاعت کی مکمل نفی کی گئی ہے پارہ ۱، پارہ ۳۔ میں یوں ہی مذکور ہے۔ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ۔ لَا يَبِيعُ فِيهِ وَلَا خَلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ۔ وہ یہی مذکورہ بالا شفاعت ہے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی مجبوری ثابت ہو وہ شفاعت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محال ہے۔ اور اس قسم کی شفاعت کی نفی کرنے والی آیات قرآن یا احادیث سے یہ مراد لیا جائے کہ کفار و مشرکین کی کوئی شفاعت نہ ہوگی۔ اور جس سفارش یا شفاعت میں اللہ تعالیٰ مجبور محض ہونا کسی بھی طرح ثابت نہ ہو۔ ایسی شفاعت ان احادیث اور اس جیسی دوسری احادیث میں اور قرآن پاک میں مذکور ہے۔ اور یہی شفاعت مطلوب و مقصود عظمت عظمیٰ کی علمبردار ہے۔ قرآن پاک کی جن آیات طیبہ سے شفاعت کی قبولیت کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء و اولیاء کو

اختیار عطا کر رکھا ہے۔ کسی کیلئے استغفار کرنا یعنی اللہ تعالیٰ سے کسی کے گناہوں کی معافی مانگنا یہی شفاعت ہے۔ اور یہ شفاعت جملہ اہل حق کو نصیب ہے۔ اور ہوگی۔ اور العامت کبریٰ جو صرف ہمارے آقا لچپال مدنی منھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی عطا کی گئی

ہے۔

اور اجازت الہیہ سے شفاعت کے بیشمار درجات ہیں۔ جن میں سے نہایت ارفع و اعلیٰ مقام شفاعت عظمیٰ یا کبریٰ ہے۔ جو ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی نصیب ہے۔ انبیاء و اولیاء و جملہ اہل حق اُس شخص کے دخولِ جنت کی سفارش کریں گے۔ جو کم از کم ایمان دار ہوں گا۔

﴿کافروں اور مشرکوں کیلئے سفارش﴾

اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کافروں اور بت پرست مشرکوں کیلئے سفارش صرف یہی ہوگی کہ ان کا فیصلہ فرما دیا جائے۔ اور حساب و کتاب شروع ہو جائے۔ اور مشرک کے دن جمودی صورت کو ختم کیا جائے۔ اور یہ جزوی شفاعت کرنا کفار و مشرکین کیلئے مکمل نجات کا ثبوت نہیں ہوگا۔ کیوں کہ مکمل نجات کی سفارش صرف ایمان دار کیلئے ہی ہے۔

صَحِيحِينَ کی ایک اور حدیث پاک حدیث شفاعت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے روز ابتداءِ محشر کے حساب و کتاب کی کاروائی روک دی جائے گی۔ محشر کے پچاس ہزار سال والے دن کا کافی حصہ جمودی حالت میں ہی گزر جائے گا۔ سبھی پریشان ہو جائیں گے۔ محشر کی گرمی اور افراتفری حد سے بڑھ جائے گی۔ اس اُمت محمدیہ **عَلَى صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ نَجِيَّةٍ** کے علاوہ اہل محشر آپس میں مشورہ کریں گے۔ کہ آؤ ہم اپنے ہاں امجد اور ساری انسانیت کے باپ سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور چل کر عرض کریں۔ کہ اس اتنے مشکل وقت میں وہ ہماری مشکل کشائی فرمائیں۔ اور اللہ کرے۔

کے حضور ہماری سفارش فرمادیں۔ کہ حساب کا دروازہ کھول دیا جائے۔ جزا و سزا کے فیصلے کر دیے جائیں۔ اہل محشر پریشان ہیں۔ چنانچہ ایسے ہی وہ اہل محشر سیدنا آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہونگے۔ عرض کریں گے اس مصیبت سے بہتر یہ ہے۔ سلسلہ حساب و کتاب جاری کروادیتجئے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ یہ کام میرے بس کا نہیں اور نہ یہ میرا منصب ہے۔ آپ کسی اور کے پاس جائیں۔ چنانچہ اہل محشر اپنے باہمی مشورے سے نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہونگے۔ سابقہ طریقے کے مطابق بات ہوگی۔ اسی طرح پھر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بارگاہ کا رخ کریں گے۔ تو وہی جواب ملے گا۔ **إذْهَبُوا إِلَىٰ غَيْرِي**۔ آج اللہ تعالیٰ اتنے غصے میں ہے کہ ہمیں اس سے گفتگو کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ ایسے ہی اہل محشر موسیٰ علیہ السلام پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب حاضری دیں گے۔ تو وہ بھی یہی بات کہیں گے۔ لیکن ساتھ ہی فرمائیں گے۔ البتہ میں تمہیں اس ذات کا پتہ دیتا ہوں جہاں تمہاری مشکل حل ہو جائے گی۔ جاؤ امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تمہاری بگڑی بن جائے گی۔ چنانچہ تمام اہل محشر میرے پاس (نبی پاک کے پاس) حاضر ہو جائیں گے۔ اور میں ان سے یہ کہوں گا۔ ہاں یہی مقام محمود ہے جو اور کسی کیلئے نہیں۔ یہ مقام اللہ تعالیٰ نے صرف مجھے ہی عطا فرمایا ہے۔ میں اٹھ کر اپنا کمر بند مضبوط کر کے اللہ تعالیٰ کے عرشِ اعظم کے مقابل سجدہ کروں گا۔ اور سجدے میں ایسی تعریفیں اور اللہ تعالیٰ کی ایسے بے مثال الفاظ میں حمد و ثناء کروں گا۔ جو میرے ذہن میں بھی نہیں ہوں گے۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ **يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَأْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَ اَشْفَعْ تُشَفَّعْ**۔ اے محمد صلی اللہ علیک وسلم اپنا سر مبارک اٹھائیے اور مانگیں آپ کو عنایت کرتا ہوں۔ معاف کر دئیے آپ کی

شفاعت قبول کی جائے گی۔ آپ اللہ تعالیٰ سے اہل محشر کیلئے حساب و کتاب کا پہلا سوال عرض کریں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ آپ جن کو بخشوانا چاہتے ہیں۔ اسے ساتھ انکو جنت میں لے جائیے۔ بے شمار ایسے لوگوں کو جن کو جہنم کی طرف فرشتے لے رہے ہوں گے ان کو راستے ہی میں روک کر جنت کی طرف لے جائیں گے۔ اور جو دوزخ میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں لائیں گے۔ **صَحِيحِينَ** کی اس حدیث شفاعت سے چند ایمان افروز نکات ملاحظہ ہوں۔

۱:- شفاعتِ کبریٰ (مقامِ محمود) حضور علیہ السلام کے منصب کیلئے نگاہِ وحدت ہی کا اظہار ہے۔

۲:- اللہ تعالیٰ کے ولیوں اور نبیوں کے پاس مشکل وقت میں جا کر ان سے مشکل حل کرانے ایمان والوں کا طرزِ عمل دنیا و آخرت ہے۔

۳:- قبر خداوندی روزِ محشر جبکہ اپنے عروج پر ہوگا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے دربارِ المشافہ کو چھوڑ کر لوگوں کا انبیائے کرام کے پاس جانا حقیقت پر مبنی ہوگا۔ اس بات کا ثبوت یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ دربارِ ہائے انبیاء پر اپنی مشکل لے کر جانے والوں پر عتاب سرزنش نہیں کرے گا۔

۴:- اس اُمت کے علاوہ اہل محشر کو در بدر پھر پھر آ کر آخر میں دربارِ مصطفیٰ پر لا کر اس محبوبِ امام الانبیاء کی شان کو بلند فرمائے گا۔ اور اہل محشر کی شدید ترین مشکل اپنے حبیبِ صدقہ حل فرمادے گا۔ ورنہ اہل محشر بالمشافہ بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے بھی درخواست کر رہے ہوں گے۔ لیکن انبیاء کے قدموں میں حاضری کا خلاصہ دکھانا مقصود رہا ہے۔ کہ انبیاء اولیاء کے درباروں پہ حاضری اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کے باوجود عین توحید ہے۔

۵:- حضور علیہ السلام نے اپنے ماننے والے پیارے امتیوں کی دو گنی مشکل کشائی فرمادی۔ ایک در بدر پھرنے سے محشر کے دن ہم کو بچالیا۔ دوسرا محشر کی مصیبت دور فرمادیں گے۔ ﴿محشر کے دن ہمارے نبی تین جگہوں پر بیک وقت جلوہ گر رہیں گے﴾

حدیث نمبر ۴۶:- **عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَشْفَعَ لِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَقَالَ أَنَا فَاعِلٌ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ فَأَيُّنِ أَطْلُبُكَ قَالَ أَطْلُبُنِي عِنْدَ الْمِيزَانِ قَالَ إِنْ لَمْ أَلْقَكَ عِنْدَ الْمِيزَانِ قَالَ فَأَطْلُبُنِي عِنْدَ الصِّرَاطِ قَالَ إِنْ لَمْ أَلْقَكَ عَلَى الصِّرَاطِ قَالَ فَأَطْلُبُنِي عِنْدَ الْخَوْضِ فَإِنِّي لَا أُخْطِئُ هَذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ**

(ص ۴۹۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:- **عَنْ أَبِي سَعِيدٍ بْنِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُونَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ بِأَشَدَّ مَنَاشِدَةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِأَخْوَانِهِمُ الَّذِينَ فِي النَّارِ يَقُولُونَ رَبَّنَا كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَ يُصَلُّونَ وَ يَحُجُّونَ فَيَقَالُ لَهُمْ أَخْرِجُوا مَنْ**

عَرَفْتُمْ فَتَحَرَّمْ صُورُهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَخْرُجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا ثُمَّ يَقُولُونَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْنَا فَيَقُولُ ارْجِعُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ
--- الخ؛ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے دن اپنی شفاعت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا۔ میں تیری قیامت کے دن شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز میں آپ سے کہاں ملاقات کر سکوں گا؟ آپ نے فرمایا۔ میزان کے پاس (جہاں اعمال تولے جائیں گے)۔ میں نے عرض کیا آپ اگر وہاں نہ ملے تو؟ آپ نے فرمایا پل صراط پر ہوں گا۔ میں نے عرض کیا اگر آپ وہاں بھی نہ ملے تو؟ آپ نے فرمایا حوض کے پاس ہوں گا۔ ان تینوں جگہوں میں سے ایک پر آپ کو ضرور مل سکوں گا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا۔

(ص ۴۹۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:- سعد بن مالک ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب ایمان والوں کو جنتی ہونے کا فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ خدا کی قسم گناہ گاروں کو بخشوانے کیلئے تم جنتیوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی زیادہ جھگڑا کرنے والا نہ ہوگا۔ یہ جنتی کہیں گے۔ یا اللہ ہمارے وہ بھائی مسلمان کہاں ہیں؟ جو ہمارے ساتھ نماز، روزہ، حج ادا کرتے رہے۔ تو ان جنتیوں سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جن کو تم پہنچانتے ہو دوزخ سے نکال لاؤ۔ اور ان جنتیوں پر اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ

حرام قرار دے دے گا۔ ان کو جلا نہیں سکے گی۔

تو وہ جنتی بہت سے لوگوں کو جنت سے نکال لائیں گے۔ پھر کہیں گے یا رب ذوالجلال اب دوزخ میں کوئی ایسا آدمی نہیں جس کو ہم جانتے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس ہاؤ۔ دوزخ میں سزا پانے والوں میں سے جس کے دل میں ایک روپے کے برابر بھی ایمان ہو ایسے تمام افراد کو دوزخ سے نکال لاؤ۔ چنانچہ یہ جنتی واپس جا کر ایسے تمام دوزخی گناہ گاروں کو نکال لائیں گے۔ جن کے دلوں میں ایک روپے کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ پھر جنتی عرض کریں گے۔ یا اللہ جن کے دلوں میں ایک روپے برابر بھی ایمان تھا۔ ہم ان کو نکال لائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ایک مرتبہ پھر واپس جاؤ جن دوزخیوں کے دلوں میں آدھ روپے برابر بھی ایمان ہے۔ ان سب کو نکال لاؤ۔ چنانچہ وہ جنتی واپس جا کر ایسے ہر دوزخی کو نکال لائیں گے۔ جن کے دلوں میں آدھ روپے برابر بھی ایمان ہوگا۔ پھر عرض کریں گے یا اللہ ہم ایسے تمام دوزخی افراد کو دوزخ سے نکال لائیں ہیں۔ جن کے دلوں میں نصف روپے برابر بھی ایمان تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ انبیائے کرام و اولیاء کرام نے بے شمار لوگوں کو مجھ سے معافی دلوائی فرشتوں نے بھی بہت سے لوگوں کو بخشوایا۔ اب ارحم الراحمین رب ذوالجلال کی باری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک چلّو بھر کر ایسے تمام لوگوں کو دوزخ سے نکال دے گا۔ جن کے دلوں میں ایک رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا۔ پھر ان دوزخیوں کو جو دوزخ کی آگ میں جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ جنت کے قریب باہر نہر الحیات میں نہانے کا حکم دے گا۔ جب وہ نہر میں خوب نہالیں گے۔ ایسے صاف ہو جائیں گے جیسے بہترین سفید موتی۔ البتہ ان کی گردنوں پر سیاہ نشان ہونگے۔ جس نشان کو دیکھ کر جنتی ان کو کہیں گے۔ یہ ارحم الراحمین کے آزاد کردہ جنتی ہیں۔ پھر اللہ

تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا۔ ان کو ان کی سمجھ سے بڑھ کر کہیں زیادہ جنت کی جائیدادیں، حوروں کی انجمن سمیت گلشن دے دیئے جائیں۔

شرح حدیث: شفاعت کی تقریباً پانچ قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

۱:- سب سے پہلی اور بڑی شفاعت شفاعتِ کبریٰ ہے۔ جو صرف صاحبِ مقام محمد حبیب رب ارض و سما محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے مختص ہے۔ جو محشر کی ہولناکی میں کمی اور حساب و کتاب کا کام شروع کرانے کی شفاعت ہے۔ جس میں بغیر حساب کے جنت میں جانے والوں کی شفاعت بھی خود بخود موجود ہے۔

۲:- بغیر حساب کے جنت میں جانے والوں کی شفاعت جو شفاعتِ کبریٰ میں شامل ہے۔
۳:- ایسے لوگوں کی شفاعت جن کے جہنمی ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہوگا۔ جن کے بارے میں ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اور جن کو اللہ تعالیٰ اپنی اجازت سے بخشوانے کی توفیق دے گا۔

۴:- جو مجرم داخل جہنم ہو جائیں گے اور وہ ملائکہ۔ اولیاء۔ مؤمنین اور ہمارے نبی پاک کی شفاعت سے جہنم سے باہر نکالے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جن کے دلوں میں ایک رالی برابر بھی ایمان ہوگا۔ ان کو جہنم سے آزاد کر دیا جائے گا۔

۵:- جنت میں جنتیوں کی ترقی کیلئے جو شفاعت کی جائے گی۔

☆ ان شفاعاتِ خمسہ کے علاوہ شفاعتِ عامہ کا تو یہاں تک سلسلہ دراز کر دیا جائے گا۔ کہ جب جہنمیوں کو اکٹھا کر کے جہنم کی طرف لے جانا ہوگا۔ تو قریب سے اگر کوئی جنتی گزرے گا۔ تو اسے ایک جہنمی آواز دے گا۔ تو فلاں آدمی ہے۔ میں نے تجھے وضو کیلئے پانی لا کر دیا تھا۔ میری سفارش کر دے۔ تو وہ جنتی اس کی سفارش کر کے اپنے ساتھ جنت میں لے

جائے گا۔ بعض متعصب لوگوں کا خیال ہے کہ شفاعت کا سلسلہ صرف قیامت میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بعد ہوگا۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں کیوں کہ جس کے گناہوں کی معافی کیلئے درخواست کی جائے تو یہی سفارش ہے شفاعت ہے۔ اور یہ دنیا میں بھی سلسلہ جاری ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حیاتِ دنیا میں اپنی اُمت کیلئے اجتماعی و انفرادی ہر طریقے سے بے شمار دفعہ معافی مانگی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں بہت سے معافی حاصل کرنے والوں کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پر معافی عطا کی۔ لہذا ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کا رتبہ دنیا ہی سے دے دیا گیا ہے۔ ایک

حدیث پاک میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی رحمتِ واسعہ کا ایک منفرد نمونہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جہنم میں دو دوزخی بڑا شور و غل کریں گے چیخیں ماریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ ان دونوں کو پکڑ کر جہنم سے باہر نکالو۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے پوچھے گا۔ تم اتنا شور کیوں کر رہے ہو؟ وہ عرض کریں گے یا اللہ اس لئے شور ڈال رہے ہیں۔ کہ تو ہم پر کرم فرما معافی

عنایت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تم دونوں کیلئے میری مہربانی یہی ہے کہ دوزخ میں واپس دوڑ کر چھلانگ لگا دو۔ ایک دوڑ کر دوزخ میں چھلانگ لگا دے گا۔ اور آگ اس پر گلزار ہو جائے گی۔ دوسرا کھڑا رہے گا۔ دوزخ میں چھلانگ لگانے والے کو اللہ تعالیٰ واپس بلا کر پوچھے گا۔ تو نے کس خوشی میں دوڑ کر چھلانگ لگائی۔ وہ عرض کرے گا۔ یا رب ذوالجلال

میں نے ساری زندگی دنیا میں تیری کوئی فرمانبرداری نہیں کی۔ سوچا کہ آج غنیمت ہے۔ اس کے حکم کی آج تو فوراً تعمیل کر لوں۔ دوسرے وہیں کھڑے رہ جانے والے سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا۔ تو نے میرے حکم کی تعمیل دوزخ جانے سے کیوں دیر کی۔ وہ عرض کرے گا۔ یا اللہ میں تو اب بھی تیری رحمت سے ناامید نہیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ دونوں

جنت میں چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب ایمان والوں کو دنیا کی زندگی میں شرعی اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

تنبیہ! لہذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت حاصل کرنے کے لیے عاشق رسول صحیح العقیدہ ایمان دار ہونا شرط ہے۔ بے ایمان کا تو جنازہ بھی پڑھنا صریح کفر ہے جیسا کہ ایمان دار کو کافر کہنا یا سمجھنا سنگین جرم اور کفر ہے۔ ایسا ہی کسی بے ایمان کو ایمان دار کہنا یا سمجھنا بھی سنگین کفر ہے۔ دور حاضر میں اسلام کے ایسے داخلی کافر جو کلمہ پڑھنے کے بعد اصول دین میں سے کسی ایک یا زیادہ اصولوں کے منکر ہوئے مثلاً قرآن کو قرآن کے تمام تقاضوں کے مطابق نہ ماننے والا یعنی جن پاک ذاتوں کو ایمان کی سند قرآن نے عطا کر دی مثلاً صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین وازواج پاک و اہل بیت و اطہار میں سے کسی ایک کے ایمان پر شک کرنے والا یا اولیاء اکرام کا گستاخ یا ختم نبوت کا منکر مہ جائے تو ایسے مردے کا جنازہ پڑھنے والے کا ایمان خارج ہو جائے گا۔ اور اگر کسی سخت مجبوری سے اس قسم کے جنازہ میں شامل ہونا پڑے تو ایسے جنازہ کی نیت ہرگز نہ کی جائے۔ ہاتھ باندھ کر دیے ہی کھڑا رہے اور کچھ نہ پڑھے اور اگر دعائے تکبیر تو تمام مسلمان فوت شدگان امت کے لیے۔ اور ایسے مردے کے لیے دعائے مغفرت مانگنا بھی حرام ہے۔

﴿فضائل مدینہ منورہ﴾

☆ عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفِ تَحِيَّۃٌ وَصَلُوۃٌ وَسَلَامٌ ☆

حدیث نمبر ۴۷۷۰۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْإِيمَانَ لَيَأْرُزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرُزُ الْحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا (ص ۸۴ جلد ۱، مسلم شریف)
ترجمہ:- سیدنا عبدالرحمن بن صخر دوسی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے نزدیک) ایمان مدینہ شریف واپس آجائے گا۔ جیسا سانپ اپنی بل میں واپس چلا جاتا ہے۔

شرح حدیث:- اس حدیث مبارکہ میں چند امور بڑی اہمیت سے بیان کئے گئے ہیں
۱۔ دولت ایمان کا حصول مدینہ طیبہ سے ہے۔ جس کیلئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقی بنیادی مرکزیت حاصل ہے۔ دنیا میں ہر صحیح مسلمان کو ایمان کی دولت حضور ربی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ملی ہے۔ اور ایمان کی دولت سے بڑھ کر دنیا و آخرت کی کوئی بھی نعمت زیادہ قیمتی نہیں ہو سکتی۔ تمام قیمتی سرمایہ ہائے حیات میں سے نہایت قیمتی اور سدا بہار سرمایہ صرف ایمان ہی ہے۔ وہ بھی ملا تو حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ دُڑبار ہی سے ملا۔

ع مٹلتا تو ہے مٹلتا کوئی شاہوں میں دکھا دے
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

ب: بل میں سانپ کی واپسی اسی وقت ہوتی ہے۔ جب اسے باہر خطرہ محسوس ہو۔ ایسے ہی قیامت کے نزدیک جب ایمان کی دولت کا کوئی اہل نہ رہے گا۔ اور جن کو پہلے ایمان مل چکا ہوگا۔ ان کے سینوں سے ایمان چھینا نہیں جائے گا۔ بلکہ ان کو دنیا سے اٹھالیا جائے گا۔ اس وقت ایمان کی دولت جہاں سے آئی تھی وہیں واپس مدینہ طیبہ ہی چلی جائے گی۔ حالانکہ مکہ شریف بیت العزۃ عرش اعظم لوح محفوظ جیسے بڑے بڑے اور بلند مقام بھی ہیں۔ ایمان کی واپسی اور کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ چونکہ ایمان کی دولت ملتی مدینہ طیبہ سے ہے۔ لہذا حسب دستور اس کی واپسی بھی مدینہ منورہ ہی ہوگی۔

ج: حرمین شریفین کی صرف رہائش ہی بنیادی فضیلت کی حامل نہ ہے۔ بلکہ صحیح العقیدہ ایمان دار ہونا شرط اول ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں اس کی صراحت موجود ہے۔

☆ حرمین شریفین کے فیوضات سے بہرا ور ہونے کے لئے صحیح عقیدہ کا ہونا لازمی ہے۔
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيْطَاؤُهُ الدَّجَالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ وَلَيْسَ نَقَبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِينَ تَحْرُسُهَا فَيَنْزِلُ بِالسَّبْحَةِ فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهُ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ

(ص ۴۰۵ جلد ۱، مسلم شریف)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالمیان مالک ہر این و آن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی آبادی یا شہر دجال کی پہنچ سے بچ نہ

سکے گا۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے کیونکہ حرمین کے ارد گرد صف بندی کیے فرشتے پہرہ دیں گے۔ تو دجال ان دو شہروں میں نہیں جاسکے گا۔ اور سب بخہ وادی کی طرف دجال چلا جائے گا۔ تو مدینہ شریف میں تین دفعہ زلزلہ آئے گا۔ ہر کافر اور ہر منافق وہاں سے ڈر کر اٹھ جائے گا۔ مکہ اور مدینہ حرمین شریفین میں کچھ کافر اور منافق رہتے ہی ہونگے۔ تب ہی نکل کر دجال سے جا ملیں گے۔ عشاق بارگاہ مدینہ حرمین میں ہی رہیں گے۔ وہ بھاگ کر ڈر کر دجال سے کبھی نہیں ملیں گے۔

د: حرمین شریفین میں صرف رہائشی سکونت پذیر ہونا وہاں کی شہریت حاصل کرنا صحیح العقیدہ ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ جب رسول سے مزین آراستہ عقیدہ ہی حق پر قائم ہونے اور قرآن و سنت کے علمبردار ہونے کی دلیل ہو سکتا ہے۔ جو مسلمان رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اپنے دل میں بغض کینہ اور عداوت رکھتے ہوں وہ صحیح العقیدہ مسلمان ہو نہ سکتے۔ دعویٰ دیکھتے ہو سکتے ہیں؟ ایسے لوگوں کو مدنی سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ہر کس و بیکس پناہ سے کچھ ملا ہی نہیں۔ اسی لئے اس قسم کے لوگ ساری عمر حضور علیہ السلام سے اور بارگاہ رسالت کے دیوانوں سے بدلے لیتے نظر آئیں گے۔ ایسے لوگوں کے متعلق ایک حدیث پاک نجد و اہل نجد کے نام چیلنج سوال نمبر ۱۵ حصہ اول الجھن کی الجھن میں ملاحظہ فرمائیے۔

مدینہ منورہ کے متعلق ایک اور حدیث پاک میں یوں مذکور ہے۔

مَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَلَا إِنَّ الْمَدِينَةَ كَالْكَبِيرِ تُخْرُجُ الْخَبِيثَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَنْفَى الْمَدِينَةَ شَرَّارَهَا كَمَا

تَنْفِي الْكَبِيرِ حُبُّ الْحَدِيدِ

(شریف)

(ص ۴۴۴ جلد ۱، مسلم)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سرکار ابد قراری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ کی طرح زنگ کو اڑا دیتا ہے۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک مدینہ منورہ اپنی سرزمین سے خبیث لوگوں کو باہر نکال نہ پھینکے گا۔ جیسے آگ پھونکنے والا پتکھا لوہے کا زنگار باہر پھینک دیتا ہے۔ (اور لوہا صاف ہو جاتا ہے) حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کائنات کی تمام قیمتی چیزوں سے زیادہ قیمتی مدینہ ہے۔ مدینے کی مٹی سراپا شفاء ہے۔ مدینے کی مٹی ایمان سے پر ہے۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے۔ کہ جو مدینے میں مرے گا۔ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی ضرورت شفاعت فرمائیں گے۔ اور جو مدینے میں مرے وہ شہید ہوگا۔ لیکن اصول عقیدہ کا مسلم وجود یقینی رہے گا۔

و:- موجودہ دور کے گستاخ لوگوں کے معنوی باپ کا حضور علیہ السلام سے ایک دفعہ واسطہ پڑا تو حضور علیہ السلام نے کیا فرمایا؟ اگلی حدیث ملاحظہ فرمائیے۔

گستاخ رسول کی نشانیاں ﴿

حدیث نمبر ۴۸:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ غَنَائِمَ (حَنِينٍ) فَقَسَمَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْخَنْظَلِيِّ وَغَيْبَةَ بْنِ بَدْرِ الْفَزَارِيِّ وَغُلَقَمَةَ بْنَ عَلَاةٍ الْعَامِرِيِّ وَزَيْدَ الْخَيْرِ الطَّائِي قَالَ فَغَضِبَتْ فَرِيشٌ فَقَالُوا يُعْطَى صَنَادِيدُ نَجْدٍ وَيَدُ غَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأْلِفَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ كَتَبَ اللَّحْيَةَ مُشْرِفًا الْوَجْهَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَأْيُ الْجَبِينِ مُشْفَرُ الْأُذُنِ مَخْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ إِنَّ عَصِيئَتَهُ أَيُّا مَنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُونِي قَالَ لَمْ أَذْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهِ يَرَوْنَ أَنَّهُ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ ضَعْفِئِي هَذَا قَوْمًا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرُ هُمْ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأَوْتَانِ عُفْدَةً الْقَارِي شَرْحُ بَخَارِي (ص ۱۴۳ جلد ۱۶، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ

مُسْلِمٌ ص ۳۴۱ جلد ۱، و ص ۵۳۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)
 ایضاً حدیث: عَنْ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضَوَانُ اللّٰهُ وَسَلَامُهُ
 عَلَيْهِمْ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ سَيُخْرَجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَخَذُوا الْإِنْسَانَ سَفَهَا،
 الْإِحْلَامَ يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَلَا
 يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ
 الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ فِي قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِّمَنْ
 قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ (ص ۳۴۲ جلد ۱ مسلم شریف)

ترجمہ:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی کریم رؤف
 ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ حنین کا مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اور سب سے زیادہ
 مال چار (نجد کے سردار) آدمیوں کو دیا۔ اقرع بن حابس حظلی عینہ بن بدر فزاری علقمہ
 بن علاشہ عامری اور زید الخیر الطائی۔ تو قریش قبیلے کے کچھ غازیوں نے دل برداشتہ ہو کر کہا
 - نجد کے سرکردہ افراد کو مال زیادہ دے دیا گیا۔ اور ہمیں نظر انداز کیا گیا۔ تو رسول پاک صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے یہ ایسا اس لئے کیا تا کہ نجد کے نئے مسلمان ایمان میں
 مزید پختہ ہو جائیں۔ تو ایک آدمی آیا (جس کی شکل ایسی تھی) گھنی داڑھی چادر پنڈلیوں
 سے اوپر رخسار کی ہڈیاں، ابھری ہوئی گہری آنکھیں، ابھری پیشانی سر منڈا آکر کہنے لگا۔
 اے محمد اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تجھے
 ہلاکت ہو۔ اگر میں ہی اللہ سے نہ ڈرا اور انصاف نہ کیا تو پھر مجھ سے زیادہ انصاف کرنے
 والا اور اللہ سے ڈرنے والا مجھ سے بڑھ کر زیادہ کون ہوگا؟ اس نے مجھے زمین والوں کیلئے

با اعتماد بنا کر بھیجا ہے۔ تم ایسے لوگ مجھ پر اعتبار نہیں کرتے۔ صحابہ کرام میں سے غالباً
 حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے
 اجازت دیجیے میں اسے قتل کر دوں۔ تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اجازت
 نہ دی۔ اور فرمایا اس آدمی کے پیچھے (اس کے نقش قدم پر چلنے والے) اس کی معنوی اولاد
 ہوگی۔ جو قرآن بہت پڑھیں گے۔ لیکن ان کے حلق سے نیچے کوئی اثر نہیں ہوگا۔ مسلمانوں
 سے لڑائی قتل و غارت کریں گے۔ اور کافروں سے دوستی رکھیں گے۔ رواہ البخاری (ص
 ۱۳۲-۱۳۳ جلد ۱۶، عمدۃ القاری و مسلم شریف ص ۳۴۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۵ جلد ۲)
 ترجمہ حدیث ایضاً:- سیدنا مولائے کائنات حیدر کز ارشیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
 کہ میں نے سرکارِ دو عالم کو فرماتے سنا۔ کہ قیامت کے نزدیک ایک ایسی قوم ہوگی جو
 باریک اور چھوٹے چھوٹے دانتوں والے حد درجے سے متجاوز ہو تو ف لوگ بار بار یہ کہتے

سنیں جائیں گے۔ کہ حدیث کی بات کرو (مِنْ قَوْلِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ)

قرآن بہت پڑھیں گے۔ اور وہ ان کے حلق سے نیچے کوئی اثر نہیں کرے گا۔ دین اسلام
 سے ایسے خارج ہو گئے جیسا تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ جب بھی تمہارا ایسے لوگوں سے
 واسطہ پڑے ان کو قتل کر دو۔ کیونکہ ان کو قتل کرنے والے کو قیامت کے دن اجر دیا جائے گا۔
 (ص ۳۴۲، جلد ۱، مسلم شریف)

شرح حدیث:- ان دونوں احادیث مبارکہ اور دوسری احادیث صحاح ستہ کے مطابق
 سلسلہء کلام کچھ اس طرح ہے۔ کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حنین کی جنگ
 میں اسلام کے غازیوں صحابہ کرام کو فتح نصیب ہوئی اور مال بہت زیادہ حاصل ہوا۔ جن
 میں اونٹ، بکریاں، اور ہتھیار وغیرہ وافر مقدار میں تھا۔ چونکہ یہ جنگ فتح مکہ ہونے کے

بعد ہوئی۔ اور مکہ شریف کے بڑے بڑے رئیس نے نئے ایمان لائے۔ اور نجد کے لوگ بھی کافی تعداد میں ایمان لائے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ شریف کے بعض نو مسلم سرداروں اور نجد کے کچھ سرداروں کو بہت مال دیا۔ سو، سوانٹ ایک ایک کو اور دوسرا مال الگ وافر مقدار میں ان نے نئے مسلمانوں کے دل میں ایمان کو مزید مستحکم کرنے کیلئے عطا کیا۔ اس موقع پر بنو تمیم قبیلہ کا ایک آدمی جسے ذوالنخویرہ کہا جاتا ہے۔ جب کہ بنو تمیم کے قبیلہ کا تعلق زیادہ تر علاقہ نجد سے تھا۔ اس ذوالنخویرہ کا نام حرقوص بن زہیر تمیمی نجدی تھا۔ اور نجد عراق کے علاقے کی طرف واقع ہے اور دور حاضر میں نجد کا علاقہ سعودی حکومت کے زیر نگین ہے۔ اس ذوالنخویرہ کی نشانیاں اور پہچان یہ تھی۔ گھنی داڑھی رخسار کی ہڈیاں ابھری ہوئی، گہری آنکھیں، ابھری پیشانی، اور چادر پنڈلیوں سے اوپر تھی۔ اور سر منڈا (نڈ والا) تھا۔ آکر کہنے لگا۔ اے محمد انصاف کرو۔ لوگوں کو زیادہ مال دے رہے ہو۔ مجھے بھی دو۔ آپ نے فرمایا تو تباہ ہو جائے۔ اگر میں ہی انصاف نہیں کروں گا۔ تو اور کون انصاف کرے گا۔ ان دونوں احادیث میں خاص اشارے کیا رہے؟

۱۔ اپنے نبی کو طعنہ دینے والا یا اسکی عیب جوئی کرنے والا یا اسے ظالم کہنے والا ایمان کی دولت سے محروم رہتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ اس کی آئندہ نسلیں بھی ہر خیریت سے دور رہا کرتی ہیں۔

ب۔ حدیث میں مذکور نشانوں کے مطابق اسکے مصداق وہ خارجی بھی ہیں۔ جنہوں نے مولیٰ مشکل کشا سے جنگ کی۔ لیکن ایسی نشانیاں جس مکتب یا فرقے میں پائی جائیں وہ اسلام سے کوسوں دور ہیں۔ ان سے الگ رہنا ایمان کیلئے بہت مفید ہے۔ خواہ وہ سابق زمانہ ہو یا دور حاضر۔ اور ان نشانوں والے کلمہ گو امتی اب بھی موجود ہیں۔ فراخ دلی اور

خندہ پیشانی انصاف کی رو سے ایسے افراد کو پہچاننا دور حاضر میں کوئی مشکل بات نہیں۔ ج۔ ”يَقُولُونَ مِنْ قَوْلِ خَيْرِ النَّبِيَّةِ“ حدیث کے ان الفاظ سے جو واضح مفہوم معلوم ہو رہا ہے وہ یہ ہے۔ قدم قدم پر ہر بات پر حدیث کا مطالبہ کرنے والے اسلام و اہل اسلام کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

د۔ دور حاضر میں ایسے لوگوں سے باخبر رہنا ضروری ہے۔ ایسے لوگ قرآن وحدیث تو بے تحاشا پڑھ کر سنا تے ہیں لیکن ایسے لوگوں کے دل ایمان سے کورے ہیں۔

نوٹ:- شفاعت اور فضائل سید المرسلین سے متعلق احادیث زیب نظر ہوں۔ اپنے اصل موضوع فضائل سید المرسلین سے متعلق احادیث زیب نظر ہوں۔

﴿ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چودہ طبقوں کے وزن

سے زیادہ وزنی ہیں﴾

حدیث نمبر ۴۹:- عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغَفَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ كَيْفَ عَلِمْتَ أَنَّكَ نَبِيٌّ حَتَّى اسْتَيْقَنْتَ فَقَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَتَانِي مَلَكَانِ وَأَنَا بَبْعَضِ بَطْحَاءِ مَكَّةَ فَوَقَعَ أَحَدُهُمَا إِلَى الْأَرْضِ وَكَانَ الْآخَرُ بَيْنَ

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ أَهْوَهُ هُوَ قَالَ نَعَمْ
قَالَ فَرَنَّهُ بِرَجُلٍ فَوَزَنَتْهُ بِهِ فَوَازَنَتْهُ ثُمَّ قَالَ زِنْتُهُ بِعَشْرَةِ فُوزَانَتْ
بِهِمْ فَرَجَحَتْهُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْتُهُ بِمِائَةِ فُوزَانَتْ ---- الخ رَوَاهُ
الْذَّارِمِيُّ (ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ اللَّهَ
فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى
أَهْلِ السَّمَاءِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ بِمَا فَضَّلَهُ اللَّهُ عَلَى أَهْلِ
السَّمَاءِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ لِأَهْلِ السَّمَاءِ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ
إِنِّي إِلَهٌ مِنْ دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي
الظَّالِمِينَ ☆ قَالَ اللَّهُ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّا
فَتَحْنَاكَ يَا مُحَمَّدٌ لِيُغْفَرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ
خَرَقُوا فَضَّلَهُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ قَالَ قَالَ اللَّهُ جَلَّ جَلَالُهُ وَمَا
أَرْسَلْنَا مِنْ رُسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ الْآيَاتِ وَقَالَ اللَّهُ
تَعَالَى لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ وَقَوْلُهُ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ فَأَرْسَلَهُ
إِلَى الْجِنِّ وَالْإِنْسِ رَوَاهُ الْذَّارِمِيُّ (ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: دو صد احادیث کے حافظ سیدنا جندب بن جنادہ ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو کب معلوم ہوا
کہ آپ نبی برحق ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو ذر میرے پاس دو فرشتے آئے اور میں

بطحاء وادی مکہ میں تھا۔ ایک فرشتہ زمین پر اتر آیا۔ اور دوسرا فضا میں رہا ایک نے دوسرے
سے کہا کیا یہ وہی ہیں۔ اس نے کہا ہاں۔ اس نے کہا ان کا ایک آدمی کیساتھ وزن کرلو۔ تو
ایک آدمی کے ساتھ میرا وزن کیا گیا۔ میرا پلہ بھاری رہا۔ اس نے کہا اب دس آدمیوں کے
ساتھ ان کا وزن کرو۔ دس آدمیوں کے ساتھ میرا وزن کیا گیا۔ تو میرا پلہ بھاری رہا۔ پھر
اس نے دوسرے فرشتے سے کہا اب سو آدمی کے ساتھ ان کا وزن کرو۔ چنانچہ سو آدمی کے
ساتھ میرا وزن کیا گیا۔ تب بھی میرا پلہ بھاری رہا۔ اس نے کہا ایک ہزار آدمی کے ساتھ
ان کا وزن کرو۔ جب ایک ہزار آدمی کے ساتھ میرا وزن کیا گیا تب بھی میرا پلہ بھاری رہا
۔ اور اس دفعہ میں دیکھ رہا تھا کہ اُن ہزار آدمیوں والے پلڑے سے آسمان کی طرف پلڑے
کے اٹھ جانے کی وجہ اور ہلکا ہونے کی وجہ سے پلڑے سے آدمی گر رہے ہیں۔ تو اس ایک
فرشتے نے دوسرے سے کہا۔ اگر تو ان کو ان کی ساری امت کے ساتھ تولے گا۔ ان کا تب
بھی وزن بھاری اور زیادہ رہے گا۔

ترجمہ حدیث ایضاً: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ
نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء کرام اور تمام آسمان والوں پر برتری
اور اعلیٰ شان عطا فرمائی ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو آسمان والوں پر کس طرح فضیلت بخشی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے فرمایا۔
اس لئے کہ آسمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جو تم میں سے خدائی دعویٰ کرے گا۔
اُس کو میں جھنم کی آگ میں سزا دوں گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبیؐ کو لاریب عالم
الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ہم آپ کو گھلی ہمہ گیر فتح عطا فرما چکے ہیں۔ تاکہ آپ
کے پہلوں اور پچھلوں (سوائے انبیاء کرام کے) ماننے والوں کے گناہ معاف کر دیئے

جائیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام پیغمبروں پر کیسے اعلیٰ شان بخشی ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ اس لئے کہ باقی تمام انبیاء کیلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں فرمایا ہے۔ کہ ہر نبی کو ہم نے اسکی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا۔ اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے قرآن پاک میں یوں حکم ارشاد ہے۔ کہ ہم نے آپ کو یارسول اللہ تمام جنات اور تمام انسانوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔ اس حدیث کو محدث داری نے روایت کیا (ص ۵۱۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ظاہری طور پر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معمولی سا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ البتہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی وزن تو تمام موجودات کائنات سے کہیں زیادہ ہے۔ حقیقی وزن یوں سمجھ لینا چاہیے جیسے ترازو کے ایک طرف ایک من زنگ خوردہ لوہا رکھ دیا جائے۔ اور دوسری طرف ایک کلو سونا رکھ دیا جائے۔ دیکھنے سے تو یہی پتہ چلے گا کہ سونے کا وزن کم ہے اور لوہے کا وزن کئی گنا زیادہ ہے۔ لیکن ایک کلو سونے کا حقیقی وزن اور قدر و قیمت ایک من زنگ خوردہ لوہے سے کہیں زیادہ ہے۔ بہر صورت ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منصب نبوت کے لحاظ سے تمام بنی آدم و تمام اجسام کائنات سے کہیں بڑھ کر ہیں۔

ترازو میں ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وزن کرنا ایک محض کرامت تھی۔ نہ کہ کامل حقیقت محمدیہ عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفِ تَحِيَّةٌ کیوں کہ سوائے اللہ کریم جل و علا کے ترازوئے قدرت کے کسی قدرت یا کسی تحریر و تقریر یا عقل و فہم یا کسی ترازو کی کیا مجال کہ ہمارے آقا علیہ السلام کا وزن کر سکے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ”لَا يَعْرِفُنِي حَقِيقَةُ غَيْرِ رَبِّي“ ”میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میری شان و عظمت و راءُ الُوراء ہے۔“

شرح حدیث ایضاً:- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں بھی عظمت مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند روحانی عظیم شہ پارے موجود ہیں۔

۱۔ ہر ائمہ چچازاد برادر رسول و صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارض و سماء کی ستودہ عظمت انبیاء و ملائکہ سمیت تمام پاک ذوات سے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برتری اور فضیلت کو قرآن پاک کی آیات مقدسہ سے کیسے حسین انداز میں بیان فرمایا۔

ب:- آسمان والوں تمام ملائکہ اور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توازن بیان کر کے فضیلت ثابت کی۔ آسمان والوں کو زجر و توبخ کے انداز میں ارشاد خداوندی۔ جو تم میں سے معبود ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ میں اسے جہنم میں داخل کروں گا اور امام الانبیاء کو بڑے یار سے انعام و اکرام کے انداز ارشاد خداوندی۔ اے محبوب صلی اللہ علیک وسلم ہم نے آپ کو ہر مرحلہ وجود میں کھلی کامیابی اس لئے عطا فرمادی ہے۔ تاکہ آپ کے اگلے اور پہلے ماننے والوں (سوائے انبیاء کے) کو معافی عطا کر دیں۔

ج:- تمام زمین والوں انبیاء و من سوا سمیت پر فضیلت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآنی سے ثابت ہے۔ اور ہم نے ہر نبی کو اس کی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا۔ اور یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم آپ کو تمام بنی آدم و بنی جن بلکہ ہر ذرہ کائنات کا رسول اعظم بنا کر بھیجا۔ ابتدائے بعثت میں حضور علیہ السلام اپنی فضیلت و برتری بیان کرنے سے صحابہ کرام کو روکا کرتے تھے۔ لیکن جلد ہی بعد میں حکم خداوندی اپنی فضیلت و عظمت کو بیان کرنے کیلئے کہا گیا۔ **وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ**۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

جو جو شان آپ کو عطا ہوئی اپنی زبان اقدس سے بیان فرماتے رہے۔

﴿نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے اندر بات
چیت کرنا عبادت کے خلاف نہیں ہے﴾

حدیث نمبر ۵۰:- عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمَعْلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ
أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ
كُنْتُ أُصَلِّي فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللَّهُ اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا
دَعَاكُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(ص ۸۰ جلد ۱۸، عمدۃ القاری)

ترجمہ:- حضرت سعید بن معالی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آواز دی میں نے جواب نہ دیا (نماز سے فراغت پر) حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا تجھے اللہ کا حکم یاد نہیں کہ اے ایمان والو! اللہ و رسول کی آواز پر فوراً لبیک کہو۔ جب بھی وہ تم کو بلا لیں۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔

(ص ۸۰ جلد ۱۸، عمدۃ القاری)

شرح حدیث: اس حدیث مقدسہ میں درج ذیل نکات جلوہ گر ہیں۔

۱۔ نماز کے اندر خصوصی شرعی ضرورت کے علاوہ اور عبادت سے متعلقہ ضروری امور کے علاوہ کوئی بھی دوسری چیز قابل فکر و عمل نہیں ہے۔

۲۔ نفل عبادت میں مصروفیت کے دوران والدہ یا والد پیر یا استاد رہنمائے حق آواز دے کر اللہ چھوڑ کر ان کی بات سننا دو گناہ استحقاق اجر کی علامت ہے۔ فرض یا واجب عبادت کو چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ واجب یا فرض عبادت میں مصروفیت کے دوران نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو طلب کریں تو وہ عبادت وہیں چھوڑ کر اپنے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن لے۔ اور فرمان نبوی کے مطابق تعمیل حکم کر لے۔ اور پھر واپس جا کر عبادت کے اس رکن کو جہاں چھوڑا تھا وہیں سے جا کر عبادت شروع کر لے۔ تو عبادت ناقص نہیں ٹال ترین ہوگی۔

۴۔ اگر نبی کی آواز پر فوراً لبیک کہہ کر نبی کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے واجب عبادت کا ترک زیادہ نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس طرح تاکید کبھی نہ کرتا کہ (اذا دعاکم) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی تمہیں بلا لیں فوراً حاضر ہو جاؤ۔ یعنی فرض یا واجب عبادت میں مصروفیت کی بجائے نبی پاک کے اضافی حکم کی تعمیل بھی ثواب میں کچھ کم نہیں۔ اور حکم خدا قرآن پاک میں اس طرح موجود ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا

الْحَيَاتِكُمْ (پارہ نمبر ۹، رکوع ۱۸)

ترجمہ:- اے ایمان والو! اللہ اور اس کا رسول جب بھی تمہیں بلا لیں اُسی وقت حاضر ہو جاؤ

۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول نے تمہیں زندگی عطا کر رکھی ہے۔ ہمارے نبی رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر پتھروں، درختوں، جانوروں، نے بھی فوراً الیک کہہ کر حاضری دی۔ اور یہ جمادات، نباتات، حیوانات تو ویسے ہی ہمارے آقا علیہ السلام کو خوب پہچانتے ہیں۔ اگلی احادیث ملاحظہ ہوں۔

﴿بارگاہ رسالت میں پتھروں (جمادات) کی سلامی﴾

حدیث نمبر ۵۱:- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَا أَعْرِفُ حَجْرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَا أَعْرِفُهُ إِلَّا أَنْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۵۲۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

﴿چاند کے دو ٹکڑے﴾

ایضاً حدیث نمبر ۵۲:- عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَخَرَّ جَنَافِي بَعْضُ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ أَلْسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

(رواہ الترمذی ص ۵۴۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۵۳:- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ أَهْلَ مَكَّةَ

سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَارَاهُمْ الْقَمَرَ شَقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۵۲۲ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث نمبر ۵۰:- ایک صد چھیالیس احادیث کے حافظ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکہ شریف میں بعثت سے پہلے ایک پتھر مجھے سلام کیا کرتا تھا میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔ اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری نے نقل کیا۔ (ص ۵۲۲ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۵۱:- مولائے کائنات سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مکہ کی ایک وادی میں ہار ہا تھا۔ جہاں جہاں سے بھی گزر ہوا ہر پہاڑ اور ہر درخت نے آپ کو کہا أَلْسَلَامٌ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(ص ۵۴۰ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۵۲:- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ مکہ والوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے نبی برحق ہونے کی دلیل مانگی تو آپ نے اشارے سے اُن کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیا۔ (ایک ٹکڑا جبل حرا کی ایک طرف نظر آ رہا تھا دوسرا ٹکڑا دوسری طرف نظر آ رہا تھا) اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔ (ص ۵۲۲ ج ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- ان تینوں احادیث مقدسہ میں درج ذیل ایمان افروز شہ پارے جلوہ گر

ا:- ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کے تمام افراد جمادات بھی جانتے ہیں۔ جیسا کہ شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں حدیث مذکور ہے **مَا مِمَّنْ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ إِلَّا وَيَعْلَمُ أُنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا غَاصِي الْجَنِّ وَالْإِنْسِ**۔ سوائے سرکش انسانوں اور جنات کے کائنات کی ہر چیز جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ب:- پتھروں نے جو آپ کو سلام کیا وہ یہ ہے۔ **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ**۔ بزرگان دین نے اس جملے کے ساتھ صرف لفظ الصلوٰۃ کا اضافہ کیا ہے۔

الصَّلَوَةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

ج:- (شق القمر) حضور علیہ السلام نے مکہ والوں کافروں کے مطالبہ پر یہ معجزہ دکھا۔ حضور سرکار ابد قرار نے چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا جبل نور حرا کی ایک طرف اور دوسرا ٹکڑا جبل حراء کی دوسری جانب نظر آنے لگا۔ تفسیر کبیر فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ میں ایک حدیث پاک مذکور ہے کہ ایک دفعہ حضور سید الکل فخر رسل اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پانی کے چشمے پر تشریف فرما تھے۔ کہ اچانک عکرمہ بن ابو جہل رضی اللہ عنہ (اسلام لانے سے قبل) چشمے کی دوسری طرف آ نکلا۔ دیکھ کر کہنے لگا اگر آپ رسول ہیں تو آپ کے پاس پتھر کی چٹان کے ایک طرف والے ٹکڑے سے کہہ دیں کہ چٹان سے کٹ کر پانی کی سطح پر تیرتا ہوا میرے پاس کنارے پر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس چٹان کے پتھر سے فرمایا کہ چشمے کے پانی کی سطح پر تیر کر چشمے کی دوسری طرف جا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا پتھر کا ٹکڑا پانی پر تیرتا ہوا چشمے کی دوسری طرف عکرمہ کے پاس جا نکلا۔ عکرمہ بولا اب اس پتھر کو اسی طرح اپنے پاس واپس بلا لو۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پتھر کے ٹکڑے کو آواز دے کر فرمایا تو اسی طرح پانی کے اوپر تیرتا ہوا میرے پاس آ جا۔ چنانچہ وہ پتھر بارگاہ رسالت میں اسی طرح واپس حاضر ہو گیا۔

(ص ۶۵ جلد ۲، سیرۃ حلبیہ عربی مطبوعہ مصر)

علوم ہوا کہ تمام جمادات بھی حضور سید الکل فخر رسل اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح پہچانتے ہیں۔ کہ آپ سرکار ابد قرار ہر چیز کے رسول و نبی ہیں۔ چاند بھی جمادات (پتھر) اور پہاڑ بھی تمام جمادات کے نبی و رسول ہمارے آقا بچال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

بارگاہ رسالت میں درختوں (نباتات) کی حاضری اور تعمیل حکم ☆

حدیث نمبر ۵۲:- **عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَرَّ نَامَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى لَزَلْنَا وَادِيًا أَفِيحًا (أَوْسَعُ) فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَلَمْ يَرِ شَيْئًا يَسْتَرْبُهُ وَإِذَا شَجَرَتَيْنِ بِسَاطِئِ الْوَادِي فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ إِحْدَاهُمَا فَآخَذَ بَغُضْ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ إِنِّي أَتِي بِأَذْنِ اللَّهِ فَإِنِّي أَتِي الشَّجَرَةَ الْأُخْرَى فَآخَذَ بَغُضْ مِنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ..... الخ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۵۳۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)**

حدیث ایضاً نمبر ۱:- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَقْبَلَ الْأَعْرَابِيُّ فَلَمَّا دَنَى قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ..... الخ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ

(ص ۵۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۲:- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ عَادَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ أَعْرِفُ أَنَّكَ نَبِيٌّ قَالَ إِنَّ دَعْوَتَ هَذَا الْعَذَقِ مِنْ هَلَاكِ النَّخْلَةِ..... الخ رَوَاهُ لَبْرَمَذِيُّ وَصَحَّحَهُ.

(ص ۵۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کے دوران ایک وسیع و عریض چنیل میدان میں پہنچے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے ایک طرف تشریف لے گئے۔ قضائے حاجت کیلئے کوئی پوشیدہ مقام نظر نہ آیا تو وادی کی طرف دو جھاڑیوں کے پاس جا کر ایک جھاڑی کی ٹہنی سے پکڑ کر فرمایا۔ اللہ کے حکم سے میرے ساتھ چلو۔ تو وہ جھاڑی آپ کے ساتھ یوں چلنے لگی جیسے ٹکیل والا اونٹ اپنے مالک کے پیچھے چلتا ہے۔ پھر آپ دوسری جھاڑی کو بھی ایسے ہی لائے اور ایک جگہ دونوں کو لا کر فرمایا۔ تم دونوں جھاڑیاں اپنے سر جوڑ کر میرے لئے پردہ بنا لو۔ چنانچہ ان دونوں جھاڑیوں نے قضائے حاجت کیلئے ہا پردہ جگہ تیار کر دی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت کیلئے وہاں

بیٹھ گئے۔ میں اپنی جگہ بیٹھا یہ عجیب و غریب منظر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ کہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری طرف تشریف لا رہے ہیں۔ اور وہ دونوں جھاڑیاں واپس جا رہی ہیں۔ اور اپنی بہتر حالت میں اسی جگہ جا کر کھڑی ہو گئیں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا۔ (ص ۵۳۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک دفعہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں ہم سفر تھے۔ دوران سفر ایک دیہاتی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے اللہ ہی ایک معبود ہے۔ اور میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کا نبی برحق ہوں۔ اس نے کہا آپ کی اس بات کے سچ ہونے کی کیا دلیل ہے؟ اور آپ کی یہاں کون گواہی دے گا؟ آپ نے فرمایا یہ سامنے خاردار درخت گواہی دے گا۔ چنانچہ آپ نے اس درخت کو بلایا۔ تو وہ زمین کو چیرتا ہوا آپ کے پاس حاضر خدمت ہو کر تین دفعہ کلمہ شہادت پڑھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ پھر وہ درخت اپنی اسی قرار گاہ کی طرف اسی طرح واپس چلا گیا اور تروتازہ حالت پہلے سے زیادہ رہی۔ اس حدیث کو محدث دارمی نے روایت کیا۔ (ص ۵۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آ کر عرض کرنے لگا۔ کہ میں کیسے یقین کر سکتا ہوں؟ کہ آپ اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے سچے نبی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ سامنے والی کھجور کے درخت پر موجود کھجوروں کے گچھے کو بھی اگر تو بلا کر پوچھے گا تو وہ بھی میرا کلمہ پڑھ کر میری تصدیق کرے گا۔ پھر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کے درخت

کے اوپر کھجوروں کے گچھے کو بلایا۔ چنانچہ کھجوروں کا گچھا اپنی ٹہنی سے اپنا رابطہ توڑ کر سیدھا بارگاہ ہرکس ویکس پناہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنے لگا۔ اور آپ کی گواہی دی کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا واپس چلے جاؤ تو وہ کھجوروں کا گچھا اپنے درخت پر چڑھا۔ اور جا کر اپنی ٹہنی سے یوں واصل ہوا جیسا کبھی ٹوٹا ہی نہیں۔ یہ ایمان پرور منظر دیکھ کر اعرابی مسلمان ہو گیا۔ اس حدیث پاک کو امام ترمذی اور محدث داری نے روایت کیا ہے۔

شرح حدیث:- یہ ہے ہمارے آقا رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کہ بے جان چیزیں بغیر قدموں کے چل کر آتی ہیں۔ اور سلام کر کے واپس صحیح سلامت چلی جاتی ہیں۔ ☆ دارالاسباب اس دنیا کی تمام اشیاء تین مادوں سے منسلک ہیں، جمادات، نباتات، حیوانات، تینوں مادوں سے بھی ہمارے آقا سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عامہ منسلک ہے۔

جمادات:- پتھروں، ریگزاروں اور مٹی کے ذرات پانی سمیت مراد ہیں۔

نباتات:- زمین سے اگنے والی ہر چیز نباتات کہلاتی ہے۔

حیوانات:- تمام جاندار چیزیں حیوانات کہلاتی ہیں۔

﴿سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وستون حنّانہ کی پکار﴾

حدیث نمبر ۵۳:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ اسْتَنَدَ إِلَى جَذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَلَمَّا صَنَعَ لَهُ الْمَنْبَرُ فَاسْتَوَى عَلَيْهِ صَاحِبُ النَّخْلَةِ الَّتِي كَانَ يَخْطُبُ عَلَيْهَا حَتَّى كَادَتْ تَنْشَقُّ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهَا فَضَمَّهَا إِلَيْهِ فَجَعَلَتْ لَأَنَّ أَيْنَنَ الصَّبِيِّ الَّذِي يُسْكُتُ حَتَّى اسْتَقَرَّتْ قَالَ بَكَتْ عَلَى مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۵۳۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی لا ریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھجور کے ایک خشک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ وعظ و خطبہ بعد ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ جب لکڑی کا ایک منبر تیار کر لیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منبر پر خطبہ جمعہ کیلئے تشریف فرما ہوئے تو وہ کھجور کا خشک تنہ اتنا زور سے رونے لگا کہ ریب تھا کہ پھٹ جاتا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکڑی کے منبر شریف سے اتر کر اس کے پاس جا کر اسے اپنے ساتھ آغوشِ رحمت میں چمٹا لیا۔ تو وہ کھجور کا ستون ایسے ٹپکنا لینے لگا جیسے روتے روتے بچے کی ہچکی بندھ جاتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے پیار سے چپ کراتے رہے۔ حتیٰ کہ خاموش ہو گیا۔ راوی کہتا ہے کہ یہ ستون حنّانہ

(چینیں مار کر رونے والا تھم) اس لئے بے تاب انداز میں رو دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو وعظ و نصیحت سنا کرتا تھا اس سے خود کو محروم پایا۔

شرح حدیث :- بعض احادیث اور کتب سیرت میں موجود ہے۔ کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اس خشک کھجور کی لکڑی کے تھم (ستون خٹانہ) کو آغوشِ رحمت میں لے کر دلا سہ دیا تو آپ نے فرمایا تھا کہ تجھے اختیار ہے۔ چاہو تو تمہیں دنیا کی شادابی اور ہریالی دے دی جائے۔ اور چاہو تو جنت میں تمہیں ہمیشہ کی زندگی مل جائے۔ اور جنتی تیرا پھل کھایا کریں گے۔ تو ستون خٹانہ نے عرض کیا مجھے آخرت کی دائمی زندگی درکار ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ (قَدْ فَعَلْتُ) تمہارا انتخاب آخرت منظور ہے۔ تجھ سے پختہ وعدہ رہا تجھے جنت کی بہاروں میں جگہ دلاؤں گا۔ جس پاک ذات ستودہ صفات کے پاک جسم سے صرف چھو جانے سے خشک کھجور کی لکڑی اتنی باشعور ہو کر آپ کی محبت میں شیر خوار بچے کی طرح وارفتہ ہو کر عاشقِ صادق ہونے کا نمونہ پیش کر سکتی ہے۔ تو ایک امتی انسان کا حضور شافعِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کی وارفتگی کا کیا عالم ہوا چاہیے؟ اصل میں ستون خٹانہ کے پھوٹ پھوٹ کر رونے کی وجہ یہ تھی کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کے ساتھ لگ کر جو وجدانی ایمانی روحانی لطف اور سرور حاصل ہوتا تھا۔ اس سے محرومیت کی وجہ سے شدید فراق محسوس کیا۔ تب اپنی ماں پر وارفتہ شیر خوار بچے کی طرح رونا شروع کر دیا۔ پھر آغوشِ رحمتِ محبوبِ اعظم میں آکر ہچکیاں لینے لگا۔ جیسا کہ شیر خوار بچوں کی قدرتی فطری عادت ہوتی ہے۔

﴿حیوانات کی بات اور فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

حدیث نمبر ۵۴ :- عَنْ يَغْلَى بْنِ مَرْةٍ الْقُفَيْ قَالَ لَثَلَاكُ أَشْيَاءَ رَأَيْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَنَا خُنْ نَسِيرُ مَعَهُ إِذَا مَرَرْنَا بِبَيْعِرٍ يُسْنَعُ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأَاهُ الْبَيْعِرُ جَرَّ جَرَفَوْضَعَ جِرَانَهُ فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَيْنَ صَاحِبُ هَذَا الْبَيْعِرِ فَجَاءَهُ فَقَالَ بَغْنِيهِ فَقَالَ بَلْ نَهَبَهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَانَّهُ لَأَهْلٍ بَيْتٍ مَالَهُمْ مَعِيشَةٌ غَيْرُهُ قَالَ أَمَّا مَا ذُكِرْتَ هَذَا مِنْ أَمْرِهِ فَإِنَّهُ شَكَأَ كَثْرَةَ الْعَمَلِ وَقِلَّةَ الْعَلْفِ فَأَحْسَنُوا إِلَيْهِ ثُمَّ سَرْنَا حَتَّى نَرَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْأَرْضَ حَتَّى غَشِيَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَكَانِهَا الْخِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَالدَّارِمِيُّ

ترجمہ :- حضرت یغلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ عجائبِ قدرت و عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین عجیب و غریب نمونے دیکھے۔

۱ :- ایک اونٹ کے قریب سے ہم گزرے تو وہ زوردار آواز میں گڑ گڑاھٹ کرنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس کھڑے ہو گئے اور دریافت فرمایا کہ اس کا مالگ

کون ہے؟ مالک آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ میرے ہاتھ بچ دو۔ عرض کیا یا رسول اللہ یہ اونٹ آپ کا ہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اونٹ کسی غریب گھرانے کا ہے۔ جس پر ان کی معیشت کا دار و مدار ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اونٹ شکایت کر رہا ہے۔ کہ اس سے کام بہت زیادہ لیا جاتا ہے۔ اور چارہ کھانے کو بہت کم۔ اس کے ساتھ زیادتی مت کرو۔ پھر ہم سفر میں چلتے رہے۔ ایک وادی میں پہنچ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرمانے کیلئے سو گئے۔ میں نے دیکھا کہ دور سے ایک درخت اپنی جڑیں اُکھڑے زمین کو چیرتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آکر سایہ فگن ہو کر سلام عرض کرنے لگا اس کے بعد وہ واپس چلا گیا۔ جب محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو ہم نے یہ سارا ماجرا عرض کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے مجھے سلام عرض کرنے کیلئے اور حاضر خدمت ہونے کیلئے اجازت لے رکھی تھی۔ پھر ہم اپنے سفر پر رواں دواں ہوئے۔ ایک چشمہ کے پاس سے ہمارا گزر ہوا۔ ایک عورت اپنا بچہ اٹھائے لائی جو پاگل تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بچے کو صبح اور شام کھانے کے وقت بے ہوشی کا دورہ پڑتا ہے۔ حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بچے کی ناک سے پکڑ کر فرمایا۔ اس سے نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں۔ یکدم بچے کو قوی آئی جس سے کتے کے سیاہ بچے کی طرح کوئی چیز نکل کر دوڑ گئی۔ اس سفر سے جب ہم واپس اسی جگہ سے گزرے تو حضور علیہ السلام نے مائی سے بچ کا حال پوچھا۔ عرض کیا جس نے آپ کو حق بنا کر بھیجا۔ ہمارے بچے کو آپ کے بعد دوبارہ کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اس حدیث کو محدث داری اور علما مدہ بغوی نے شرح السنۃ میں روایت کیا۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث میں درج ذیل امور موجود ہیں۔

﴿ہر نبی اپنی امت کی زبان کو بخوبی جانتا ہے﴾

جیسا کہ قرآن پاک گواہ ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ (پارہ ۱۳، رکوع ۱۳)

ترجمہ:۔ ”اور ہم نے ہر رسول کو اپنی قوم کا ہم زبان بنا کر بھیجا“۔ اور ہمارے نبی لا ریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہر قوم، ہر جنس، ہر فرد کائنات کے رسول و نبی ہیں۔ اس لئے آپ ہر چیز کی زبان اچھی طرح جانتے ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث میں مذکور اونٹ کی زبان کو سمجھ کر اسے خوب چارہ کھلانے اور مناسب محنت لینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

☆:۔ حجر و حجر و مدبر بھی بارگاہ رسالت کے شناسا اور واقف ہیں۔ اس لئے بار بار سلام عرض کرتے ہیں۔

☆:۔ ہمارے آقا لجال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنات کے بھی رسول ہیں۔ مصیبت زدہ مجنون مریض بچہ کو جنات سے رہائی دلوائی۔

﴿غلام رسول اور جنگل کا شیر﴾

حدیث ایضاً:۔ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ أَنَّ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَخْطَأَ الْجَيْشَ بِأَرْضِ الرُّومِ أَوْ أَسْرَ فَا نْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ فَإِذَا هُوَ بِالْأَسَدِ فَقَالَ يَا أَبَا الْحَارِثِ أَنَا مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ مِنْ أَمْرِي كَيْتٌ وَكَيْتٌ فَأَقْبَلَ الْأَسَدُ لَهُ بَضْبَصَةٌ حَتَّى قَامَ إِلَى جَنْبِهِ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا أَهْوَى إِلَيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي

إِلَىٰ جَنْبِهِ حَتَّىٰ بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْأَسَدُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ
السُّنَّةِ (ص ۵۴۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:- ابن منذر تابعی روایت کرتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ روم کے علاقے میں اپنے ساتھی لشکر سے بچھڑ گئے یا کہیں کسی قید سے بھاگ کر جنگل میں اپنے لشکر کی تلاش میں جا رہے تھے۔ سامنے سے جنگل کا شیر آگیا تو حضرت سفینہ نے اسے آواز دے کر کہا۔ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہوں۔ میں اپنے لشکر سے بچھڑ گیا ہوں اسے تلاش کر رہا ہوں۔ شیر نے یہ آواز سن کر (دُم اپنی ٹانگوں میں رکھ لی اور پالتو گتے کی طرح اپنے مالک کے سامنے) بھس بھس کی اور حضرت سفینہ کے پاس ایک طرف کھڑے ہو کر اشارہ کیا۔ شیر کوئی خطرہ کی آواز محسوس کرتا تو اس طرف خود ہو جاتا۔ پھر وہ حضرت سفینہ کے دائیں بائیں پہرہ دیتے لشکر کے قریب لے گیا۔ (جب لشکر نظر آنے لگا) تو شیر وہیں سے اپنے جنگل واپس چلا گیا۔

اس حدیث کو علامہ بغوی نے شرح السنۃ میں ذکر کیا۔
(ص ۵۴۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث ایضاً:- درج ذیل امور ملاحظہ فرمائیے۔

☆:- یہ حدیث حضرت سفینہ کی کرامت اور نبی کے معجزہ کی تصدیق کر رہی ہے۔

☆:- جنگل کے وحشی ٹوٹو خوار جانور بھی ہمارے نبی لاریب عالم الغیب کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

☆:- ایماندار امتی کو یقین ہونا چاہیے کہ میرا آقا لچال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ذرہ کائنات کے نبی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ شیر سے مخاطب ہو کر

علامہ رسول ہونے کا حوالہ دیا۔

☆:- امتی کا اپنے نبی سے کامل رابطہ ہو تو ہر چیز اس کے تابع ہوتی ہے۔

﴿سارے جہانوں کے خالق کا محبوب سارے جہانوں کی

رحمت ساری مخلوق کو روزی دے سکتے ہیں﴾

حدیث نمبر ۵۵:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ غُرُوسًا بَزَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَعَمِدَتْ أُمِّي أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى تَمَرٍ وَسَمْنٍ وَأَقْبَطَ
لِصْنَعَتْ حَيْسًا فَجَعَلَتْهُ فِي ثَوْرٍ فَقَالَتْ يَا أَنَسُ إِذْهَبْ بِهَذَا
إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقُلْ بَعَثْتُ بِهَذَا
إِلَيْكَ أُمِّي وَتَقَرُّكَ السَّلَامُ..... الخ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ
(ص ۵۳۹ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُم المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضوان اللہ علیہا سے شادی کی تو حضرت ام سلیم (سرکارِ دو عالم کی خالہ) نے پنیر اور مکھن اور کھجور کا مرکب حلوہ اپنے پیالے میں ڈال کر اپنے صاحب زادے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیا کہ جاؤ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں تحفہ پیش کرو۔ اور عرض کرو کہ میری امی جان آپ کو سلام کہتی ہیں۔ اور کہتی تھیں کہ یہ ہمارا حقیر سا تحفہ قبول فرما لیجیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر ایسے ہی عرض کیا تو آپ نے فرمایا حلوے کا پیالہ یہیں

رکھ دو۔ اور فلاں فلاں فلاں کو بلا لاؤ۔ اور ان کے آپ نے نام بھی بتائے۔ اور پھر بعد میں ساتھ ہی یہ فرما دیا۔ جو بھی ملے اُسے اپنے ساتھ یہاں بلاؤ۔ تو میں نے ان کو بھی بلا لیا۔ ان کے نام آپ نے ذکر فرمائے تھے۔ اور ان کے علاوہ جو شخص بھی مجھے ملا میں نے اسے کا شانہ رسالت میں حضور علیہ السلام کی طرف سے دعوت دی۔ جب میں واپس لوٹا تو دیکھتا ہوں؟ کا شانہ رسالت لوگوں سے کچھ کھینچ بھرا ہے۔ میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام نے ضیافت کا کھانا کھانے سے پہلے آغاز یوں کیا۔ حلوے کے پیالے پر ہاتھ مبارک رکھ کر کچھ پڑھا پھر حکم دیا کہ ایک طرف آدمیوں کو بٹھا کر کھانا کھلاتے جاؤ اور کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے۔ اور اپنے قریب سامنے سے کھانا کھانے والا کھائے۔ یہاں تک کہ ایک گروہ آگیا اور کھانا کھا کر چلا گیا۔ یوں سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ سب ضرورت مند خوب سیر ہو کر چلے گئے۔ پھر مجھ کو سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ اندر سے وہی حلوہ والا پیالہ اٹھالاؤ۔ میں اندر جا کر پیالہ اٹھالایا۔ مجھے یہ نہیں چل رہا تھا کہ جب میں حلوہ سے بھرا پیالہ لایا تھا۔ اس وقت پیالے میں حلوہ زیادہ تھا یا اب زیادہ ہے۔ پیالے میں حلوہ جوں کا توں برقرار تھا۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ دعوہ میں شامل ہو کر حلوہ کھانے والے کتنے افراد تھے؟ تو میں نے کہا تین صد افراد سے زیادہ آدمی تھے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں ایک قابل غور جملہ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى تِلْكَ الْخَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللَّهُ۔ کہ حضور علیہ السلام نے کھانے پر ہاتھ رکھ کر پڑھا۔ کوئی بھی ذی شعور اس بات کا انکار نہیں کرے گا۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طعام پر حمد و ثناء و تسبیح و تحمید نہ کی ہو۔ اور قرآن پاک بہترین حمد و ثناء و تسبیح و تحمید ہے۔

لہذا کھانا سامنے رکھ کر اس پر ذکر خدا تلاوت قرآن کرنا سنتِ مصطفیٰ ہے۔ اسی شکل کو ختم شریف کہا جاتا ہے۔

ملاحظہ:- جو پاک ذات حلوے کے ایک پیالہ سے تین سو سے زائد افراد کو بھر پیٹ سیر کر سکتی ہے۔ وہ ذات تمام مخلوقات کو بغیر اسباب کے روزی دے سکتی ہے۔

﴿غزوة خندق اور خلق خدا کی دعوت اور ہمارے نبی کی طاقت﴾

حدیث نمبر ۵۶:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَخْفِرُ فَعَرَضَتْ كُذْيَةٌ شَدِيدَةٌ فَجَاؤُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا هَذِهِ كُذْيَةٌ عَرِضَتْ عَلَى الْخَنْدَقِ فَقَالَ أَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَغْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوْاقًا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْمِغْوَلَ فَضْرَبَ فَعَادَ كَثِيبًا أَهْيَلُ فَاَنْكَفَتْ إِلَى أَمْرَاتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ..... الخُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۵۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ ہم غزوة خندق کے دن خندق کھود رہے تھے۔ ایک ایسی پتھر ملی چٹان سے واسطہ پڑا کہ ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتی تھی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہم سب حاضر ہوئے۔

اور عرض کیا پھر کی ایسی چٹان سامنے آچکی ہے کہ ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ آپ نے فرمایا میں ابھی یہ کام کیے دیتا ہوں۔ جب آپ کھڑے ہوئے تو آپ کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ کمر درست رکھنے کیلئے دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ اور ہم میں سے اکثر تین دن سے فاقہ پر تھے کوئی کھانا نہیں کھایا تھا۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھودی جانے والی خندق کی اُس سخت چٹان پر ایسی سخت ضرب لگائی کہ ساری چٹان خاک کی طرح اُڑ گئی۔ میں جلدی سے اپنے گھر پہنچا اور اپنی بیوی سے کہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر میں نے شدید بھوک کے آثار معلوم کئے ہیں۔ ہمارے گھر کچھ کھانے کو ہے؟ تو اُس نے ایک تھیلا نکالا جس میں تقریباً دو کلو جو کا آنا تھا۔ اور ہمارے گھر ایک بکری کا بچہ تھا۔ میں نے اُسے ذبح کر دیا۔ اور میری بیوی آٹا گوندھنے لگ گئی۔ گوشت تیار کر کے ہنڈیا میں ڈال کر چولہے پر رکھ دیا اور نیچے آگ جلا دی۔ پھر میں نے واپس آکر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر خدمت ہو کر آہستہ آواز سے کان مبارک میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے ایک بکری کا بچہ اور چند کلو آٹے کا آپ کیلئے کھانا تیار کیا ہے۔ آپ چند آدمی ساتھ لے کر میرے گھر کھانے کی میری دعوت قبول فرمائیے۔ تو حضور قاسم اوراق اللہ نے زور سے آواز دے کر فرمایا۔ خندق میں کام کرنے والو! تم سب کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے کی دعوت ہے۔ اس کے بعد سید الکمل ہادی سُبُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تم اپنے گھر جا اور اطلاع کر دو کہ میرے آنے سے پہلے نہ ہنڈیا کو چولہے سے نیچے اتار دو۔ اور نہ میرے آنے سے پہلے روٹیاں پکانا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو میں آپ کے پاس گوندھا ہوا آٹا لایا۔ آپ نے اس گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لعاب

مبارک ڈال دیا۔ پھر آپ نے اٹھ کر چولہے پر موجود ہنڈیا میں بھی لعاب مبارک ڈال دیا۔ پھر روٹیاں پکانے والی خواتین کو ہدایت فرمائی کہ روٹیاں پکاتے جاؤ۔ اور ہنڈیا کو چولہے سے نیچے مت اتارنا۔ سالن لیتے جاؤ کھلاتے جاؤ۔ وہ ایک ہزار سے زائد نفری مہمانان گرامی تقریباً چودہ سونے خوب کھانا کھایا۔ اور سب فارغ ہو کر واپس چلے گئے۔ میں نے اٹھ کر سالن اور آٹے کو دیکھا تو آٹا اتنا ہی تھا جتنا گوندھا تھا۔ ہنڈیا میں سالن بھی بدستور پورا تھا۔ کچھ کمی واقع نہ ہوئی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

(ص ۵۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث پاک سے چند انہم نکات ملاحظہ فرمائیے۔

☆:- جو پاک ذات چند آدمیوں کا کھانا چودہ سو آدمیوں کو کھلا بھی دے۔ اور وہ کھانا ویسے کا ویسا ہی رہے۔ وہ پاک ذات بے بسی کی فاقہ کشی کا شکار نہیں ہو سکتی۔

☆:- غزوہ احزاب یا غزوہ خندق ایک ہی چیز ہے۔ ہجری پانچ میں مکہ والوں کی طرف سے متوقع حملہ روکنے کیلئے اہل فارس کے جنگی دفاعی حربوں کے مطابق حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق مدینہ شریف کے ارد گرد یہ خندق کھودی گئی۔

☆:- تمام انبیاء سمیت ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاقہ کشی اور غربت اضطراری یا لاچارگی کی نہ تھی۔ بلکہ فاقہ کشی اور غربت اختیاری تھی۔

☆:- نبی مادی فطری اسباب کا محتاج نہیں ہوتا جو نبی چند آدمیوں کا کھانا چودہ سو آدمیوں کو کھلا کر سیر کر دے پھر وہ کھانا بدستور اتنا ہی موجود رہے وہ نبی ساری مخلوقات کی روزی کا سامان اور انتظام و انصرام بھی کر سکتا ہے۔

☆:- اس غزوہ خندق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیٹ مبارک پر پتھر باندھنا مجبوری

اور بے کسی کی وجہ سے نہ تھا۔ بلکہ اس لئے تھا کہ آپ کی لطافت اور نورانیت آپ کی مادیت اور جسمانیت پر غالب آچکی تھی۔ آپ کو اندیشہ ہوا کہ نہایت لطافت اور نورانیت کے غلبہ کی وجہ سے کہیں عالم بالا کی طرف پرواز نہ کر جاؤں۔ دُنیا کی کثیف مادی چیز کو جسمِ اطہر سے آویزاں کر لیا تاکہ اپنی اُمت میں ہی رہوں۔

☆:۔ چند آدمیوں کا کھانا چودہ سو کو کھانا اور وہ کھانا بدستور اتنا ہی رہ جائے یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اور گستاخ لوگ دورِ حاضر میں اس خاصہ نبوت کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ کہ یہ تو معجزہ تھا۔ کیا معجزہ نبی کا کمال نہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا نہیں ہے؟ معجزہ نبی کی خاص صفت ہے اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے نبی کی ایسی خوبی کو اس قسم کی باتیں بتا کر ٹال دینا یہ بغض و عناد و تعصب کی کامل نشانی ہے۔

﴿پنجابِ رحمت کے پانچ دریا اور محبوبِ کبریا﴾

حدیث نمبر ۵۷:۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ عَطَشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ قَالُوا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ "نَتَوَضَّأُ بِهِ وَنَشْرَبُ إِلَّا مَا فِي رِكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَمَا مَثَالُ الْغُبُونِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيلَ لِحَا بَرِّكُمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مَائَةً أَلْفٍ لَكُنَّا مَائَةً خَمْسَ عَشْرَةَ مَائَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(ص ۵۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

۱۔ حدیث ۵۶:۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ صلحِ حدیبیہ کے روز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پیاس کے مارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُس وقت حاضر ہوئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پانی کا ایک لوٹا تھا۔ جس سے آپ نے وضو فرمایا تھا۔ اور اُس لوٹے میں تھوڑا سا پانی بچا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس وضو و غسل اور پینے کا پانی نہیں صرف یہی پانی ہے جو آپ کے اس لوٹے میں موجود ہے۔ تو حضور سید الکل ہادی سُبُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اُسی لوٹے میں ڈال کر اب باہر نکالا تو آپ کی پانچوں انگلیوں سے پانچ چشمے پانی کے جاری ہو گئے۔ ہم نے اب سیر ہو کر پیا۔ اور ہم سب نے وضو بھی کر لیا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ سے پوچھا گیا کہ صحابہ کرام کی حدیبیہ میں اُس وقت کتنی تعداد تھی۔ انہوں نے جواب دیا۔ پندرہ سو آدمی تھے۔ اور اگر ایک لاکھ کی بھی نفی ہوتی تو وہ پنجابِ رحمت سب کو کافی ہوتا۔ اس حدیث کو ہماری و مسلم نے روایت کیا۔ (ص ۵۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث:۔ اس حدیث پاک میں درج ذیل اہم نکات ہیں۔

۱۔ مکہ شریف سے چند میل دور حدیبیہ ایک جگہ کا نام ہے۔ آپ صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کرنے کیلئے پندرہ سو صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ شریف سے تشریف لائے تھے۔ اور اسی جگہ (بوجہ مزاحمت اہل مکہ ازادائیگی عمرہ) کئی دن قیام فرمایا۔ جس کے دوران واقعہ پیش آیا کہ کسی کے پاس بھی پانی نہ رہا۔

۲۔ مشکل وقت میں اللہ والوں کے پاس حاضری دینا سُنّتِ صحابہ ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ

شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ تو گستاخانِ دور حاضر کے فارمولے کے مطابق صحابہ کرامؓ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ سے پانی مانگا چاہیے تھا۔ اور اسی سے دعا کرنی چاہیے تھی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ پتھروں سے مٹی سے جمادات سے کسی بھی شعبے سے پانی کے چشمہ کا جاری ہونا عادی طور پر مسلم ہے۔ کہ قدرت کاملہ نے یہ طریقہ جاری کر رکھا ہے۔ لیکن انسانی، حیوانی اعضاء سے پانی کے چشمے جاری ہونا نہ پہلے کہیں ایسا دیکھا گیا اور نہ ایسا کوئی کر سکتا ہے۔ ایسی کیفیت کو معجزہ کا نام دیا جاتا ہے۔ جو کام ذرائع اسباب سے انجام دینا حتی المقدور ناممکن ہو اور وہ کام جس ستودہ صفات پاک ذات سے ظاہر ہو۔ ایسے کام کو معجزہ یا کرامت کہا جاتا ہے۔ نبی سے متعلق ہو تو معجزہ اور ولی سے متعلق ہو تو کرامت ہے۔

☆۔ اور یہ عظیم الشان معجزہ جو ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وقوع پذیر ہوا۔ کسی بھی پیغمبر سے ایسے معجزے کا ظہور نہیں ہوا۔ معجزہ نبی کی صفت ہے۔ اور کرامت ولی کی صفت ہے۔ معجزہ نبی کی خوبی اور کمال ہے۔ اور کرامت ولی کی خوبی اور کمال ہے۔

☆۔ جس پاک ذات کے مبارک ہاتھ سے ایک چٹو پانی چھو جائے تو وہ پندرہ سو آدمیوں کو وضو غسل اور پینے کی ضروریات اور سواریوں جانوروں کی پینے کی ضروریات کو کافی ہو سکتا ہے۔ اور دائرہ امکان میں ناممکن کام ممکن ہو سکتا ہے۔ ایسی پاک ذات ان گنت مخلوقات کی سیرابی کیلئے بھی پانی کا فوری و معقول انتظام کر سکتی ہے۔

﴿حضرت ابو ہریرہ اور دودھ کا پیالہ اور ہمارے نبی کی شان دو بالا﴾

حدیث نمبر ۵۸:- حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَقُولُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِنْ كُنْتُ لَا غَتَمْدُ وَبِكَبْدِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَإِنْ كُنْتُ لَا شِدَّةَ الْحَجَرِ عَلَى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلَى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ فَمَرَّ أَبُو بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشَبِّعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّ بِعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الخ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۵۸ جلد ۳ عمدۃ القاری شرح بخاری)

ترجمہ:- مجاہد تابعی روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ معبود برحق کی قدرت کے کیسے کیسے کرشمے کہ مجھ پر ایسا وقت بھی گزرا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے پیٹ کے بل زمین پر لیٹ جایا کرتا تھا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تا کہ کمر سیدھی رہے۔ ایک دن میری ایسی ہی حالت تھی۔ میں مسجد نبوی کے قریبی اُس چوراہے پر آکر بیٹھ گیا۔ جہاں سے سب نمازیوں کا مسجد میں آنا جانا تھا کیا دیکھتا ہوں؟ کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے میں نے قرآن پاک کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا (غالباً آیت یہ تھی) اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ یعنی صدقہ خیرات کن کیلئے ہے؟ تو آپ نے باقی ساری آیت تلاوت کر دی لیکن میری حالت پر توجہ نہ دی۔ اُن کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا۔ اُن سے بھی حسب سابق بات ہوئی اور میری حالت زار کی طرف کوئی

توجہ نہ دی۔ اُن کے بعد سید اکل ہو اکل لہ اکل وھوکل النکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا ابو ہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ۔ فرمایا اٹھو میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے پیچھے چل پڑا۔ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کا شانہ اقدس میں داخل ہوئے۔ میں باہر کھڑا رہا۔ پھر میں نے اندر جانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے فرمایا اندر آ جاؤ۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک پیالہ دودھ سے بھرا رکھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر سے جواب ملا یہ فلاں آدمی نے آپ کے لئے تحفہ بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ آپ نے فرمایا جاؤ اصحاب صفہ (صحابہ کرام جو ستر سے زائد تھے) کو بلاؤ

(یہ اصحاب صفہ اسلام کے مہمان تھے) نہ اُن کے پاس مال نہ گھربار۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی صدقہ آتا تو آپ ویسے ہی اٹھوا کر اصحاب صفہ کے پاس بھجوا دیتے تھے۔ اور خود اس میں شریک نہ ہوتے۔ اور اگر کوئی تحفہ بھیجتا تو اصحاب صفہ کو کا شانہ اقدس میں بلا بھیجتے اور اس ہدیہ تحفہ میں سے خود بھی حصہ لے لیتے۔ تو مجھے اصحاب صفہ کو بلانا اچھا نہ لگا۔ کہ ایک پیالہ دودھ تو صرف میرے لئے بمشکل کافی ہے۔ جب اصحاب صفہ ہونگے تو پھر میرے لئے یہ گنجائش ختم ہو جائے گی۔ لیکن مجھے اپنے آقا کے حکم کی تعمیل لازمی تھی۔ میں سب کو بلا لایا۔ سب اپنی اپنی جگہ تشریف فرما ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ دائیں طرف سے ترتیب وار ان کو دودھ پلاؤ۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ سب نے باری باری خوب سیر ہو کر دودھ پیا۔ اس کے بعد میں نے وہ پیالہ بھرے کا بھرا سرکار ابد قراری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس پیش کیا۔ تو پیالہ کو پکڑ کر سرکار ابد قراری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے۔ اور فرمایا باقی تو اور صرف میں رہ گیا۔

میں نے عرض کی آپ نے سچ فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ نے فرمایا تو تم بھی اپنی پیاس خوب بجھالو۔ میں نے دودھ پیا۔ ایک بار سانس لیا پھر پینے لگا خوب سیر ہو گیا۔ پیالہ واپس کرنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اور پی لو پھر میں نے اور پی لیا۔ پھر فرمایا اور پی لو۔ حتیٰ کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب اگر میں نے اور پیالہ دودھ ناک سے باہر نکل آئے گا۔ اب مجھ میں دودھ پینے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ آپ نے مجھ سے پیالہ لیکر خود نوش فرمایا۔ تو پیالہ ختم ہو گیا۔ اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔

کیوں جناب ابو ہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر؟

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں انمول ایمانی جواہر پارے درج ذیل ہیں۔

۱۔ بھوک پیاس، خوف، ہراس، بیماری، تکلیف، پریشانی کوئی بھی حالت ہو تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فریاد کرنا صحابہ کی سنت ہے۔

۲۔ ساری کائنات والوں کو اسباب کے ذریعے روزی کا سامان مہیا کرنا ہو تو اتنی سہولیات ممکن نہیں۔ اتنی بھینسیں مہیا کرنا جن سے ستر آدمی سیر ہو کر دودھ پی لیں نہایت مشکل ہے۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسباب و ذرائع کے محتاج نہیں ہیں۔ ایک ہی پیالہ دودھ کا اور پینے والی ساری مخلوق ہو تو وہ ایک ہی پیالہ ختم نہیں ہو سکتا۔ جس طاقت سے ایک پیالہ دودھ کو اتنی صلاحیت بخشی کہ ستر آدمیوں سے بھی ختم نہ ہو سکا۔ اُسی طاقت کے ذریعے کل افراد کائنات کو دودھ سے سیر کرنا ہمارے آقا کے کُل اکل لہ اکل وھوکل النکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک نہایت معمولی سا کام ہے۔

﴿ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور بھی تھے﴾

ایضاً حدیث نمبر ۱:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَسِيدَ بْنَ خَضِيرٍ وَغُبَادَ بْنَ بَشْرٍ تَحَدَّثَا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَهُمَا حَتَّى ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةٌ فِي لَيْلَةٍ شَدِيدِ الظُّلْمَةِ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَنْقَلِبَانِ وَبِيَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عُصَاةٌ فَأَضَاءَتْ عَصَا أَحَدِهِمَا لَهُمَا حَتَّى مَشِيََا فِي ضَوْئِهَا حَتَّى إِذَا افْتَرَقَتْ بِهِمَا الطَّرِيقَ أَضَاءَتْ لِلْآخَرِ عَصَاهُ فَمَشَى كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِي ضَوْءِ عَصَاهُ حَتَّى بَلَغَ أَهْلَهُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۵۴۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۲:- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ لَا يَزَالُ يُرَى عَلَى قَبْرِهِ نُورٌ لَمَامَاتِ النَّجَاشِيِّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (ص ۵۳۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۳:- قَالَ الْبَيْهَقِيُّ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ وَكُنْتُ أَغْرُلُ فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلَ جَبِينُهُ يَغْرِقُ وَجَعَلَ عِرْقُهُ يَتَوَلَّدُ نُورًا (ص ۱۶۵ جلد ۲ جواہر البحار)

ایضاً حدیث نمبر ۴:- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَفْلَجَ الثَّيْتَيْنِ إِذَا تَكَلَّمَ رَوَى كَمَا النُّورُ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ (ص ۱۶۵ جلد ۲ جواہر البحار)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۱:- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اسید بن خضیر اور حضرت غباد بن بشر رضی اللہ عنہما اپنے کسی ضروری تصفیہ طلب معاملے کی خاطر حضور سید الکملین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عشاء کے بعد حاضر ہوئے۔ سلسلہ کلام کا فیصلہ جلد نہ ہو سکا۔ جب فیصلہ ہوا تو رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا۔ بارگاہ رسالت سے اجازت لیکر جب باہر نکلے تو کھانٹوپ اندھیرا تھا۔ جب چلنے لگے دونوں کے پاس لائٹیاں تھیں۔ ایک کی لائٹ گیس کی طرح جگمگانے لگی۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد الگ الگ راستے پر جانے لگے۔ تو دونوں کی لائٹیاں جگمگ کرنے لگیں۔ اور اپنے اپنے گھر آرام سے پہنچ گئے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲:- اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے کہ جب شاہ حبشہ نجاشی فوت ہوا (جو مسلمان ہو چکا تھا) تو ہم کہا کرتے تھے۔ اور یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ شاہ حبشہ نجاشی کی قبر پر نور کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۳:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور شہنشاہ ہر دوسرا اپنے جوتے مبارک کو ناکال لایا کرتے تھے۔ اور میں اکثر چرخہ کاتی ہوئی دیکھا کرتی تھی کہ حضور علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر پسینہ آتا۔ جب پسینے کے قطرے

چمکتے تو ان قطروں سے نور کی شعاعیں نکلا کرتی تھیں۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۴۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے والے (شایا) دانت مبارک کشادہ تھے۔ یعنی دونوں دانت مبارک کے درمیان ایک چھوٹا سا سوراخ تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام فرماتے تو دانتوں مبارک کے اس چھوٹے سے سوراخ سے نور کی شعاعیں نکلتیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی، طبرانی و بیہقی نے روایت کیا۔

شرح احادیث نور: قرآن پاک نے اس مفہوم کی خوب وضاحت کر دی ہے کہ نور اور بشر دو متضاد طاقتیں نہیں ہیں۔ نور بشر ہو سکتا ہے اور بشر نور ہو سکتا ہے۔ مزید وضاحت کیلئے رسالہ حصہ اول الجھن کی سمجھن معلوماتی سوال نمبر ۶ کا جواب ملاحظہ فرمائیے۔

اور بہت سی احادیث شاہد ہیں۔ کہ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر دعائیں مانگی ہیں۔ اے اللہ میری آنکھ کو نور بنادے میری زبان میرے کان اور میرے سر اور بالوں کو دل کو دائیں، بائیں اور میرے نیچے اور اوپر، سامنے اور پیچھے، میرے ظاہر اور باطن کو نور بنادے۔ قرآن پاک میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیارے پیارے ناموں میں سے ان چند مقدس ناموں کے ساتھ بھی یاد کیا گیا ہے۔

﴿وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾ (پارہ نمبر ۲۲)۔ قَدْ جَاءَ نُكْمٌ مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (پارہ نمبر ۶)

حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآن پاک نے سراجاً منیراً فرمایا چمکتا ہوا سورج اور

نور نام سے موسوم کیا۔ ہمارے آقا بچپال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضری دے کر لکڑی کی خشک بے جان لاشی بھی نور و نور ہو گئی۔

﴿ہمارے نبی سرورِ سینہ کا پسینہ کستوری ساز گنجینہ﴾

حدیث نمبر ۵۹: عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِيهَا فَيَقْبِلُ عِنْدَهَا فَتَبْسُطُ نَظْعًا فَيَقْبِلُ عَلَيْهِ وَكَانَ كَثِيرًا الْعَرَقُ فَكَانَتْ تَجْمَعُ عَرَقَهُ فَتَجْعَلُهُ فِي الطَّيِّبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا أُمِّ سُلَيْمٍ مَا هَذَا قَالَتْ عَرَقُكَ نَجَعَلُهُ فِي طَيِّبِنَا وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيِّبِ قَالَ أَصَبْتُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۵۱۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۱۰: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا يَسْلُكُ طَرِيقًا فَيَتْبَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ نَسَلَكَهُ مِنْ طَيِّبِ عَرَقِهِ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ (ص ۵۱۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک کی والدہ حضرت ام سلیم چودہ احادیث کی حافظہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے پاس دو پہر کو آرام کیلئے آیا کرتے تھے۔ تو میں اُن کیلئے بچھونا بچھا دیتی تھی۔ اس پر آپ قیلولہ یعنی دو پہر کا آرام فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زیادہ پسینہ آیا کرتا تھا۔ میں آپ کے

پسینہ مبارک کو اکٹھا کر لیا کرتی تھی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے اُمّ سلیم آپ میرے پسینے کو کیا کرتی ہیں؟ میں نے عرض کیا ہم آپ کے پسینہ مبارک کو اپنے عطریات میں ملا لیتے ہیں۔ اور آپ کا پسینہ تو کستوری ساز ہے۔ آپ نے فرمایا تو نے صحیح بات کی۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرنے والے صحابہ کرام آپ کی خوشبو سونگھ کر آپ کے راستہ کا پتہ لگا لیتے تھے۔ کہ آپ کس طرف تشریف لے گئے ہیں؟ یہ آپ کے پسینہ مبارک کی خوشبو کا کرشمہ تھا۔ اس حدیث کو محدث داری نے روایت کیا۔

(ص ۵۱۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ امام المحمّد ثین محمد بن اسماعیل بخاری و مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم حضرات نے حضور سَيِّدُ الْكُلِّ هُوَ الْكُلُّ لَهُ الْكُلُّ وَهُوَ كُلُّ الْكُلِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کی حدیث روایت فرما کر ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال بشریت کا کامل نمونہ پیش کر دیا ہے۔ ان دونوں احادیث کے چند پراسرار نمونے درج ذیل ہیں۔

☆۔ ہمارے آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت ہے۔ خاصۃً نبوت ہے کہ کسی غیر محرم عورت کے پاس بیٹھیں تو ان کیلئے جائز تھا۔ اس لئے کہ کسی بھی نبی پر نفس یا شیطان کو غلبہ نہیں دیا گیا۔

البتہ حضرت اُمّ سلیم اور اُمّ حرام بنت ملحان ان دونوں عورتوں کا تعلق نبی پاک صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے یہ ہے۔ کہ آپ ان دونوں کے بھانجے لگتے ہیں۔ اور خالہ بمنزلہ ماں ہے۔ اس کے باوجود اور خاصۃً نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طور طریقہ یہ نہ تھا کہ آپ غیر محرم عورتوں سے خلوت میں محافل قائم رکھتے تھے۔ تاکہ اُمت کیلئے حتمی طور پر حرف آخر یہی رہے۔ کہ غیر محرم عورت سے خلوت جائز نہیں۔

☆۔ عاذی، ماڈی، فطری انسانی تقاضوں کے مطابق جاندار چیز کا پسینہ بدبودار ہوا کرتا ہے۔ خوشبودار چیز میں پسینہ ملا دیا جائے۔ تو خوشبودار چیز کی خوشبو ختم ہو جاتی ہے۔ عقلاً و نقلاً لازماً و یقیناً مُسَلَّم۔ کہ جاندار چیز کا پسینہ اس کے خورد و نوش کا نتیجہ ہے۔ جاندار چیز کے معدے میں پہنچنے والی خوراک معدے کی حرارت سے بدبودار ہو جاتی ہے۔ اور اُس سے گیس اُٹھتا ہے۔ اور جسم کے لوں لوں سے پسینہ بن کر خارج ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جاندار چیز کا پسینہ بدبودار ہوتا ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جس جسم کے اندر معدہ خورد و نوش کھانے پینے کی چیزوں کو گندگی اور بدبو میں بدل دیتا ہو ایسے جسم والے شخص کا پسینہ خوشبودار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بشری و فطری طور پر انسان مجبور ہے کہ اُس کے جسم اور معدہ میں جو بھی کھانے پینے کی چیز اندر جائے تو وہ اُسے گندگی غلاظت اور بدبودار ہونے سے بچا نہیں سکتا۔

☆۔ لیکن ہمارے نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کامل انسان ہونے کے باوجود عاذی، ماڈی، فطری انسانی تقاضوں سے آزاد ہیں۔ ایسی وراء الوراۃ شان کے مالک ہیں۔ جو شان عقل و نقل کے دائرہ فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔ جس ضابطہ قدرت و خاصۃً نبوت کے مطابق ہمارے نبی کھائیں پیئیں دنیا کی خوراک اور وہ غلاظت گندگی کی بدبودار فعل ہی اختیار نہ کر سکے۔ اسی ضابطہ قدرت و خاصۃً نبوت کے تقاضے کے مطابق انصاف کے لحاظ سے ماننا پڑے گا کہ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر سے

غلاظت گندگی بدبودار پیشاب خارج نہ ہوتا تھا۔ بلکہ خوشبودار فضلات خارج ہوتے تھے۔ جن کو اکثر زمین نگل جاتی تھی۔

ضروری نوٹ :- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قضائے حاجت فرماتے وقت خارج ہونے والے فضلات اور بول مبارک اور آپ کے خون مبارک کے طیب و طاہر ہونے کے بارے میں بڑے بڑے محققین محدثین فقہاء مجتہدین کرام کے ایک جم غفیر نے تصدیقی فتویٰ دیا ہے۔ اور ان کا یہی عقیدہ ہے۔ دور حاضر میں اہل سنت و جماعت بریلوی مسلک کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ حضور علیہ السلام کے فضلات مبارکہ و خون مبارک کے بارے میں تمام علماء محققین کے حوالجات درج کئے جائیں تو صرف حوالوں کیلئے ایک دفتر درکار ہے۔ مثال کے طور پر چند محققین کے نام و کتاب بطور حوالہ۔

امام بخاری محدث و امام مسلم بن حجاج قشیری محدث و علامہ قسطلانی کی کتاب مواہب لدنیہ، زرقانی علامہ عبدالباقی شفاء قاضی عیاض نسیم الریاض ملا علی القاری، خصائص کبری جلال الدین سیوطی، تفسیر کبیر فخر الدین رازی، جواہر البحار علامہ نبھانی، تنبیہی دلائل النبوة دارمی مستدرک حاکم، و مدارج النبوة محقق عبدالحق دہلوی۔

اور حدیث ایضاً میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح نظر آرہی ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ خوشبو خارجی، اضافی، مصنوعی خوشبو نہ تھی۔ بلکہ جسد اطہر انور طیب سے نکلنے والے پسینہ کی خوشبو تھی۔ فضلات طیبہ طاہرہ **عَلَى صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ تَحِيَّةٍ** کی طہارت اور پاکیزگی کے بارے میں بہت سی متعدد احادیث وارد ہیں۔

آپ کا بول مبارک پینے والوں میں حضرت ام ایمن و حضرت بركة حبشیہ شامل ہیں۔ آپ کا خون مبارک نوش کرنے والوں میں حضرت ابوسعید خدری کے والد مالک بن

سنان و حضرت عبد اللہ بن زبیر و ابو طیبہ حجام و علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اس کے علاوہ حضور سید الکل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کے معطر ہونے کی بڑی بنیادی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معدہ پاک میں اجزائے غذا، ہضم شدہ کستوری کی طرح معطر خارج ہوتے تھے۔ اور ان کو اکثر زمین نگل جاتی تھی۔ اس بات کی تائید ایک اور حدیث پاک سے بھی ہو رہی ہے۔ حدیث کے راوی حضرت بريدة السلمی اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے صاحب مسلم روایت کرتے ہیں۔ حدیث نمبر ۹۸ رسالہ ہذا میں۔ کہ جنتی جو کچھ بھی کھائیں گے اور نوش کریں گے۔ وہ کستوری اور عنبر کی خوشبو بن کر منہ سے سانس کے ذریعے فضائے جنت میں بکھر جائے گی۔ جب جنتیوں کیلئے ایسا ممکن ہے تو نبی تو ازیلی پیدائشی طور پر فطری مادی تقاضوں سے اس دنیا میں بھی وراء الوراہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی کی بے مثل بشریت کے دلائل اُس بات کے گواہ ہیں۔

حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خون، بول مبارک اور فضلات مبارکہ کے بارے میں علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری اپنی شرح عمدة القاری میں یوں رقم طراز ہیں۔

وَقَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيثُ كَثِيرَةٌ أَنَّ جَمَاعَةً شَرَبُوا دَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ أَبُو طَيْبَةَ الْحَجَّامُ وَغُلَامٌ مِنْ فَرِيشٍ حَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ شَرَبَ دَمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبَزَّازُ وَالطَّبْرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحَلِيَّةِ وَبُرُوقُ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ شَرَبَ دَمَ النَّبِيِّ وَرَوَى

أَيْضاً أَنْ أُمَّ أَيْمَنْ شَرِبَتْ بَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَالدَّارُ قُطْنِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ وَأَبُو نَعِيمٍ
فِي الْحِلْيَةِ (ص ۳۵ جلد ۳، عمدة القاری شرح بخاری)

ترجمہ:- نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارکہ کے پاک ہونے کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک پینے والوں میں سے حجام ابو طیبہ اور قریش کے ایک غلام نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھپنے لگائے اور عبد اللہ بن زبیر اور مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے نبی پاک کا خون مبارک پیا۔ بڑا، طبرانی، حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے حلیہ میں روایت کیا اور حاکم، دار قطنی، طبرانی نے روایت کیا کہ حضرت اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک پیا۔

کسی بھی حدیث میں اس بات کا وجود نہیں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے اپنا بول مبارک پینے والوں میں سے کسی کو یہ فرمایا ہو۔ کہ یہ میرا بول پلید تھا۔ یا آئندہ ایسا مت کرو۔ یا کہ یہ نقصان دہ چیز ہے۔ بلکہ کرم بالائے کرم فرمایا۔ اے اُمّ ایمن تجھے کبھی پیٹ درد نہ ہوگا اور وہ پیشاب بھی ایسا مبارک صحت مند کہ پینے والی حضرت اُمّ ایمن کو پیشاب کی طبعی تلخی بد مزگی محسوس ہی نہ ہوئی۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بول مبارک طبعی مادی فطری تلخی اور بد مزگی سے تھا ہی پاک۔ اور سارا پیالہ ہی پی لیا۔ اور خون پینے والوں کو بجائے اس کے کہ خون پلید ہے حرام ہے! ارشاد فرماتے! بلکہ الثانیہ ارشاد فرمایا کہ دوزخ کو اب تجھ سے کیا مطلب اور تجھے دوزخ سے کیا مطلب یعنی تیرے جسم میں میرا پاک خون شامل ہو چکا ہے اب تجھے دوزخ کی آگ جلانہ سکے گی تو بہشتی ہے۔

﴿نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بال مبارک اپنی
اُمّت کیلئے صحابہ کرام میں تقسیم فرمائے﴾

حدیث نمبر ۶۰:- عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَتَى مِنِي فَأَنِي الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ أَتَى مَنْزِلَهُ بِمِنِي وَنَحَرُ نُسْكُهُ ثُمَّ دَعَا بِالْخَلَّاقِ (مَعْمَرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ) وَنَاوَلَ الْخَالِقَ شِقَّةَ الْإِيْمَنِ فَحَلَقَهُ ثُمَّ دَعَا أَبَا طَلْحَةَ الْإِنصَارِيَّ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشَّقَّ الْإِيْسَرَ فَقَالَ اخْلُقْ فَحَلَقَهُ فَأَعْطَاهُ أَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ أَقْسَمُهُ بَيْنَ النَّاسِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(ص ۲۳۲ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ میں تشریف لائے۔ پھر کنکر بھینکنے (ری جہار) کیلئے تشریف لے گئے۔ واپس منیٰ میں آکر قربانی دی۔ پھر معمر بن عبد اللہ عدوی حجام کو بلا کر حکم دیا۔ کہ میرے سر مبارک کے بال اتار دو۔ حجام نے جب سارے سر مبارک کا حلق (بال مونڈنا) کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ انصاری کو بلا کر سر کے سارے بال اُس کے حوالے کئے۔ اور فرمایا یہ میرے بال مبارک لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا (ص ۲۳۲ جلد ۱، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث میں انمول روحانی شہ پارے موجود ہیں۔

۱۔ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ساری زندگی میں چار عمرے اور صرف ایک حج حجۃ الوداع ادا کیا۔ جیسا کہ ہر حاجی کیلئے حکم ہے کہ قربانی سے فارغ ہو کر بال کٹوائے یا منڈوائے۔ اور حضرت ابو طلحہ انصاری کو سارے بال مبارک دے کر فرمایا جاؤ تمام لوگوں میں یہ بال مبارک تقسیم کر دو۔

ب۔ حدیث پاک میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کے جسم زمین پر حرام کر دیے ہیں۔ وہ ان کو کھانہ نہیں سکتی۔ اسی وجہ سے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک حیات جاودانی کے مالک ہیں۔ زمانوں صدیوں کے گزر جانے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک بوسیدہ یا ختم نہیں ہو سکتے۔ یہی نظریہ پیش نظر رکھتے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بال مبارک لوگوں میں تقسیم کئے تاکہ بیمار لوگ اور حاجت مند حضرات شفاء اور برکات حاصل کرتے رہیں۔ بقائے وجود تین قسم کی ہے۔

۱۔ جو پہلے بھی نہ تھا نہ آئندہ قائم رہے گا۔ (دنیا)

۲۔ جو پہلے نہیں تھا اور ہمیشہ قائم رہے گا وہ ہے (عالم آخرت)

۳۔ جو پہلے بھی ایسے وقت سے موجود ہے جس کی کوئی ابتدا نہیں ہے۔ اور ہمیشہ ایسے وقت تک رہے گا جس کی انتہا نہیں وہ ہے (اللہ تعالیٰ کی ذات بخت جلّ جلالہ)

﴿حضور علیہ السلام کے بال مبارک سے صحابہ کرام شفا حاصل کرتے تھے﴾

حدیث نمبر ۶۱:- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُوَهَّبٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ غَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مَخْضَبَةً فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمْسِكُهُ فِي الْجُلْجُلِ لَرَأَيْتُ شَعْرَاتِ حَمْرَاءَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۳۹۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

﴿حضور علیہ السلام کا جبہ مبارک بھی شفا دینے والا تھا﴾

حدیث ایضاً:- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهَا أَخْرَجَتْ حُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كَسَرُوا نِيَّةَ لَهَا لِبْنَةِ دِيْبَا جٍ وَفَرَجِيهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالذِّبْيَا جٍ فَقَالَتْ هَذِهِ حُبَّةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبِضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرِّ مَعًا وَنَسْتَشْفِي بِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۳۷۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً: عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَنَّ
إِمْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا
فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ
وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُكَ فَلَمْ أَجِدْكَ قَالَ كَأَنَّمَا تَغْنِي بَا
الْمَوْتُ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
(ص ۲۷۳ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ: سیدنا سعد بن مالک ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے دنیا کی چمک و
دمک اور اپنے قرب و جوار کے درمیان اپنے بندے کو اختیار دے دیا ہے۔ تو اس کے
بندے نے اس کے قرب و جوار کو اختیار کر لیا ہے۔“ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زار و قطار
رونے لگے۔ عرض کیا ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ۔ راوی کہتا ہے کہ
وہ اختیار دیئے گئے نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
ہم سب سے بڑے عالم تھے۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے
نزدیک لوگوں میں سے اپنے شرف صحابیت اور اپنے مال و دولت میں زیادہ دیا نہ دار ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر صدیق کو بناتا۔ لیکن اخوت
اسلامی اس سے مستثنیٰ ہے۔ مسجد نبوی میں ابو بکر صدیق کے دروازے کے علاوہ کوئی
دروازہ نہ رہنے دیا جائے۔
(ص ۲۷۲ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت
نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مسائل دریافت کئے۔ بعد ازاں حضور سرور

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت سے (مزید دینی معلومات کیلئے) دوبارہ آنے کو کہا
۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم دوبارہ حاضری پر اگر آپ کی زیارت
معیب نہ ہوئی یعنی آپ کا وصال ہو گیا تو پھر؟ لہجہ پال مدنی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ایسا ہوا تو ابو بکر صدیق کے پاس آ جانا (ص ۲۷۳ جلد ۲، مسلم شریف)

شرح حدیث: اس حدیث پاک میں درج ذیل مضامین اپنے بے مثال انداز میں جلوہ نما
ہیں۔

۱۔ اس دنیا میں نبی مختار ہوتا ہے۔ جتنی بھی زندگی گزارنا چاہے مجازاً مطلق ہوتا ہے۔ مسلم
شریف کی حدیث پاک میں ہے۔

لَنْ يَمُوتَ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ
(ص ۲۸۶ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ: کسی بھی نبی پر آخری وقت موت اس وقت تک نہیں آتا جب تک اسے جنت میں
اس کا مقام دکھا کر اختیار نہیں دیا جاتا۔

۲۔ بعد از وصال نبی جہاں بھی چاہے وہیں اپنے مزار کے لیے جگہ کی نشاندہی کر سکتا ہے
کوئی بھی نبی اپنے رب کریم کے قرب و جوار کو پوری دنیا و مافیہا کے قلیل مفاد پر قربان نہیں
کر سکتا۔

۳۔ فضائل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بضمن خلافت صدیقی اور الہامی اندازِ کلام (فَاللَّهُ
لَجَدِّينِي فَأَتَى أَبَا بَكْرٍ) اس حدیث کے الفاظ بتلا رہے ہیں۔

صحابہ کرام کی کتب میں مذکور ہے کہ نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں وفات پائے۔ نبی کو
وفات سے پہلے اختیار دے دیا جاتا ہے کہ وہ اگر دنیا میں مزید زندگی گزارنا چاہے تو اختیار

ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کا قبل از وفات مکالمہ ہوا۔ اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبل از وفات اختیار دے دیا گیا۔ اس حدیث پاک کے الفاظ ہیں (فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللَّهِ) آپ نے وصال حق کو اختیار فرمایا۔

☆ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ کا اس دنیا میں اعلان نبوت سے پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی اور محبت کا آغاز اس وقت ہوا۔ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اٹھارہ سال اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک بیس سال تھی۔ ویسے تو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پرانی ازلی قدیمی یگانگت اور محبت ہے اور رابطہ بلا فصل ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ کہ خُلِقْتُ أَنَا وَابُو بَكْرٍ مِنْ طِينَةٍ وَاحِدَةٍ (ص ۲۵۶ عمدۃ التحقیق فی بشارِ آلِ صدیق)

ترجمہ:- میرے خمیر کی مٹی اور ابو بکر صدیق کے خمیر کی مٹی ایک ہی جگہ سے لی گئی۔ اور اس حدیث کے مفہوم کی واضح تصدیق یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنے مدفن کیلئے گنبد خضراء میں حضور کی رفاقت مصاحبت کا قریب ترین جوار نصیب ہوا۔ کیونکہ حدیث پاک میں بھی ہے۔ کہ آدمی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں سے اس کا خمیر لیا گیا ہو۔ ازل سے لے کر اب تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام الانبیاء کے ساتھ رفاقت و اثنیتیت ثانی ہوا ثابت رہا ہے۔

☆ اسلام میں ثانی رسول:- سب سے پہلے ایمان لائے ☆ ہجرت میں ثانی۔ ثانی ائمہ ازہمانی الغار ☆ دخول مدینہ میں ثانی ☆ ایمان بالاسراء معراج میں ثانی ☆ میلاد میں

انی ☆ میلاد مصطفیٰ پیر کو اور میلاد صدیق اکبر منگل کا دن تھا ☆ ثانی فی القبر ☆ ثانی فی البشر۔ اسلام لانے میں اولیت کچھ یوں ہے۔ سیدنا صدیق اکبر کے ایمان لانے کے وقت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کمسن تھے۔

☆ بالغ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

☆ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ایمان لائیں۔

☆ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

☆ کنیز زرخریدہ نوکرانیوں میں سب سے پہلے حضرت اُم ایمن رضوان اللہ علیہا ایمان لائیں۔

☆ غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

☆ اس حدیث میں لفظ (وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَخَذُتُ أَبَا بَكْرٍ

خَلِيلًا) جو بیاناہ محبت قدرت کی طرف سے عطا ہوا سے خُلت کا نام دیا جاتا ہے۔

وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا۔ یعنی بلا شرکت غیر جو محبت مالکِ حقیقی ہی کیلئے

اودہ خُلت ہے۔ اس لحاظ سے ایسے مقام پر سوائے معبودِ حقیقی کی ذات کے کوئی بھی دوسرا

موجودِ محال ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اس حدیث میں فرمایا گیا۔ اگر میں کسی کو خلیل (دوست

) بناتا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بناتا۔ خُلت ایزدی اور اخوة اسلامیہ میں بھی کچھ ایسا ہی

ارتق ہے۔

☆ (الْأَخُوَّةُ أَبِي بَكْرٍ)

مسجد نبوی میں آنے کیلئے قریب رہنے والے پڑوسیوں نے چھوٹے چھوٹے دروازے

مسجد کی طرف نکال رکھے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال سے کچھ دن

پہلے سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کے تمام ایسے دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ شارحین و محققین نے یہاں سے ثابت کیا ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد امامت و نیابت کے فرائض ابوبکر صدیق نے ہی ادا کرنے تھے۔ اس لئے ان کا دروازہ بند نہ کیا گیا۔ البتہ یہ موقف انتخاب خلافت کیلئے بھی کوئی واضح تصدیقی نص نہیں ہے۔ بلکہ کسی اجل سے اجل صحابی رسول کا نام بھی بطور نامزدگی خلافت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی واضح اعلان نہ کیا۔ اور قرآن پاک میں خلافت کی نامزدگی کے بارے کوئی نص موجود نہیں ہے۔ البتہ محققین کی ایسی تحقیق خلافت راشدہ کے متعلق قرآن و احوال و امتیازی فضائل کے پیش نظر کی گئی ہے۔ جس کا حرف آخر اجماع امت ہوا۔ خلافت راشدہ کے تعین کا معاملہ اعیان ملت کے اجماع امت کے فیصلوں پر چھوڑ دیا گیا۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اجماع امت کے فیصلوں کے مطابق تعین کیا گیا۔ ایسے ہی خلافت فاروقی و خلافت عثمانی و خلافت حیدری اجماع امت کے سنہری اصولوں کے مطابق تعین کی گئی۔ خلافت راشدہ کے انفرادی تعین کے متعلق اللہ و رسول کا کوئی واضح تحت اللفظ حکم ثابت نہیں ہے ☆

☆ خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہی ایک ممتاز صحابی رسول ہیں۔ جو اپنے سمیت چار پشتیں فرد افرڈ صحابی رسول ہیں۔ آپ کا نام عبد اللہ ولد عثمان کنیت ابوبکر لقب صدیق و عتیق آپ کے والد ماجد کا نام عثمان کنیت ابوقحافہ تھی۔ ابوبکر عبد اللہ بن ابوقحافہ عثمان الصدیق الاکبر۔

صدیق اکبر کی نسل پاک میں سلسلہ وار چاروں باپ بیٹے صحابی رسول ہونے کا شرف رکھتے ہیں۔ حضرت ابوعتیق صحابی ان کے والد حضرت عبد الرحمن صحابی اور عبد الرحمن کے

والد حضرت ابوبکر صدیق صحابی اور حضرت ابوبکر صدیق کے والد حضرت عثمان ابوقحافہ بھی صحابی رسول تھے۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام و اہل بیت عظام کی خطیر نفری میں سے ایسا سعادت مند کوئی بھی صحابی نظر نہیں آتا۔ جس کی چار نسلیں بلا فصل صحابیت کے شرف سے فیض یاب ہوں۔ ویسے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دس صحابہ کرام میں پہلے نمبر پر ہیں۔ جنہیں عَشْرَةُ مُبَشَّرَةٌ بِالْجَنَّةِ کہا جاتا ہے۔ یعنی دنیا میں ہی جن کو جنت کی خوشخبری دے دی گئی۔ ۱۔ حضرت ابوبکر صدیق ۲۔ حضرت عمر بن خطاب ۳۔

حضرت عثمان بن عفان ۴۔ حضرت علی بن ابی طالب ۵۔ حضرت زبیر بن عوام

۶۔ حضرت سعید بن زید ۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ۸۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ

۹۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح ۱۰۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

☆ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق تمام ادوار سابقہ و موجودہ اہل سنت و

جماعت سمیت تمام کامنفقہ فیصلہ ہے۔ کہ انبیاء کرام کے بعد سب سے اعلیٰ درجہ سیدنا ابوبکر

صدیق کو نصیب ہے۔ گو دور حاضر کے کچھ بد قسمت لوگ سیدنا ابوبکر صدیق سمیت کئی

صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں اور ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (الْحَيَاةُ بِاللَّهِ) درحقیقت ایسے

لوگ اپنا ایمان ضائع کرتے ہیں۔ اور وہ سب و شتم و لعن طعن واپس ایسے لوگوں کے منہ پر

ہی پڑتی ہے۔ دور حاضر کے کلمہ بلا فصل پڑھنے والوں کے محقق نے اپنی کتاب جلاء

العمیون فارسی مطبوعہ ایران میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر و سیدہ عائشہ صدیقہ رضوان

اللہ علیہم کو بہت سے مقامات پر کافر بھی لکھا ہے اور لعنت بھی بھیجی ہے۔ اَلْحَيَاةُ بِاللَّهِ۔

یہ لوگ ویسے تو خود کو مومن کہتے ہیں لیکن حقیقت کیا ہے؟ حضرت ابوبکر و عمر و سیدہ عائشہ کے

ایمان اور تقویٰ کی گواہی قرآن نے وضاحت سے ذکر کی ہے۔ ان پاک ذاتوں کو کافر

کہنے والا قرآن کا منکر اور قرآن کا منکر مُحِبِّ اَہْلِیَّتِی نہیں ہو سکتا۔

حدیث نمبر ۶۳:- عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ نَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَتَّصِدَّقَ وَوَأَفَّقَ ذَلِكَ عِنْدِي مَا لَا فَقُلْتُ أَلْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ أَنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا أَبْقَيْتَ لَا هَلَكَ فَقُلْتُ مِثْلَهُ وَآتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لَا هَلَكَ فَقَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ قُلْتُ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْئِي أَبَدًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابُو دَاوُدَ (ص ۵۵۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ جبکہ میرے پاس اس دفعہ کافی مال تھا۔ میں نے کہا کہ آج ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بازی جیت لوں گا۔ تو میں نے اپنے کل مال سے نصف مال اٹھایا اور لا کر بارگاہ رسالت میں پیش کر دیا۔ مدنی بچپال سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا (اے عمر) کتنا مال لائے ہو؟ میں نے عرض کیا کل مال سے نصف مال لایا ہوں۔ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا کل مال لا کر رکھ دیا تھا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ابو بکر یہاں کتنا مال لائے؟ اور اپنے گھر والوں کیلئے کتنا چھوڑ آئے؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اپنے اہل و عیال کیلئے میں اللہ و رسول چھوڑ آیا ہوں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی بھی

معا ملے میں سبقت نہیں کر سکتا۔ اس حدیث کو ترمذی اور ابوداؤد نے روایت کیا۔ شرح حدیث:- یہ حدیث پاک سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عظیم خصائل و فضائل و آثار کا حسین مرتع ہے۔ فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ جس کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ اور اس حدیث میں نہایت قابل قدر الفاظ یہ ہیں۔ (لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا)

۱) أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ ﴿﴾۔ کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر اگر کوئی ابدی برکتی دولت ہے تو وہ اللہ و رسول کی ذات۔ مکہ سے مدینہ ہجرت کی تیاری کرتے وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں لا کر رکھ دیے اور عرض گزار ہوئے۔ یہ آپ کی ملکیت ہے آپ جہاں چاہیں خرچ فرماتے جائیے۔ شیع رسالت کے بے مثال پروانے تھے۔

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ۔ (پ ۲۸ سورہ حشر)

خلاصہ:- کسی بھی اُمت کا کوئی فرد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرتبے کو نہیں پاسکتا۔ جیسا کہ اس آیت کریمہ کے مطابق یہ بات واضح ہے کہ کوئی بھی فرد کائنات ایسا آدمی امامتِ انہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ حضرت ابو بکر صدیق کیلئے ترقی و درجات کی دعا نہیں کرتا۔

﴿فضائل خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ﴾

حدیث نمبر ۶۲:- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ اعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلٍ عُمَرُ بْنُ هَاشِمٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاصْبَحَ عُمَرُ فَعَدَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ ثُمَّ صَلَّى فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ظَاهِرًا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ

(ص ۵۵۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ (ص ۵۵۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی۔ اے اللہ ابو جہل عمرو بن ہشام سے یا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسلام کا بول بالا فرما۔ تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ علی الصبح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے پھر مسجدِ حرام خانہ کعبہ میں کھلم کھلا نمازیں ادا ہونے لگیں۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور امام ترمذی نے روایت کیا

ترجمہ حدیث ایضاً:- حضرت عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حق بیان کرنے کیلئے حضرت عمر بن خطاب کی زبان کا انتخاب فرمایا ہے۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے دلائل النبوة میں روایت کیا ہے۔

شرح حدیث:- ان دونوں احادیث میں اہم ترین نکات درج ذیل ہیں۔

☆ حق کا بول بالا ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک کسی بھی رنگ میں اللہ والوں ہی سے منسلک رہا ہے۔

☆ حق کے بول بالا کیلئے اللہ کا نبی اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے نام لیکر کسی ایک کو مانگ لے اور اللہ تعالیٰ مطلوبہ شخصیت کو منتخب فرما کر نبی کے قدموں میں لا کر دولتِ ایمان سے مالا مال فرماتے ہوئے بیان حق کیلئے ترجمان مقرر فرمادے۔ ایسی مسلمہ منتخب شخصیت سے عداوت رکھنے والا ایماندار کیسے ہو سکتا ہے؟

☆ ایمان عمر سے پہلے مسلمانوں کو مشرکین مکہ کی طرف سے مسجدِ حرام میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ جوں ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کو ساتھ لیکر مسجدِ حرام (کعبہ شریف) میں علانیہ طور پر نمازیں ادا کروائیں۔ یہ تھا مقامِ عمر بن خطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا۔ اور اس عظیم شرف کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ مصطفوی **عَلَيْهِ صَاحِبُهَا أَلْفُ أَلْفِ تَحِيَّةٍ** اور بارگاہِ ایزدی **جَلَّ جَلَالُهُ** سے فاروق (حق و باطل میں فرق کرنے والا) کا لقب عنایت ہوا۔ جب سے آپ کی شناخت و مرتبت کا طرہ امتیاز فاروقِ اعظم کے لقب سے منسلک رہا ہے۔ ☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اللہ و رسول کی طرف سے حق اور سچ کا ترجمان منتخب ہونے پر پورے افرادِ کائنات کی مبارکبادیاں بارگاہِ حق میں قبول ہوں آمین

☆۔ نبوت کے چھٹے سال ستائیس سال کی عمر میں پناہ لیں آدمیوں اور تیس عورتوں کے ایمان لانے کے بعد ایمان لائے۔ جبکہ پچھلے دن شہنشاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ اِلَيْكَ بَعْمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ اَوْ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ اَبِي جَهْلٍ (ص ۱۹۱ الصواعق المحرقة)

ترجمہ:- اے اللہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یا عمرو بن ہشام ابو جہل دونوں میں سے جو تجھے پسند ہو، ایک کو ایمان کی دولت عطا فرما کر اسلام کا بول بالا فرما۔
نکتہ:- اس قسم کی منفرد امتیازی فضیلت سے خلافت کی اولیت یا افضلیت کا یقینی فیصلہ کرا شریعت اسلامیہ میں غیر معتبر ہے۔ خلافت کی اولیت یا افضلیت اجماع اُمت پر منحصر ہے۔ ورنہ یہ مسئلہ صدیوں تک بھی حل نہ ہو سکے گا۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک کے انفرادی امتیازی فضائل سامنے رکھ کر مسلم خلافت کی اولیت کا مسئلہ ہرگز حل نہیں ہو سکے گا۔ مگر اجماع اُمت ہی ایک ایسا اصول ہے جو تمام الجھنوں کی سمجھن پیش کرتا ہے۔

☆۔ اسی اسلام کے ابتدائی دور ابتلا مکہ شریف میں ایمان لانے والوں اور پہلے کرنے والوں میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سابقین اولین میں شامل ہونے کا شرف عظیم فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ جیسا کہ کلام الہی پارہ نمبر ۱۱۱۱ رکوع نمبر ۲ گواہ ہے۔

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَوَرَضُوا عَنْهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (پارہ نمبر ۱۱ رکوع ۲)

ترجمہ:- مہاجرین اور انصار میں سے ایمان لانے میں پہل کرنے والوں اور ان کے نقش قدم پر چلنے والوں سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے ہمیشہ رہنے والے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں۔ جن میں نہریں چلتی ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ (پارہ ۱۱ رکوع ۲)

قرآن پاک کی متعدد آیات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ اور اکثر ان آیات کے نزول سے قبل اللہ تعالیٰ فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی زبان حق ترجمان پر ان آیات کے مفہوم کا اظہار کروا دیتا تھا۔ مثلاً پردہ کی فریضیت اور گمنائے عمر رضی اللہ عنہ۔ سیدہ عائشہ صدیقہ اور انکی برأت و پاکدامنی کی آیات اور بدر کے قیدیوں کا فیصلہ خداوندی اور زبان عمر رضی اللہ عنہ۔

﴿فضائل خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ﴾

حدیث نمبر ۶۵:- عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حُزَيْنٍ الْقُشَيْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ اللَّهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعَذَّبُ غَيْرَ بئرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِي بِشِيرِ رُوْمَةَ يُجْعَلَ دَلْوُهُ مَعَ دَلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ

لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي وَالْيَوْمَ
تَمْنَعُونَنِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا الخ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ
وَالنَّسَائِيُّ وَالِدَارُ قُطْنِيُّ (ص ۵۶۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت ثمامہ بن حزن قشیری سے روایت ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن میں وہاں موجود تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کی چھت سے آواز دے کر کہا ”لوگو! اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں پتہ ہے؟“ کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لائے تو پینے کیلئے سوائے بنیر رومہ کنویں کے پانی کے بیٹھے پانی پینے کا کوئی وجود نہ تھا۔ آپ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا سب کے استعمال کیلئے بنیر رومہ کنویں کو خرید کر کون آزاد کرے گا؟ جس کے بدلے اسے جنت ملے گی۔ تو میں نے اپنی جیب سے رقم خرچ کر کے اسے آزاد کیا جبکہ مجھے وہاں سے آج پانی پینے کی اجازت نہیں۔ اور میں نمکین کھار پانی پی رہا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے دوسری بات دریافت فرمائی۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر تمہیں پوچھتا ہوں۔ کہ ہجرت کے بعد مسجد نبوی کی جگہ تنگ تھی۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ مسجد نبوی کے پڑوس میں فلاں آدمی کے گھر کی جگہ خرید کر مسجد نبوی کیلئے کون وقف کرے گا۔ جس کے بدلے اسے جنت کی خوشخبری مبارک رہے۔ تو میں نے اپنی گرہ سے رقم دے کر جگہ خریدی اور مسجد کیلئے وقف کر دی۔ تو آج تم مجھے اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ انہوں نے کہا آپ نے سچ کہا۔ پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں اللہ جل جلالہ کی ذات کی اور اسلام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ نبی پاک صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میں چاروں کو دشمن پر جب سے تو پہاڑ نے جنبش کی اور بالائی حصہ سے کچھ پتھر لڑھک کر پہاڑ کے دامن میں نیچے جا گرے۔ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”اے پہاڑ سکون کر اس وقت تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔ تو سب نے کہا آپ نے سچ کہا۔ حضرت عثمان نے فرمایا خدا کی قسم سب نے گواہی دے دی۔ رب کعبہ کی قسم میں اس وقت شہید ہوں۔ تین مرتبہ یہی الفاظ دہرائے۔ اس حدیث کو ترمذی اور نسائی اور دارقطنی نے روایت کیا۔ (ص ۵۶۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ عام الفیل کے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ ایم اسلام لانے والوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ اور کوشش کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مکہ شریف میں مشرف باسلام ہو گئے۔

سَاحِبُ الْهَجْرَتَيْنِ:- یہ لقب بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو عطا ہوا۔ یعنی اسلام اور ایمان کی خاطر آپ نے اپنا اصل گھربار، مال و متاع اور وطن دو مرتبہ چھوڑا۔ پہلی ہجرت:- اپنی زوجہ سیدہ رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ مکہ چھوڑ کر ملک حبشہ کو ہجرت کی۔

دوسری ہجرت:- پھر حبشہ سے دس سال بعد سیدہ رقیہ رضوان اللہ علیہا کے ہمراہ مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔

تیسری ہجرت:- اسلام کی پہلی بڑی جنگ، جنگ بدر میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف اس وجہ سے شامل نہ ہو سکے کہ آپ کی زوجہ محترمہ سیدہ رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھیں۔ اکیس سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت عثمان کو مدینہ شریف میں

رہنے کا حکم دیا کہ جنگ بدر میں شامل نہ ہوں۔ جنگ بدر کے موقع پر صاحبزادی رسولؐ رقیہ کا وصال ہو گیا۔ تو حضور علیہ السلام نے اپنی دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضوان اللہ علیہا کو حضرت عثمان غنی کے نکاح میں دے دیا۔ یہیں سے ذوالنورین کا لقب عطا ہوا۔ یعنی نبی کے دونوں نظر کے سر تاج حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ۔

﴿جنت پیسوں سے مول خریدی﴾

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین دفعہ پیسے دے کر جنت خریدی۔

۱۔ بیٹھے پانی کا چشمہ خرید کر وقف کر دیا۔

۲۔ مسجد نبوی کی توسیع کی خاطر مسجد کا قریبی رہائشی مکان مالک سے خرید کر نبی سبیل وقف کر دیا۔

۳۔ غزوہ تبوک کے موقع پر چھ سواونٹ اور ایک ہزار اشرفی خرچ کر کے تیسری مرتبہ جنت خریدی۔ جبکہ احادیث کے صاف الفاظ ہیں۔ ”حضرت عثمان جنتی ہے خواہ کوئی عمل کرے“

یا نہ کرے، ”مَا ذَا عَلَيَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ“

ہجرت کے چھٹے سال صلح حدیبیہ کے موقع پر حضور شافع روز جزاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام سے بیعت عام فرمائی۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو سرکارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ضروری مہم پر بھیج رکھا تھا۔ تو حضور علیہ السلام نے صحابہ کرام سے بیعت لیکر فراغت پر اپنا ایک ہاتھ مبارک اٹھا کر فرمایا۔ ”یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اور یہ عثمان میری بیعت کر رہا ہے۔ اور اپنے دوسرے ہاتھ مبارک پر وہ ہاتھ رکھ دیا۔“ اللہ تعالیٰ نے اس منظر کو قرآن پاک (پ ۲۶ سورہ فتح) میں یوں بیان فرمایا۔ ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“

علیک وسلم جنہوں نے آپ کے ہاتھ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر بیعت کی یہ میرا ہاتھ تھا۔ انہوں نے مجھ سے بیعت کی ہے“

تو یہ ایمان افروز جلوہ کچھ اس طرح ہوا۔ کہ عثمان کا ہاتھ نبی کا ہاتھ اور نبی کا ہاتھ جلالِ جلال کا ہاتھ۔ اتنی بڑی شان والا حضرت عثمان کا ہاتھ تھا۔ تب ہی تو اسی ہاتھ سے یعنی حضرت عثمان کے ہاتھ سے قرآن جمع کر دیا۔ جو موجودہ ترتیب پر مسلمانانِ عالم کے ہاتھوں اور گھروں میں تشریف فرما ہے۔ حدیث پاک میں موجود ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرا عثمان ایسے ستر ہزار آدمیوں گنہگاروں کو قیامت کے دن بخشوائے گا۔ جن پر جہنم کی سزا لازمی ہو چکی ہوگی۔ يَشْفَعُ فِي سَبْعِينَ أَلْفًا كُلُّهُمْ اِسْتَوْ حَبُو النَّارِ (الصَّوَاعِقُ الْمُخْرِقَةُ)۔ حضرت عثمان تیسرے خلیفہ راشد عشرہ اشرفہ میں شامل صاحبِ الحجرتین، صاحبِ شرفِ یَدِ اللہِ فَوْقَ اَیْدِيهِمْ۔ دنیا کے مال کے عوض تین دفعہ نبی پاک سے جنت خریدنے والے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں سیدہ رقیہ و سیدہ ام کلثوم کے سر تاج رضی اللہ عنہ۔

﴿فضائل مولائے کائنات حیدر کرار رضی اللہ عنہ﴾

حدیث نمبر ۶۶: عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَعَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلَيْ مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالِي عَلِيٍّ وَفِي رَوَايَةٍ عَادٍ مَنْ عَادِي عَلِيًّا رَوَى مِنَ الصَّحَابَةِ ثَلَاثُونَ فَالْحَدِيثُ مُتَوَاتِرٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ (صفحہ ۳۲۲ جلد ۲ کشف الخفاء اسماعیل بن محمد مجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ)

ترجمہ:- سیدنا زید بن ارقم و سیدنا مولیٰ علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہما سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ اے اللہ جو علی سے پیار کرے تو بھی اس سے پیار کر اور جو علی سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔ صحابہ کرام میں سے تمیں جلیل القدر صحابہ کرام نے اس حدیث کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا۔ تو یہ حدیث متواتر درجہ رکھتی ہے۔ اسے محدث امام احمد بن حنبل، حاکم اور ترمذی نے ذکر کیا۔

شرح حدیث:- یہ حدیث پاک سند اور متن کے لحاظ سے نہایت مضبوط اور اصول حدیث کے زاویے کے مطابق بڑی بلند پایہ احادیث میں سے تواتر کی حد کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس حدیث پاک میں تین مضمون خود بخود ظاہر و باہر ہیں۔

۱۔ لفظ مولیٰ اور اس کی وضاحت ۲۔ مولیٰ علی سے دوستی ۳۔ مولیٰ علی سے دشمنی۔

۱۔ لفظ مولیٰ کا معنی:- نوکر۔ غلام۔ سردار۔ خلیفہ۔ جانشین۔ نائب۔ مالک۔ ستر کے لگ بھگ مولیٰ کے معنی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن دورِ حاضر کے کچھ جاہل لوگ معنی کرتے ہیں پہلے خلیفہ۔ حالانکہ لغت کی کسی بھی کتاب میں لفظ مولیٰ کا معنی پہلا خلیفہ نہیں ہے۔ مولیٰ مشکل کشا نائب رسول بھی ہیں خلیفہ برحق امیر المؤمنین بھی ہیں۔ سردار مالک اور آقا قائد اعظم بھی یہ سب کچھ مسلم لیکن پہلا خلیفہ مولیٰ کا ترجمہ کسی عربی لغت میں نہیں ہے۔

۲۔ مولیٰ علی حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے دوستی اور عقیدت اور پیار ایمان کی علامت ہی نہیں ہے۔ بلکہ علی کی محبت ایمان کی جان ہے۔ جس کو مولیٰ علی سے محبت اور پیار نہیں اس کے اسلام اور ایمان کا اعتبار نہیں۔ جس کے ایمان کا اعتبار نہیں اس کے پیچھے امامت میں اقتداء کرنا نماز پڑھنا حرام ہے۔ جس کے ایمان کا اعتبار نہیں اس کی قیادت میں اسلامی ریاست کے ضروری کام نمٹانا یا لوگوں کے فیصلے کرنا یا قاضی القضاۃ بننا اللہ و رسول سے کھلی بغاوت ہے۔ اور جس کے ایمان کا اعتبار نہ ہو اس کی امامت و قیادت و خلافت کے خلاف علم بغاوت نہ کھڑا کرنے والا اللہ و رسول کا دشمن ہے۔ چونکہ مولیٰ علی مشکل کشا اللہ اور رسول کے محبوب تھے۔ اور انہوں نے سابقہ تینوں خلیفوں کی خلافت راشدہ میں کوئی بھی لڑائی یا علم بغاوت بلند نہیں کیا۔ اس لیے یہ بات مسلم رہی کہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان تینوں کی خلافت راشدہ حق تھی۔ جس پر ہمیشہ سے لیکر ہمیشہ تک مہر حیدری ثبت رہی ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب و کرامات اتنی کثرت سے وارد ہیں کہ کسی صحابی یا غیر صحابی کی عظمت شان اس حد تک نہیں پہنچی۔ قرآن پاک کی ایک صد سے زائد آیات کریمہ مولیٰ مشکل کشا کے حق میں نازل ہوئیں۔ نبی پاک

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ علی سے محبت ایمان کی علامت اور علی سے عداوت کفر کی علامت ہے۔ علی کے چہرے کی زیارت خدا کی عبادت جس محفل میں حب علی کی شرکت نہیں۔ وہ محفل بے کار جس شعبہ حیات میں حب علی کا حقیقی مقام قائم نہیں وہ زندگی تو کیا موت سے بھی بدتر۔

☆ جو خلافت یا قیادت یا سیادت یا شرافت علی کی رضا کے خلاف ہے۔ ایسی خلافت یا قیادت کو لاکار کے علم بغاوت لئے مقابلے کیلئے میدان میں آکر برسرِ پیکار نہ ہونا حیدری قوت کے صاف چہرے پر ایسا بد نما گند داغ ثابت ہوگا۔ جس گندے داغ کو مٹانے کیلئے تمام جہانوں کے سمندروں اور دریاؤں کا پانی نا کافی ہوگا۔ مولیٰ مشکل کشا رضی اللہ عنہ کی تمام مبارک زندگی میں پہلے تینوں خلیفوں کی خلافت اور قیادت حق تھی۔ اسی لئے حیدر کرار نے سابقہ خلافت راشدہ کے کسی بھی دور میں کوئی محاذ آرائی یا جنگ نہ کی۔

﴿خلافت امام الانبیاء اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ﴾

خلافت امام الانبیاء ایک خصوصی دعوت حق تھی جس دعوت کے میزبان مولیٰ علی مشکل کشا تھے۔ مہمانوں کو پہلے فارغ کرنا یہ میزبان بالخصوص تہماں حق کا پہلا بنیادی فریضہ ہے۔ میزبان گھر والے محفل والے پروگرام والے گھر کے مالک مہمانوں سے خود کو مقدم نہیں رکھا کرتے۔ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک چوبیس سال کے زائد عرصہ کے دوران ان تینوں خلفائے راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ کے خلاف مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا ہو یا کہیں لڑائی قتل و غارت ہوئی ہو۔ کتب ہائے حدیث و تفسیر میں کہیں ایک لفظ بھی موجود نہیں۔

دور خلافت راشدہ کے پہلے تینوں خلفائے راشدین (ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم) کی خلافت میں چوبیس سال سے زائد عرصہ تک ان کے پیچھے مولیٰ علی کا نمازیں پڑھنا اور کسی قسم کا منفی یا باغیانہ انداز میں کسی قسم کا علم بغاوت نہ کھڑا کرنا اور سابقہ چوبیس سال میں سے اکثر زمانہ قاضی القضاۃ رہنا پہلے تینوں خلیفوں کے منصب خلافت پر حیدری مہر تصدیق ہمیشہ سے مُسلم رہی ہے۔

علی کیلئے نبی کی دعا

ہی اُمّی واقف اسرار لدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات حیدر کرار رضی اللہ عنہ کیلئے دعا فرمائی تھی۔ اللّٰهُمَّ اَدْرِ الْحَقَّ مَعَ عَلِيٍّ حَيْثُ دَارَ (الصَّوَاعِقُ الْمُخْرِقَةُ)۔ ترجمہ: اے اللہ علی جدھر پھر جائے حق کو ادھر پھیر دے۔ بالفصل کلمہ پڑھنے والوں کے منہ پر ایسا طمانچہ اور کسی طرف سے نہیں پڑے گا۔ علی صحابہ کے گرویدہ اور صحابہ علی کے گرویدہ۔ دورِ حاضر کے اسلام دشمن عناصر بلا وجہ یہ تاثر قائم کرتے پھر رہے ہیں۔ کہ حب علی اور حب اہلبیت رکھنے والے نبی کے صحابہ کو نہیں مانا کرتے اور نہ ان سے محبت رکھنے کا کوئی حق ہے۔ جب اہلبیت اطہار نے مولیٰ علی سمیت پہلے تینوں خلفائے راشدین کی خلافت کو تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد مولیٰ مشکل کشا اور اہلبیت اطہار کے فیصلے نہ ماننے والا ایمان دار کیسے ہو سکتا ہے؟ مولیٰ علی مشکل کشا کا چوبیس سال کے عرصہ میں پہلے خلفائے راشدین میں سے کسی ایک کے پیچھے صرف ایک نماز پڑھنے سے تمام خلافت راشدہ کا تیس سالہ دور بے داغ ہو جاتا ہے۔

ہم۔ مولیٰ علی و اہلبیت علیہم رضوان سے دشمنی ایمان کیلئے سم قاتل سے بڑھ کر ہے۔ اہل امت جماعت بفضلہ تعالیٰ اہلبیت حیدر کرار سمیت تمام آل رسول سے کامل محبت رکھنے

والے ہیں۔ نفل ہوں یا سنت واجب ہو یا فرض عبادت ہر دو رکعت کے بعد آل رسول اہل بیت پر درود پڑھنا واجب قرار دیتے ہیں۔ اور پڑھتے ہیں۔ اکثر و بیشتر اہل بیت آل رسول کے مختلف تہواروں پر ایصالِ ثواب اور ان کے نام کی محفلیں قائم رکھنے میں زہر دست جوش اور ولولہ رکھتے ہیں۔ لہذا حُبِ علی و حُبِ اہل بیت و حُبِ صحابہ کے یکساں طور پر گرویدہ اگر ہے تو صرف اہل سنت و جماعت بریلوی مسلک ہی ہے۔ دورِ حاضر میں آل رسول سے دشمنی رکھنے والے ایک تو کلمہ بلا فصل پڑھنے والے ہیں۔ جنھوں نے اہل بیت کے بنیادی فیصلوں کو تسلیم نہیں کیا۔ اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو فیضانِ اہلبیت اور ان کی روحانیت کے منکر ہیں۔ کہ اہل بیت عظام کو مخلوق کا مجا و ماویٰ یا ہر دکھ کا مداوی ماننے سے انکاری ہیں۔

﴿کلمہ بلا فصل پڑھنے والوں سے یہودیت و نصرانیت کا طرہ امتیاز﴾

دورِ حاضر کے یہودیوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے مذہب یہودیت میں سب سے اعلیٰ لوگ کون ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ ہمارے نبی حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ (وہ افراد جو اپنے نبی کے جانشین اور خلیفے بنے) عیسائیوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے مذہب عیسائیت، نصرانیت میں سے اعلیٰ لوگ کون ہیں؟ تو وہ جواب دیں گے۔ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کرام اور ان کے خلیفے جانشین۔

دورِ حاضر کے کلمہ بلا فصل پڑھنے والوں سے پوچھا جائے کہ تمہارے مذہب میں سب سے بڑھ کر گمراہ اور بے دین اسلام کے دشمن کون لوگ ہیں؟ تو انہی کلمہ بلا فصل پڑھنے والوں کی اکثریت جواب دے گی۔ کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام اور خلیفے ایسے لوگوں کا ایمان تو دیکھو ان کے مقابلے میں اپنے نبی کے جانشین صحابہ کرام کی عقیدت

رکھنے میں یہودی اور عیسائی بھی ان کی نسبت بازی جیت گئے۔

﴿سورج کی مغرب سے واپسی۔ نبی کا معجزہ، علی کی کرامت﴾

حدیث نمبر ۶۷۷: عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَامَ عَلَى فَخِذِ عَلِيٍّ حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيُّ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ إِنِّي أَصْلَى الْعَصْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ إِنَّ عَبْدَكَ عَلِيًّا احْتَبَسَ بِنَفْسِهِ عَلَى نَبِيِّهِ فَرَدَّ الشَّمْسُ عَلَيْهِ فَأَلَتْ أَسْمَاءُ فَطَلَعَتِ الشَّمْسُ حَتَّى وَقَعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ فَتَوَضَّأَ وَ صَلَّى الْعَصْرَ وَ ذَاكَ بِالصُّهْبَاءِ بِخَيْبَرَ رَوَاهُ الطَّحَاوِيُّ وَ الْقَاضِي عِيَاضٌ وَ مُلَّا عَلِيُّ الْقَارِيُّ وَ الْعَيْنِيُّ فِي غَمْدَةِ الْقَارِيِّ وَ ابْنُ حَجَرٍ فِي فَتْحِ الْبَارِيِّ وَ الطَّبْرَانِيُّ وَ الْحَاكِمُ وَ الْبَيْهَقِيُّ وَ السُّيُوطِيُّ

(ص ۳۵۳ جلد ۱، كشف الخفاء اسماعیل بن محمد مجلونی)

ترجمہ:- حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ران مبارک پر سر مبارک رکھ کر سو گئے۔

یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ جب نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میری عمر کی نماز قضا ہو گئی۔ ابھی اذانیں کی تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی۔ ”اے اللہ تیرے مقبول بندے مولیٰ علی نے اپنی ذات کو میرے لئے وقف کر دیا۔ تو علی حیدر صفدر کیلئے سورج واپس لوٹا دے۔“ راویہ حدیث حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ سورج اتنا واپس نمودار ہو گیا کہ پہاڑ اور زمین روشن ہو گئے۔ پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے وضو کر کے نماز عصر ادا کی اور یہ واقعہ خیبر کے علاقہ وادی صحباء میں واقع ہوا۔ اس حدیث کو محدثین کی ایک جماعت امام طحاوی اور قاضی عیاض اور ملا علی قاری علامہ عینی نے عمدۃ القاری اور علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور علامہ سیوطی نے روایت کیا۔ (ص ۳۵۳ جلد ۱، کشف الخفاء اسماعیل بن محمد مجلونی متوفی ۱۱۶۲)

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں متعدد فضائل نبوت و ولایت مذکور ہیں۔

☆۔ سب سے بڑی خوبی نبی پاک کا معجزہ اور علی کی کرامت جنہوں نے اپنی نماز عصر اپنے آقا لہجہ پال کے سکون پر قربان کر دی۔ ویسے تو فرائض و قوانین اسلامیہ کی قربانی کسی بھی چیز یا ذات پر نہیں دی جاسکتی۔ البتہ محبوب خدا شہنشاہ ہر دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ایک ایسی منفرد بے مثال ذات ہے۔ جو کہ فرائض اسلامیہ کی حقیقی بنیاد اور لب لباب ہونے کے حوالے سے ان میں یہ اہلیت موجود ہے۔ کہ اگر کوئی پروانہ شمع رسالت عاشق رسول ان کی رضا کی تلاش میں ان کے حکم سے فرض نماز قضا کر لے۔ تو وہ نماز قضا ہونے کی وجہ سے ناقص متصوّر نہ ہوگی بلکہ اکمل ہوگی۔ جیسا کہ حدیث نمبر پچاس (۵۰) حضرت سعید بن معنی صحابی رسول کی حدیث پاک سے واضح ہے۔ حالانکہ اس کے برعکس کسی سے نماز قضا

ہو جائے تو اس کی نماز ناقص ہی رہے گی۔ لیکن یہاں قدرتِ رسول عربی و ولایت علی کا عروج مقصود ہے۔

☆۔ اس مقام خیبر کی وادی صحباء میں سورج کی واپسی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور مولیٰ علی کی بے مثال کرامت ہے۔ غیر نبی کیلئے سوائے مولیٰ علی کے بطور کرامت سورج کی واپسی آج تک معرض وجود میں نہیں ہے۔ اللہ کے نبی کی بات تو وراء الوراء ہے۔ کسی ولی کی عظمت کو دوبالا کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ اپنے قدرتی نظام میں ہر قسم کی تبدیلی کر سکتا ہے۔ ”لَوْ أَقْسَمَ عَلَيَّ اللَّهُ لَا بَرَّةَ“

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ و رسول کے محبوب ہیں﴾

اور اللہ و رسول علی کے محبوب ﴿

حدیث ایضاً:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَا غَطِينَ هَذَا الرَّأْيَةَ (غَدًا) رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَفِي رَوَايَةٍ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَا أَحَبَّبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ قَالَ فَتَسَاوَرَتْ لَهَا رَجَاءٌ أَنْ أَدْعَى لَهَا قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَفِي رَوَايَةٍ وَكَانَ فِي عَيْنَيْهِ رَمَدٌ فَبَصَقَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ فَبَرَأَ فَأَعْطَاهُ الرَّأْيَةَ أَيَّهَا وَقَالَ إِمْسِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْتَحَ اللَّهُ عَلَيْكَ قَالَ فَسَارَ عَلَى شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ فَصَرَخَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلِّمْ عَلَى مَاذَا أَقَابَ النَّاسَ قَالَ قَاتِلَهُمْ حَتَّى يَشْهَدُوا وَأَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ فَقَدْ مَنَعُوا مِنْكَ دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا وَحَسَابَتِهِمْ عَلَى اللَّهِ

(ص ۲۷۹ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خیبر کے روز فرمایا میں کل اس آدمی کو جھنڈا عطا کروں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے پیار کرتا ہے۔ اور اللہ و رسول اس سے پیار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں (قلعہ قنوص از قلعہ خيبر) فتح فرمائے گا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ سرداری یا قیادت کی میں نے کبھی تمنا نہیں کی لیکن اس دن میرے دل میں شدید حرص و تمنا تھی کہ کل سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح مجھے بلا کر جھنڈا عطا فرمائیں۔ راوی کہتے ہیں کہ اگلے روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو بلایا جب کہ اس وقت آپ کی آنکھ مبارک میں شدید ورم اور درد تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولیٰ علی کی آنکھ میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہو گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیدر کرار رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا کرتے وقت فرمایا۔ جاؤ رواں دواں چلتے جاؤ اور پیچھے مڑ کر مت دیکھنا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح و نصرت عطا فرمادے۔ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے کچھ قدم چل کر پیچھے دیکھے بغیر کھڑے ہو کر

اور سے آواز دی یا رسول اللہ میں کس بات پر کافروں سے لڑائی کروں؟ آپ نے فرمایا اب تک وہ خدا کو ایک وحدہ لا شریک نہ مانیں اور میری رسالت کا اقرار نہ کریں۔ اس وقت تک کافروں سے لڑتے جائیے۔ جب وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں تو انہوں نے اپنے مال اور اپنی جانیں اسلام کی تلوار سے محفوظ کر لیں۔ مگر اسلام کے حق کی خاطر (ان کا مال اور جان ضائع کیا جاسکتا ہے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

(ص ۲۷۹ جلد ۲، مسلم شریف)

یہاں اجمالاً چند امور نہایت قابل ذکر پیش خدمت ہیں۔ لیکن

۱۔ اخبار بالغیب۔ یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے دن کی غیب کی خبر کا اعلان فرمایا۔ حدیث کے یہ الفاظ لَا غُطِّيَنَّ الرَّأْيَةَ عَدَا..... يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ میں کل اس کو جھنڈا عطا کروں گا۔ جس کے ہاتھوں یہ خیبر کا قلعہ قنوص فتح ہو جائے گا۔

۲۔ فضائل حیدر کرار کے تمام فضائل کو سمندر در کوزہ کر کے فرمادیا۔ جوامع الکلم صفت نبوت کا کامل اظہار فرمادیا۔ يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ - وَ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ایسا شہسوار عالم ہوگا۔ (جس کو کل میں جھنڈا دوں گا) وہ اللہ و رسول کا محبوب ہوگا۔ اور اللہ و رسول اس کے محبوب ہونگے۔

۳۔ لہصیت و خلوص فاروقی اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی امارت و قیادت کی کبھی کو اہل نبی نہ رہی سوائے اس روز فتح خیبر کے کہ اس میں ایک عظیم خوبی اور کمال تھا۔ کہ وہ علمبردار اللہ و رسول کا محبوب اور اللہ و رسول اس کے محبوب ہونگے۔ اس قرب خداوندی و قرب

رسول سے شانِ محبوبیت کے جلوے سے منسلک ہونے کی اضافی عظیم تمنا میں اس دن کی امارت و قیادت کی امنگ ہوئی۔ ورنہ فاروق اعظم سرداری و قیادت کے اپنی طرف سے بھی خواہش مند نہ رہے۔

☆۔ نبی پاک نے جو لعابِ دہن (تھوک مبارک) حضرت ابو بکر صدیق کی ایزی پر لگا کر سانپ کے زہر سے شفاء دی۔ وہی لعاب مبارک حضرت علی کی آنکھ میں ڈال کر درد سے شفاء دی۔ تبرکاتِ نبویہ کی نشان دہی مُسلم رہی۔

☆۔ فاتحِ خیبر حیدر۔ قلعہ قوص کا دروازہ (لوہے کا) شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے اکھاڑ کر اس سے ڈھال کا کام لیا۔ جب قلعہ فتح ہو گیا تو آپ نے دروازہ نیچے پھینک دیا۔ بڑھ کر سرد آرمیوں نے اٹھانا چاہا اٹھانہ سکے۔ اسے کہتے ہیں حیدری قوت۔

شَاهِ مَرْدَانِ شَیْرِ یَزْدَانَ قُوْتِ یَزُوْرْدِ گَارِ

لَا فِتْنٰی اِلَّا عَلٰی لَا سَیْفٍ اِلَّا ذُو الْفِقَارِ

یہ ہیں اسد اللہ الغالب اللہ کا شیر۔ اللہ کے شیر نہ ڈرا کرتے ہیں، نہ بکا کرتے ہیں۔ جنگل کا شیر کسی سے ڈر سکتا ہے۔ لیکن یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ کا شیر کسی سے ڈر جائے۔ حق علی کے ساتھ، علی حق کے ساتھ۔ جو کہا حق جو کیا حق جو دیکھا حق۔ بولنا حق خاموشی حق فیصلہ حق۔ آپ کی خلافت کا حق اگر کوئی غصب کرتا تو یقیناً آپ تلوار اٹھاتے اور شجاعت کے ایسے جوہر دکھاتے کہ ہزاروں لاکھوں کو بھی مقابلہ کی ہمت نہ ہوتی۔ اپنا حق ضرور لے لیتے۔ جبکہ دوسرے حاضر کے گستاخ صحابہ اپنا یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ستر مرتبہ نبی پاک پر نازل ہوا۔ لیکن نبی پاک کے صحابہ نے خلافت پر ڈاکہ ڈالا۔ اگر یہی عقیدہ صحیح ہے۔ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خلافت

علی بلا فصل کیلئے جو ستر سے زائد مرتبہ حکم الہی نازل ہوا اس پر عمل درآمد کیلئے مولا علی شیرِ خدا نے کیا اقدام کیا؟ پچیس سال کسی قسم کی بالکل کوئی جواب جلی نہ کی۔ کیا شیرِ خدا حیدر رکزار کی یہی شان ہو سکتی ہے؟ کلا و حاشا۔ خلافت بلا فصل کا عقیدہ رکھنے والے (یعنی مولا علی کا خلافت میں پہلا نمبر تھا) لوگ بیشک دین کے دشمن مولیٰ علی مشکل کشا کے فیصلوں کے منکر ہیں۔ جب کہ آپ حیدر رکزار رضی اللہ عنہ نے انتخابِ خلافت میں (نبی پاک کے بعد) کوئی فراڈ یا دھوکہ نہیں دیکھا تبھی تو پہلے تینوں خلفائے راشدین کی بیعت بھی کی اور انکے دور خلافت میں قاضی القضاۃ بھی رہے اور انکے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں۔

الْاَبْحَقُّهَا: کلمہ تو حیدر پڑھ کر مسلمان ہونے والا اپنی جان اور مال اسلام کی تلوار سے محفوظ کر لیتا ہے۔ لیکن اسلام کے کسی قانون یا بنیادی رکن کو توڑنے والا مسلمان اس رعایت کا حقدار نہیں ہوگا۔ مثلاً ڈاکہ مارنے والا، شادی شدہ زنا کرنے والا، ناحق کسی کو قتل کرنے والا، عظمتِ خداوندی کی خلاف ورسی یا عصمتِ انبیاء پر کفری کلمے بولنے والا اسلام کی تلوار سے اپنی جان یا مال محفوظ نہیں رکھ سکتا۔ اس قسم کے مجرموں پر سزائے موت اور جرمانہ کفارہ وغیرہ لاگو ہوتا ہے۔

اہل بیت کی پاکیزگی کا ایک نمونہ ﴿

حدیث نمبر ۶۸۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ يَا عَلِيُّ لَا يَجِلُّ لَكَ حَدٌّ يَجْنُبُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرَكَ زَوَاةَ التَّوَمَدِيِّ (ص ۵۶۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- ابو سعید سعد بن مالک الخدیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور شافعہم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات حضرت علی سے فرمایا۔ ”اے علی تیرے اور میرے سوا اس مسجد نبوی سے جنبی (خواب یا بیداری میں جنسی مادہ کی خصوصی کیفیت کے خروج کا نام جنبی یا جنابت) ہونے کی حالت میں کسی کو گزرنے کی اجازت نہیں۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ (ص ۵۶۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث میں درج ذیل امور ظاہر و باہر ہیں۔

☆ مولائے کائنات حیدر کثر ارضی اللہ عنہ کی بے مثال طہارت باطنی و ظاہری کو واضح الفاظ میں حضور علیہ السلام نے بیان کیا تو وہ بھی اپنی نبوت کی صفائے باطنی کے ساتھ م بوط فرمادیا۔

☆ یہ بات واضح فرمادی کہ جنبی واجب الغسل آدمی ہوتا ہے۔ (لَا يَجِلُّ لَكَ حَدٌّ) مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اپنی ذات پاک و مولائے کائنات کی ذات ستودہ صفات کو امتیازی انداز میں مستثنیٰ فرمادیا۔ اس بات کی تصدیق قرآن پاک میں موجود ہے۔

﴿الْمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (پارہ ۲۲، رکوع ۱) حضور سرور کائنات نے ایک دفع اپنے کبیل رحمت میں مولائے کائنات کو داخل فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد سیدہ خاتونِ جنت تشریف لائیں۔ حضور علیہ السلام نے خاتونِ جنت کو بھی کبیل میں داخل فرمایا۔ اس کے فوراً بعد حسنین کریمین شہزادگان اسلام تشریف لائے تو حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو بھی اپنے کبیل میں چھپالیا۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے بھی کبیل میں داخل فرما لیجئے۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تو پہلے ہی خیریت سے ہے۔ یعنی تو امام الانبیاء کی بیوی ہونے کے حوالے سے خیر و عافیت کے گہوارے میں ہے۔ اس کے بعد نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَيْتِيْ فَادْهَبْ عَنْهُمْ الرِّجْسَ وَ طَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا۔ ترجمہ۔ اے اللہ یہ لوگ میرے گھر والے ہیں۔ ان سے ہر قسم کی بادی دور فرما کر انھیں خوب شاکستہ آراستہ فرما۔ اس سلسلہء تطہیر میں اور بھی محافل منعقد ہوئیں اور ہیں۔ اور یہ لفظ تطہیر قرآن پاک میں متعدد جگہ پر ذکر کیا گیا ہے۔ چھٹے پارے میں وضو کرنے والے ایمان داروں سے خطاب خداوندی ہے۔ کہ وضو کا حکم تمہیں اس لئے دیا گیا ہے۔ لِيُطَهِّرَكُمْ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (پارہ ۶ رکوع ۶) ترجمہ۔ (اے ایمان والو) تاکہ تمہیں پاک کر دے اور اپنی نعمت تم پر مکمل فرمادے تاکہ تم شکر گزار بنو۔ دوسری جگہ مذکور ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی ذات کو پاک فرماتے ہیں۔ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُكْمِلُهُمْ بِهَا (پارہ ۱۱، رکوع ۲)

البتہ پختن پاک کیلئے یہ لفظ تطہیر نہایت خصوصی مقصد کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ کہ کا نام میں ایسی ظاہری و باطنی طہارت اور کسی مکتب حیات کو نصیب نہیں۔ لیکن اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ کے عمومی لفظی اور معنوی اشتراک سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں پاکوں کو خارج سمجھنا قرآن کے انداز کلام کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ یہ آیت تطہیر کا خطاب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں پاکوں سے ہے۔ اس آیت تطہیر سے حقیقی باطنی طہارت مراد ہے۔ ظاہری جسمانی طہارت تو ہر انسان حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن حقیقی باطنی طہارت اسے ہی حاصل رہے گی۔ جس کو اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اور اس آیت تطہیر میں خطاب بھی ازواج پاک سے ہے۔ اور اس حقیقی باطنی طہارت میں بھی از خود شامل ہیں۔ پوری آیت کریمہ شروع از پارہ نمبر ۲۱ آخر کرکوع یا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ اَلْخ سے لے کر آخر کرکوع نمبر اپارہ ۲۲ تک ازواج پاک سے ہی لفظی طور پر خطاب موجود ہے۔

اور اس آیت تطہیر کے ان الفاظ کا نزول متعدد دفعہ ہوا۔ جس میں سے نمایاں طور پر تطہیر (طہارت ظاہری و باطنی) کا کامل حصہ پختن پاک ہی کیلئے ہے۔ اور یہ آیت کریمہ اپنے تحت اللفظ ظاہری عمومی تقاضے کے مطابق چادر تطہیر کے فیض سے نبی پاک کی بیویوں امہات المؤمنین (تمام مومنوں کی مائیں) کو بھی خصوصی حصہ عطا فرماتی نظر آرہی ہے۔ کیونکہ اس پوری آیت کریمہ میں جن الفاظ سے خطاب کیا گیا ہے وہ ایک لفظ ہے (أَهْلَ الْبَيْتِ) گھر والے۔ دوسرا لفظ ہے (نِسَاءَ النَّبِيِّ) نبی کی بیویاں۔ اور تیسرے نمبر پر یہ لفظ (لَسْتُنَّ - وَقَرْنَ - اتَّقَيْنَنَّ - فَلَا تَخْضَعْنَ - وَقُلْنَ) یہ الفاظ جمع مؤنث مخاطب نبی کی پاک بیویاں ہیں۔ ویسے تو لفظ اهل بیت نبی پاک صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کیلئے بھی فرمایا (سَلَمَانَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ) سلمان ہمارے اہل بیت سے ہے۔ پوری آیت تطہیر ملاحظہ ہو۔
يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنْ اَتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا
وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ
وَأَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَأَطِعْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا
(پارہ ۲۲ کرکوع ۱)

ترجمہ:- اے نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تمہیں پرہیزگاری مطلوب ہے تو کسی سے بات کرتے وقت اتنی نرم بات نہ کرو کہ بدخواہ آدمی کے دل میں کوئی غلط خیال گزرے۔ اور اچھی معتدل بات کیا کرو۔ اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور سابقہ جاہلیت کی سی سجاوٹ نہ کرو اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور اللہ و رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرما چکا ہے۔ کہ تم گھر والوں سے پلیدی دور فرمادے اور تمہیں ہر قسم کی پاکیزگی اور طہارت عطا فرمادے۔

خلاصہ کلام آیت تطہیر:- بے شمار اسرار و رموز والی آیت تطہیر میں واضح طور پر نبی پاک کی بیویاں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں۔ اور اس آیت تطہیر کا اتنا حصہ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اهل البيت ویطہرکم تطہیراً صرف پختن پاک کیلئے علیحدہ بھی نازل ہوا۔ یعنی سب سے زیادہ اکمل نفیس ترین ظاہری و باطنی طہارت اور پاکیزگی کے مالک صرف پختن پاک ہی ہیں۔ اور دوسرے

درجہ پر نبی پاک کی بیویوں کو یہ تطہیر کامل حاصل ہے۔ جیسا کہ درج کردہ قرآن پاک کی آیت تطہیر سے خود بخود واضح ہے۔ ان کے بعد صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین و دیگر ائمہ اہل بیت و غوث و قطب و اولیاء کاملین کو بھی ظاہری و باطنی پاکیزگی درجہ بدرجہ حاصل ہے۔ بلکہ ہر ایماندار کو اس کے تقویٰ کی حیثیت کے مطابق ظاہری بھی اور باطنی طہارت کا بھی مقرر حصہ ملا ہے۔

خلاصہ یہ نکلا کہ پختن پاک کی ظاہری و باطنی پاکیزگی سے دوسرے اعیان دین و ملت کے افراد کو کوئی مماثلت یا تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ پختن پاک جنبی ہونے کی حالت میں مسجد سے گزر سکتے ہیں۔ لیکن پختن پاک کے علاوہ کسی کو بھی جنبی ہونے کی حالت میں مسجد سے گزرنا سخت منع ہے۔

حدیث نمبر ۶۹:- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فَسَارَّهَا فَبَكَتْ ثُمَّ سَارَّهَا فَضَجَّكَتْ فَقَالَتْ عَائِشَةُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهَا فَقُلْتُ لِفَاطِمَةَ مَا هَذَا الَّذِي سَارَّكَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَبَكَيْتَ ثُمَّ سَارَّكَ فَضَجَّكَتْ قَالَتْ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ مَنْ يَتَّبَعُهُ مِنْ أَهْلِهِ وَفِي رَوَايَةٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَهَا إِنَّكَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْمَالِمِينَ أَوْ سَيِّدَةُ هَذَا الْأُمَّةِ فَضَجَّكَتْ

(ص ۲۹۰ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:- ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی صاحب زادی سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہا کو اپنے پاس بلایا۔ اور آپ نے خاتونِ جنت سے کان میں کوئی بات کی۔ تو خاتونِ جنت رو نے لگیں۔ پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور بات انکے کان میں کی تو خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہا مسکرائیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضوان اللہ علیہا نے سیدہ فاطمہ سے رونے اور مسکرانے کی وجہ پوچھی۔ تو خاتونِ جنت نے فرمایا۔ پہلی دفعہ جب سرکارِ ابد قرار نے مجھ سے سرگوشی فرمائی تو آپ کے وصال کی خبر تھی۔ میں رو پڑی۔ اور دوسری دفعہ سرگوشی فرمائی تو مجھے مژدہ جانفرا عطا کیا۔ کہ آپ کے وصال کے بعد سب سے پہلے میں ان سے جا ملوں گی۔ اور تمام جہان کی عورتوں پر مجھے فضیلت عطا کر دی گئی ہے۔ اس بات پر میں مسکرائی۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں اہم امور کا اظہار کیا گیا ہے۔

☆- نبی کو اپنی موت کا علم (فَأَخْبَرَنِي بِمَوْتِهِ) ☆- کسی بھی محفل میں خصوصی راز کی ایسی سرگوشی کرنے کی اجازت ہے جس میں کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ ☆ حضرت عائشہ صدیقہ کا اس فضیلت فاطمہ زہراء والی حدیث کی روایت کرنا خاتونِ جنت سے نہایت محبت کا کامل ثبوت ہے۔ ☆ سیدہ خاتونِ جنت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیوں میں سے سب سے کم عمر لیکن شان و عظمت میں سب سے اعلیٰ ہیں۔ ☆ ایک حدیث پاک میں ہے کہ حضور نبی لا ریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”فاطمہ میرے دل کا ٹکرا ہے جو اسے ناراض کرے گا اس نے مجھے ناراض کیا۔ جو مجھے ناراض کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائے گا۔“

سَيِّدَةُ النِّسَاءِ:- پوری کائنات میں تمام عورتوں میں سے پانچ عورتیں زیادہ افضل ہیں
 (۱) حضرت مریم بنت عمران (۲) حضرت آسیہ بنت مزاحم (۳) سیدہ خدیجہ الکبریٰ
 (۴) حضرت عائشہ صدیقہ (۵) سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہن۔ ان پانچوں
 میں سے تین زیادہ افضل ہیں۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ دوسری پاک ذات
 خاتونِ جنت حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا۔ اور تیسری سیدہ خدیجہ الکبریٰ۔
 ان تینوں میں سے کسی ایک کی دوسرے پر افضل ہونے کی بحث کرنا ایمان کیلئے نقصان
 ہے۔ اس لئے حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت خدیجہ و اور حضرت فاطمہ الزہراء۔ تینوں کے
 اپنے اپنے منفرد اتنے فضائل و مناقب اور خداداد صلاحیتیں موجود ہیں۔ کہ کسی بھی امتی کے
 بس کی بات نہیں کہ ان تینوں پاک ذاتوں میں افضلیت کا فرق بیان کر سکے۔ احتیاطاً یہی
 انب ہے کہ ان تینوں پاک ذاتوں کو ایک دوسری پر فضیلت دینے سے گریز کیا جائے۔
 یوں ترتیب دے دیا جائے کہ سیدۃ النساء فاطمہ خاتونِ جنت سوائے خدیجہ الکبریٰ اور
 حضرت عائشہ کے تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار اور ان سے افضل ہیں۔ حضور شافع
 النور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سیدہ خاتونِ جنت جب بھی حاضر ہوتیں تو آپ اللہ کر
 کھڑے ہو جاتے۔ اور خاتونِ جنت کے سر مبارک کو بوسہ دیتے۔ اور فرماتے فاطمہ
 مجھے جنت کی خوشبو آتی ہے۔ اور جب حضور نبی لاریب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ زہراء
 کے پاس تشریف لے جاتے تو خاتونِ جنت فاطمہ صلوات اللہ علیہا اٹھ کر کھڑی ہو کر
 استقبال کرتیں۔ اور حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک چوم لیتیں۔
 ایک اور حدیث میں ہے کہ محشر کے روز اہل محشر کو حکم دیا جائے گا کہ اپنے سر جھکاؤ گاؤں
 نیچی کرو۔ کیونکہ محبوب خدا کی صاحبزادی فاطمہ زہراء خوروں کے ٹھہر مٹ میں پل ہر

سے گزر کر بخت میں جا رہی ہیں۔
 ایسی پیکرِ صدق و صفا چادرِ تطہیر کو جس کی نسبت ہو کمال عطا کو ماننے والی صنفِ نازک
 خواتین اُن کی نیاز دینے والی بیبیاں اُن کی پسند کو کہاں تک پیش پیش رکھ رہی ہیں۔
 خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہا کی عظیم چاہتوں میں سے ایک چاہت یہ بھی تھی کہ کسی غیر محرم
 آدمی کو یا آوارہ بازی غنڈی عورت کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ فاطمہ کتنے قد کی تھیں اور جسم کی
 علامت کس قدر تھی۔ اسی تمنا کا آخری ثمرہ یہی تھا کہ وصال سے قبل سیدہ فاطمہ نے حکم دیا
 تھا کہ میرے جنازہ کیلئے پاکی نما ایسی چار پائی ہو جس پر مجھے سپردِ خاک کرنے کیلئے اٹھا
 کر لیجاتے وقت میرے قد و قامت و جسم کی ضخامت (جسامت) کا کسی کو بالکل اندازہ نہ
 آ سکے لہذا دور حاضر کی خواتین خاتونِ جنت سے محبت اور عقیدت کا دعویٰ کرنے والی
 عورتیں اپنے پردے پر نظر ثانی فرمائیں کہ اُن کا پردہ کس معیار کا ہے۔

اَللّٰہِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِہَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْخَاطِمَہِ
اَلْمُضْطَفِیْ وَالْمَرْ تُضِیْ وَ اَبْنَاہُمَا وَالْفَاطِمَہِ

﴿فضائل ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق

رضی اللہ عنہما﴾

حدیث نمبر ۷۰:- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَذَا يَأْهَمُهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَنْتَعُونَ بِذَلِكَ مَرْضَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ أَنْ نِسَاءَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حَزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَسُودَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ وَصَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ وَالْحِزْبُ الْأُخْرَى أُمُّ سَلَمَةَ وَزَيْنَبُ بِنْتُ حَجَّشٍ وَسَائِرُ نِسَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَكَلِمَ حِزْبٌ أُمُّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِمَتِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُولُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُهْدِيَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلِمَتُهُ فَقَالَ لَهَا لَا تَوْذِينِي فِي عَائِشَةَ فَإِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَأْتِنِي وَأَنَا فِي ثَوْبِ أَمْرَأَةٍ إِلَّا عَائِشَةُ قَالَتْ أَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مِنْ أَذَاكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ إِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَأَرْسَلْنَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ فَكَلِمَتُهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ أَلَا تُحِبِّينَ مَا أَحَبُّ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَأَجَبْتِي هَذِهِ وَفِي رِوَايَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ يَا بُنَيَّةُ سَلِّينَ هَلْ فِيهِنَّ مَنْ أَبُو هَا أَبُو بَكْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(ص ۵۷۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف و عمدة التحقيق فی بشار ال صدیق)

﴿حضرت عائشہ صدیقہ کا رشتہ کس نے کروایا﴾

ایضاً حدیث:- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ جَبْرِئِيلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي خُرْقَةٍ خَرِيرٍ خَضِرَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (۵۷۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیہا سے روایت ہے۔ کہ جس دن حضور علیہ السلام میرے گھر تشریف لاتے۔ لوگ بڑے اہتمام سے اسی روز تحائف لا کر پیش کرتے تاکہ حضور علیہ السلام راضی ہو جائیں۔ اور صدیقہ بنت صدیق حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج امہات المؤمنین (مومنوں کی مائیں نبی کی بیویاں) کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ میں حضرت عائشہ بنت ابی بکر اور حضرت حفصہ بنت عمر اور حضرت سودہ بنت زمعہ اور حضرت صفیہ بنت حنی ایمن اخطب اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ اور زینب بنت جحش اور دوسری تمام ازواج پاک تھیں۔ حضرت ام سلمہ سے ان کے گروہ نے کہا کہ آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہمارا مطالبہ پیش کریں۔ کہ حضور علیہ السلام لوگوں کو خبردار فرمادیں۔ کہ جو لوگ مجھے تحفے پیش کرنا چاہیں۔ میں جس گھر میں بھی ہوں جہاں بھی ہوں وہیں پیش کر دیا کریں۔ (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کے گھر میں میری موجودگی کا انتظار نہ کریں) تو

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے یہی مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا مجھے عائشہ صدیقہ کے بارے تکلیف نہ پہنچاؤ۔ کیونکہ میں کسی بھی بیوی کے بستر میں ہوں تو وحی نہیں آتی۔ سوائے حضرت عائشہ صدیقہ کے بستر کے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی ہوں۔ اس بات سے کہ میں آپ کو تکلیف پہنچاؤں۔ پھر حضرت ام سلمہ کے گروہ نے سیدہ فاطمہ خاتونِ جنت صلوات اللہ علیہا کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی مطالبے کیلئے بھیجا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ”اے خاتونِ جنت کیا جس سے میں محبت کرتا ہوں تم اس سے محبت کرتی ہو؟ عرض کیا کیوں نہیں آپ نے فرمایا تو پھر آپ بھی اس (عائشہ) سے محبت کریں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس مقام پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میری نختِ جگر یہ مطالبہ کرنے والی میری ان بیویوں سے پوچھو ان میں کوئی ایسی بھی ہے جس کے باپ کا نام ابوبکر صدیق ہو یہ حدیث بخاری و مسلم اور عمدۃ التحقیق فی بشار ال صدیق میں ہے۔

ترجمہ حدیث ایضاً:- حضرت عائشہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے۔ کہ حضرت جبریل علیہ السلام ریشمی سبز رنگ کے کپڑے میں میری تصویر حضور علیہ السلام کے پاس لائے اور عرض کیا دنیا و آخرت میں یہ آپ کی (رفیقہ حیات) بیوی ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔ (ص ۵۷۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث مبارکہ میں اور دوسرے ضروری امور کے علاوہ چند باتیں بڑی اہمیت کے ساتھ مذکور ہیں۔

☆۔ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا (رضائے مصطفیٰ) کے حصول میں ہمیشہ کوشاں رہنا سنت صحابہ ہے۔ اس حدیث کے یہ لفظ (يَتَّبِعُونَ بِذَلِكَ

مَرْضَاةٌ رَسُولِ اللَّهِ

☆۔ ایک سے زائد بیویوں کیساتھ مساوی حیثیت میں عدل و انصاف کا تقاضا ہر اکرام۔
☆۔ امام الانبیاء کے حضور وحیِ خُدا عَزَّ وَجَلَّ کا صرف عائشہ صدیقہ کے بستر میں آنا اور کسی بیوی کے بستر میں نہ آنا۔

☆۔ جس ذات سے حضورِ محبت کریں اس ذات سے حُسنِ عقیدت اور محبت رکھنا ہر ایمان دار کیلئے لازمی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اُمُّ الْمُؤْمِنِین کے گھر میں تھنوں اور بدیوں کا کثرت سے آنا چونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند تھا اور نبی کی پسند خداوند کریم کی پسند ہے۔ اس لئے نبی کی اس پسند کو بے انصافی نہیں کہا جاسکتا۔ اور نہ ہی اس میں دوسری پاک بیویوں کی کوئی حق تلفی تھی۔

☆۔ امتیازی قدرتی اعزاز کی وجہ سے دریافت فرمانا کہ اور بھی کوئی عورت ہے جس کے باپ کا نام ابوبکر صدیق ہے۔ عظیم عطائے خداوندی ہے۔

☆۔ رشتہ کروانے والے کی ذات پر رشتہ کی اہمیت کا انحصار ہوتا ہے۔ اور یہ رشتہ کروانے والا جبریل امین اور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بانی شریعت ہونے کی حیثیت سے شریعتِ مطہرہ کے احکام اپنی امت کیلئے مقرر فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی بھی ایمان دار بیک وقت چار سے زائد بیویاں اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا لیکن بانی شریعت والی اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اس قانون سے مستثنیٰ ہے۔ حضور علیہ السلام نے بیک وقت اپنے نکاح میں گیارہ بیویاں اپنے حُسنِ معاشرت میں داخل رکھیں۔ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آدھائی منظرات کی محل

تعداد چودہ ہے۔

(۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد (۲) حضرت عائشہ بنت ابی بکر (۳) حضرت سودہ بنت زمعہ (۴) حضرت حفصہ بنت عمر (۵) حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ (۶) جویریہ بنت حارث (۷) حضرت زینب بنت جحش (۸) حضرت زینب بنت خزیمہ (۹) حضرت ریحانہ بنت یزید (۱۰) حضرت ام حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان (۱۱) حضرت اسماء بنت نعمان رضوان اللہ علیہن ان کے علاوہ جن سے منگنی کی بات چلی لیکن نکاح میں لانے کی نوبت ہی نہ آئی یا حقوق زوجیت ادا کرنے سے قبل یا بعد میں اُن کو فارغ کر دیا ان کے سمیت کل تعداد اٹھائیس ہے (ص ۲۱۶ جلد ۳، عمدۃ القاری شرح بخاری)

☆ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور ادائیگی حقوق زوجیت و خبر گیری کیلئے اپنی ازواجِ پاک کی باریاں مقرر فرما رکھی تھیں۔ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا کے کا شانہ اقدس میں تشریف فرما ہوتے تو صحابہ کرام سمیت اکثر لوگ کثرت سے تحائف لے کر آتے۔ دوسری ازواجِ پاک کا جب مطالبہ ہوا کہ لوگوں کو نبی پاک کی دوسری ازواجِ پاک کے گھروں میں بھی اسی طرح تحائف بھیجے جائیں۔ تو آپ کو یہ ناگوار گزرا۔ اور فرمایا کہ حضرت عائشہ ابوبکر کی بیٹی ہیں اور ایسی خوش نصیب عورت کوئی بھی نہیں جو امام الانبیاء کی محبوب ترین بیوی ہو اور امام الصدیقین کی بیٹی ہو۔ لہذا میری رضا کی طلب میں قدرتی جاذبیت کی وجہ سے جو لوگ کثرت سے عائشہ صدیقہ کے گھر میری موجودگی میں تحائف لاتے ہیں۔ مجھے بھی پسند ہے اس لیے کہ عائشہ صدیقہ سے میرا نکاح اور شادی کروانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی وجہ سے تحائف لانے والے صدیقہ بنت صدیق رضوان اللہ علیہا کے گھر میری موجودگی کو اور

میری رضا کی تلاش کو بھی لوگ غنیمت سمجھتے ہیں۔ جبکہ میری رضا بھی رضائے الہی ہے۔ ضروری نوٹ:- حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا کا رشتہ کروانے والا اللہ تعالیٰ کی ذات اور جبریل امین تھے۔

سبز رنگ کے بہترین ریشمی رومال پر قلم قدرت سے بنائی گئی حضرت عائشہ کی تصویر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جبریل امین نے لا کر پیش کی۔ ایسے رشتے پر تنقید کرنے والے یا اس رشتے سے حسد، بغض، کینہ عداوت رکھنے والے در حقیقت اللہ تعالیٰ سے دشمنی کر رہے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ پر جب تہمت لگی تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی تقریباً اٹھارہ آیات نازل فرمائیں۔ جس میں صدیقہ بنت صدیق صلوات اللہ علیہما کی پاکدامنی اور تقویٰ اور ایمان کی کامل سند کا ذکر فرمایا۔ **إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا أَبَا الْإِثْلَاقِ غُصْبَةً مِّنْكُمْ** (پارہ ۱۸ سورہ نور)

لہذا دورِ حاضر میں حضرت عائشہ صدیقہ کو گالیاں دینے والے اور اہل بیت کی محبت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے قرآن کے بھی منکر اور اللہ تعالیٰ کے بھی منکر۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو قرآن پر ایمان رکھتے ہوئے تمام اہل بیت و صحابہ کرام اور ازواجِ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے ساتھ درجہ بدرجہ حسن عقیدت و محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

﴿صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے والوں کے منہ پر

وہی لعنت واپس ڈال دی جاتی ہے﴾

حدیث نمبر ۷۷۰: عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتْ اللَّغْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تُهْبَطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الذِّدَى لَعْنًا فَإِنْ كَانَ لِذَلِكَ أَهْلًا وَلَا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (ص ۴۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے آقائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ جب آدمی کسی چیز پر لعنت بھیجتا ہے تو وہ لعنت آسمانوں کی طرف پرواز کر جاتی ہے۔ تو آسمانوں کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ واپس زمین پر آہاں ہے تو زمین پر اس کا داخلہ بند کر دیا جاتا ہے۔ پھر وہ صدائے لعنت ادھر ادھر چکر لگاتی ہے۔ جب اس کو کوئی لعنت کا مستحق نظر نہیں آتا تو وہ صدائے لعنت اس چیز کی طرف جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی۔ اگر وہ چیز اس لعنت کی حقدار ہو تو اس پر پڑ جاتی ہے۔ اور اگر وہ اس لعنت کی حقدار نہیں تو واپس اس لعنت بھیجنے والے پر پڑ جاتی ہے۔ اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا۔ (ص ۴۱۳ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:۔ سوائے چند سورتوں کے کسی بھی چیز پر لعنت بھیجنے سے شریعت نے منع کر دیا

ہے۔

۶۷۔ جن کفار کا نام لے کر قرآن پاک اور احادیث نے اُن کو کافر کہا ہے۔ یا جن دوسری موجودات میں سے کسی چیز کا نام لے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک نے ان پر لعنت بھیجی ہے۔ اُن خاص افراد یا ان خاص چیزوں کے علاوہ کسی بھی انسان یا جن یا حیوان یا فرد کائنات پر لعنت بھیجنا سخت حرام ہے۔ جس چیز کو نامزد کر کے شریعت نے لعنت کا مستحق قرار دیا ہے ایسی چیزوں پر بھی لعنت بھیجنا کوئی خوبی یا نیکی نہیں۔ اس کی جگہ عبادت ذکر و فکر کرنا بہت بہتر ہے۔ ملعون اشیاء پر لعنت بھیجنا جائز تو ہے لیکن کوئی بہتر پسندیدہ عمل نہیں۔

۶۸۔ ایمان تو ایسے لوگوں کا غارت ہو گیا جو دورِ حاضر میں سیدنا ابوبکر صدیق و عمر بن خطاب و عثمان بن عفان رضوان اللہ علیہم جیسے ایمان و ایقان کے مرکز پاک ذاتوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جیسا کہ دورِ حاضر کے گستاخ صحابہ کے بہت بڑے نامور محقق نے اپنی کتاب جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران میں یوں ہی لکھا ہے۔ بلکہ بہت سی جگہوں پر بغیر لعنت بھیجے خلفاء راشدین و ازواج پاک کا ذکر کیا ہی نہیں۔ (العیاذ باللہ)

(حوالہ جلاء العیون فارسی مطبوعہ ایران)

جن پاک ذاتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اور قرآن نے ایماندار متقی کہا ہے۔ اور اللہ و رسول ان سے راضی اور وہ اللہ و رسول سے راضی۔ اور قرآن نے جن کے یقینی بہشتی ہو نے کا اعلان کیا ہے۔ ان پاک ذاتوں پر لعنت بھیجنے والا ایمان دار کیسے ہو سکے گا؟ ویسے بھی اگر کوئی آدمی کسی کے نام خط یا ڈاک یا پارسل بھیجتا ہے اور اس نام کا آدمی

(مرسل الیہ) وہاں مذکورہ پتہ پر کوئی نہیں ملتا تو وہ خط یا پارسل بذریعہ ڈاک واپس بھیجنے والے کے پاس پہنچ جاتا ہے۔ یعنی عام آدمی یا حیوان یا کسی چیز پر ناحق لعنت بھیجی جائے تو

وہ لعنت واپس آکر اسی بھیجنے والے کے منہ پر پڑ جاتی ہے۔ جب نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ کے اندر آرام فرما ابو بکر و عمر رضوان اللہ علیہما پر جو لعنت بھیجے گا۔ وہ لعنت واپس اسی بھیجنے والے کے منہ پر پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ ابو بکر و عمر سمیت عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ کرام پر تو اللہ و رسول ہر وقت رحمت کی بارش برساتے ہیں۔ لہذا صحابہ کرام میں سے کسی ایک پر یا ازواج مطہرات بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ پر لعنت بھیجنے والے پر وہی لعنت واپس ان کے سر اور منہ پر پڑ جاتی ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ بلا وجہ شرعی کسی بھی چیز پر لعنت بھیجنا سخت حرام اور ایمان کی دولت کیلئے عظیم خطرہ ہے۔

﴿فیضانِ عام ابو ہریرہ کے نام﴾

حدیث نمبر ۷۴۰: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ قَالَ أَبْصُرْ رَدَّ آتَكَ فَبَسَطْتُهُ قَالَ فَعَرَفَ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّهُ فَضَمَّمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۵۳۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَائِنَ فَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَبَثَّنْتُهُ فِيكُمْ وَأَمَّا الْآخَرُ فَلَوْ بَثَّنْتُهُ قُطِعَ هَذَا الْبُلْعُومُ يَغْنَى مَجْرَى الطَّغَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۳۷ جلد ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ارشادات سنتا تو بہت ہوں لیکن مجھے بھول جاتے ہیں۔ فرمایا ”اپنی چادر بچھا دو“ میں نے اپنی چادر بچھا دی۔ آپ نے دونوں ہاتھوں کا چٹکڑو بھر کر میری چادر پر رکھ کر فرمایا ”چادر کو اکٹھا کر کے سینے سے لگا لو“ میں نے لپیٹ کر اکٹھا کر لیا اور اُسے سینے سے لگا لیا۔ اس کے بعد مجھے کوئی چیز نہیں بھولی۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو خزانے حاصل کئے۔ ایک خزانہ تو یہ ہے جو میں آپ میں تقسیم کر رہا ہوں۔ یعنی حدیث کا سرمایہ اور دوسرا خزانہ اگر کسی کو بتاؤں تو میری شاہ رگ کاٹ دی جائے گی۔ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا۔

شرح حدیث نمبر ۷۴۰ و ایضاً حدیث: ان دونوں احادیث میں ظاہری و باطنی دونوں علوم کی نشاندہی کی گئی ہے۔

☆۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے منفرد خصوصیت کے مالک ایک یہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں جو پانچ ہزار سے زائد احادیث کے حافظ تھے۔

☆۔ نبی مادی، فطری، جسمانی، دنیاوی تقاضوں کا محتاج نہیں ہوتا۔ ہوا سے دونوں ہاتھوں کا چٹکڑو بھر کر چادر میں کیا ڈالا؟ نظر و فکر میں آنے والی کوئی بھی چیز سامنے نظر نہیں آئی۔ یہ تو ابو ہریرہ کی باطنی قوت پر واز کو مستحکم بنانا تھا۔ اور یہ فیضانِ نبوت ہی تو تھا کہ تمام صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ احادیث کے حافظ تھے۔ جب کہ اسی فیض رسالت کا ذکر پہلی حدیث میں ہے۔ کہ ایک خزانہ تو بانٹے جا رہا ہوں۔ دوسرے خزانہ خاص کی اگر عام

لوگوں کو کیفیت بتلا دوں تو مجھے شریعت کی تلوار سے ذبح کر دیا جائے۔

﴿خلاصہ حدیث﴾

طریقت اور تصوف کے خاص راز اور باطنی خصوصی اسرار لدنیہ کی عام لوگوں میں تشبیہ کر شرعی طور پر منع ہے۔ جن کی عام لوگوں کو بتلانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

﴿فضائل خواجہ اویس القرنی رَضِيَ اللہ عَنْہُ﴾

حدیث نمبر ۷۳:- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللہ عَنْہُ اِنَّ رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ رَجُلًا یَاْتِیْکُمْ مِنَ الْیَمَنِ یَقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ لَا یَدْعُ بِاَلِیْمٍ غَیْرِ اُمِّ لَہٗ وَقَدْ کَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللہَ فَاَذْهَبَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ الذَّرْہِمِ فَمَنْ لَقِیْہٗ مِنْکُمْ فَلِیْسْتَغْفِرْ لَکُمْ وَفِی رَوَاۃٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اَنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُقَالُ لَہٗ اُوَیْسٌ وَلَہٗ وَالِدَةٌ وَکَانَ بِہٖ بَیَاضٌ فَمُرُوْہُ فَلِیْسْتَغْفِرْ لَکُمْ (ص ۵۸۲ مشکوٰۃ شریف، ج ۳۱، ص ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:- سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یمن سے ایک آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ جس کا نام اویس بن عامر ہے۔ یمن سے اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر باہر کبھی نہیں نکلا۔ اور اس کو سفید داغ والے

کی تکلیف تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء دی۔ البتہ ایک سفید نشان درہم کے برابر باقی ہے۔ تو جو تم میں سے اُس کی ملاقات کرے اُس سے مغفرت کی دعا کروائے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تابعین (جنہوں نے صحابہ سے ملاقات کی) میں سے بہتر افضل آدمی جس کا نام اویس ہے۔ اس کی والدہ بھی حیات ہے۔ اور اسکے جسم پر ایک سفید نشان ہے۔ تو تم اس سے (امت کیلئے) دُعائے مغفرت مانگو۔

شرح حدیث:- روض الریاحین میں امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے بیکار سمجھ کر پھینکے ہوئے روٹی کے ٹکڑے صاف کر کے دھو کر کھا لیتے تھے۔ اور اسی قسم کے کپڑے کے پرانے ٹکڑوں کو جوڑ کر لباس کی ضرورت پوری کرتے۔ ایک دن کسی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے روٹی کا ٹکڑا تلاش کر رہے تھے۔ کہ ڈھیر کی دوسری طرف سے ایک ٹکڑا بھی کچھ تلاش کر رہا تھا۔ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر وہ بھونکا۔ آپ نے فرمایا تم اپنی طرف سے تلاش کرو میں اپنی طرف سے تلاش کرتا ہوں۔ اور تو مجھ پر نہ بھونک اگر پیل صراط سے میں صحیح سلامت گزر گیا تو میں تجھ سے بہتر ہوں۔ اور اگر نہ گزر سکا تو تو مجھ سے بہتر ہے۔ اور آپ کے گھر والے رشتہ دار آپ کو پاگل کہتے تھے۔ آپ سے بچے کھیلا کرتے تھے اور پتھر بھی مارا کرتے تھے۔

(روض الریاحین، ص ۱۷۸)

آپ کا اسم گرامی اویس بن عامر القرنی رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے پرہیزگار تھوڑی دنیا رکھنے والے گم نام سر کے بکھرے بالوں، غبر آلود

چہرے والوں، پیٹ خوراک سے خالی رکھنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔ مالدار لوگ ان کو اپنے قریب بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ کسی خوشحال گھرانے سے رشتہ مانگیں وہ رشتہ نہیں دیتے۔ مدت دراز علاقے سے پردیسی بن کر غائب رہیں تو ان کو کوئی پوچھتا نہیں کہ ان کے غائب رہنے سے کوئی کمی محسوس ہوئی ہے۔ بیمار ہو جائیں تو کوئی خبر لینے، بیمار پڑی کرنے نہیں آتا۔ اور اگر کسی محفل میں آجائیں تو ان کی آمد پر کوئی خوش نہیں ہوتا۔ اگر فوت ہو جائیں تو جنازہ پڑھنے والے بہت کم معدودے چند، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک آدمی کی نشان دہی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا ان میں سے ایک اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اویس قرنی کون ہے؟ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درمیانی قد و قامت والا دونوں کندھوں کے درمیان فراخ فاصلہ، گوڑھا گندم گون رنگ، ہمیشہ نیچی نگاہ، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے اپنے لئے رونے والے۔ اُن کی صرف دو چادروں سے لباس بنانے والے۔ زمین والوں میں گم نام آسمان والوں میں مشہور جانے پہچانے۔ اگر اللہ کی قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ انھیں کفارہ نہیں پڑنے دے گا۔ جیسے وہ کہہ دے، اللہ تعالیٰ ویسے ہی کر دیتا ہے۔ خبردار اُس کے بائیں کندھے کے نیچے سفید چمکیلا داغ ہے۔ خبردار قیامت کے روز لوگوں سے کہا جائے گا۔ جاؤ جنت میں اور اویس قرنی سے کہا جائے گا یہاں کھڑے ہو جاؤ جن کو چاہو جنت میں لے جاؤ۔ تو مضر اور ربیعہ قبیلے کے لوگوں کی بکریوں کے بالوں برابر گنہگار دوزخیوں کو بخشوا کر جنت میں لے جائیں گے۔

اے عمر و اے علی رضی اللہ عنہما جب تمہیں حضرت اویس قرنی سے ملاقات کا موقع ملے تو آپ اُن سے میری امت کیلئے ضرور دعا کروانا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ یوں ہی دس سال کا عرصہ گزرا ہر سال بالخصوص حج کے موقع پر یہی تلاش جاری رہی۔ بالآخر خلافت فاروقی کے آخر میں گیارہ سال بعد ایام حج کے دوران فاروق اعظم وحیدِ کز از رضی اللہ عنہما نے ابونتیس پہاڑی پر چڑھ کر زور سے آواز دی (يَا أَهْلَ الْيَمَنِ) اے یمن والو! تم میں سے کوئی اویس بھی ہے؟ تو ایک لمبی داڑھی والا عمر رسیدہ آدمی کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ مجھے پتہ نہیں آپ اویس کس کو کہہ رہے ہیں؟ البتہ میرا ایک بھتیجا ہے جس کو ہم اویس کہتے ہیں۔ لیکن وہ تو ایک گم نام پاگل ہے جسے ہم اپنے اونٹ چرانے کیلئے ساتھ رکھتے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ آپ کا بھتیجا کیا اس وقت یہاں کہیں ہمارے حرم میں موجود ہے؟ انہوں نے جواب دیا عرفات میں ہمارے اونٹوں کے پاس ہے۔ اس کے بعد حضرت عمر بن خطاب اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا دونوں نے سوار ہو کر عرفات کا رخ کیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں اونٹ چر رہے ہیں۔ اور خولجہ اویس قرنی قریب نماز پڑھ رہے ہیں۔ فاروق اعظم وحیدِ کز از رضی اللہ عنہما اپنی سوار یوں سے اتر کر، اپنی اپنی سوار یوں کو باندھ کر خولجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر آپ کو سلام کہا۔ خولجہ صاحب نے اُن کے سلام کا جواب دیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا آپ کون ہیں؟ خولجہ صاحب نے عرض کیا کسی قوم کا مزدور اور اُن کے اونٹوں کو چرانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ کا نام کیا ہے؟ جواب دیا۔ عبد اللہ۔ (اللہ کا بندہ) انہوں نے کہا ساری کائنات کے افراد اللہ تعالیٰ ہی کے بندے ہیں۔ ہم نے پوچھا ہے کہ جو نام آپ کی والدہ نے رکھا تھا وہ کیا ہے؟ خولجہ صاحب نے عرض کیا آپ کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمیں کچھ اوصاف معلوم ہو گئے ہیں۔ ایک نشانی دیکھنا چاہتے ہیں۔ آپ اپنا بایاں کندھا دکھا دیجئے اگر آپ کے کندھے پر سفید نشان

ہوگا تو آپ اویس قرنی ہونگے۔ جب خولجہ صاحب نے کندھا ننگا کیا تو وہ سفید نشان کندھے پر موجود پایا۔ فاروق اعظم اور مولیٰ علی دونوں نے لپک کر خولجہ اویس کے کندھے اور گردن کو چوم لیا اور کہا ہم گواہی دیتے ہیں۔ کہ آپ اویس بن عامر القرنی الیمینی ہیں۔ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ خولجہ صاحب نے عرض کیا میں ہمیشہ سب کیلئے اجتماعی دعا کرتا ہوں اور دعا کیلئے اللہ تعالیٰ کے اور بہت سے مقبول بندے ہیں۔ جن سے آپ جا کر دعا کروا سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا نہیں آپ ضرور دعا فرمائیں۔ خولجہ اویس قرنی نے عرض کیا۔ اب جبکہ آپ پر میری خصوصی حالت ظاہر ہوگئی ہے تو آپ فرمائیے کہ آپ کون ہیں؟ تو مولیٰ مشکل کشا نے فرمایا یہ میرے ساتھ امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور میرا نام علی بن ابی طالب ہے۔ اُس وقت خولجہ صاحب اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور کہا اے امیر المؤمنین عمر بن خطاب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آپ پر بھی سلام ہو اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس اُمت کی طرف سے جزائے خیر دے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”آپ یہاں ٹھہریں میں شہر مکہ شریف سے جا کر اپنے جوڑوں میں سے آپ کو کپڑوں کا ایک جوڑا پیش کروں۔ اور کچھ اشیاء ضرورت زندگی بھی پیش کروں۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ خولجہ صاحب نے عرض کیا میرا آپ سے کوئی وعدہ نہیں آپ آج کے بعد مجھے نہیں دیکھیں گے۔ آپ بتلائیے میں نان و نفقہ کو کیا کروں گا؟ کیا آپ میرے جسم پر اُون کی میلی کچیلی دو چادریں دیکھ رہے ہیں۔ یہ کب پھینکیں گی؟ یہ میرے جوتے جن کو میں نے نائکے لگا رکھے ہیں۔ میں ان کو کتنا عرصہ پہن کر توڑ ڈالوں گا۔ میرے پاس مزدوری کے چار درہم ہیں میں ان کو کب خرچ کروں گا؟ میرے سامنے اور آپ کے سامنے بہت بڑی بڑی دہشت ناک گھائیاں ہیں۔ جنہیں عبور کرنا ضروری ہے۔

اے امیر المؤمنین آپ مجھ پر رحم کریں۔ اتنی فراخی لباس اور مال کا حساب کون دے گا؟ جب یہ باتیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سُن لیں تو اپنا دُڑہ زمین پر دے مارا۔ اور بلند آواز سے کہا کاش عمر کی ماں اُس کو جنم نہ دیتی۔ کاش میری ماں بے اولاد ہوتی۔ ہے کوئی جو آج عمر سے یہ خلافت لے کر اُمت کا انتظام کرے؟ مجھ سے بوجھ ہلکا ہو جائے۔ اُس کے بعد خولجہ صاحب نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین جب تک میرا معاملہ میرے اور میرے مالک حقیقی کے درمیان تھا تو یہ مزدوری اور اُونٹوں کی نوکری کا کام ہو رہا تھا۔ لیکن اب جب میری کہانی اور راز فاش ہو چکا ہے تو آپ مجھے اجازت دیجئے آپ سے میری یہ ملاقات ختم۔ ایک دوسری روایت کا لفظ ہے۔ لَہُ وَالِدَۃٌ وَهُوَ بِہَا بَرٌّ“ اور خولجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ایک والدہ ہے جس کا وہ فرمانبردار ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ خولجہ اویس قرنی کو یہ مقام جو ملا تو وہ والدہ سے وفاداری اور خدمت کا ہی صلہ ہے۔ خولجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کے عہد رسالت میں دو چند بار عرب شریف میں جانے کا موقع ملا۔ لیکن آقا لچال مدنی منٹھار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں ہو سکی۔ اور نہ ہی شرف صحابیت سے بہرہ ور ہو سکے۔ یہ سابقہ مضمون روض الریاحین سے لیا گیا۔ اس حوالے سے کہ خولجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ کی خدمت کے فوض یہ مقام ملا کہ امام الانبیاء اپنی اُمت کیلئے ان سے دعا کروانا پسند کرتے ہیں۔ آئندہ چند احادیث فضائل والدین ملا حفظ فرمائیے۔

﴿فضائل والدین﴾

حدیث نمبر ۷۴: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْذِنُهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ أَحَىٰ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ ففِيهِمَا فَجَاهِد (ص ۳۱۳ جلد ۲، مسلم شریف)

ایضاً حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ خَرَجَ يَتَعَبَّدُ فِي صَوْمَعَتِهِ فَجَاءَتْ أُمُّهُ وَجَعَلَتْ كَفَّهَا فَوْقَ حَاجِبِهَا ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا إِلَيْهِ تَدْعُوهُ فَقَالَتْ يَا جَرِيحُ أَنَا أُمُّكَ فَكَلِّمْنِي..... الخ (ص ۳۱۳ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم مجھے میدانِ جہاد میں جانے کی اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو ان کی خدمت کرتا رہے تیرے لئے یہی جہاد ہے۔

ترجمہ حدیث ایضاً: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی پاک سے روایت ہے کہ ایک جرجی نامی عبادت گزار اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا تھا۔ کہ اُس کی والدہ نے اگر اپنے ہاتھ کو اپنے بھوؤں پر رکھ کر گرے کی طرف اپنا سر اٹھا کر آواز دی۔ اے جرجی میں تیری ماں تجھے بلا رہی ہوں۔ اتفاق سے حضرت جرجی اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔

(دل میں کہا) اے اللہ ادھر تیری عبادت ادھر میری والدہ تاہم نماز جاری رکھی۔ پھر ٹھہر کر حضرت جرجی کی والدہ نے آواز دی اور کہا اے جرجی میں تیری والدہ بول رہی ہوں میری بات سُنو۔ حضرت جرجی نے اپنے دل میں کہا یا اللہ ادھر تیری عبادت ادھر میری والدہ آواز دے رہی ہے۔ بہر کیف نماز جاری رکھی۔ حضرت جرجی کی والدہ بولی اے اللہ جرجی میرا بیٹا ہے۔ میں نے اس سے بات کرنا چاہی اس نے انکار کر دیا۔ تو تُو اسے اس وقت تک فوت نہ کر جب تک وہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جرجی کی والدہ اگر ارتکابِ زنا کی بدعا کر دیتی تو وہ بھی قبول ہو جاتی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا حضرت جرجی کے عبادت خانے کے آس پاس ایک گڈریا بکریاں چرایا کرتا تھا۔ شہر سے ایک بدکار لڑکی اس گڈریے کے پاس آئی اور اس سے زنا کروایا تو اسے حمل ہو گیا۔ لوگوں نے لڑکی سے پوچھا یہ کس کا کام ہے؟ اس نے کہا یہ کام تو میرے ساتھ جرجی نے کیا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ سُن کر لوگ طیش میں آ گئے۔ اپنی کستیوں اور کلہاڑیوں اور گلیتھیوں سے حضرت جرجی کا گرجا سہار کرنے کیلئے دوڑ پڑے۔ جب وہاں پہنچے تو اتفاقاً اس وقت بھی حضرت جرجی نماز پڑھ رہے تھے۔ غصے اور طیش میں آئے ہوئے لوگوں نے حضرت جرجی کو آواز دی وہ چونکہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو سب غصے میں بے قابو ہو گئے۔ اور اس کے گرجے کو گرانے لگے۔ نماز سے فارغ ہو کر دروازہ کھولا باہر نکلے پوچھا کیا بات ہے؟ تو انہوں نے کہا اس بچے سے پوچھو۔ بعض روایتوں کے مطابق حضرت جرجی کو لوگوں نے پیٹا مارا اور سر عام لا کر جواب طلبی کی۔ تو حضرت جرجی نے کہا مجھے ذرا مہلت دو وہاں دو گناہ ادا کر کے بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ”بچے

بول! تیرا باپ کون ہے؟ اُس نے صاف لفظوں میں کہا میرا باپ تو بکریوں کا فلاں چرواہا ہے۔ جب لوگوں نے شیرخوار بچے کی گواہی سنی تو کہنے لگے اے بُرج تیرے گرجے کو دوبارہ سونے اور چاندی سے تعمیر کروائیں گے۔ آپ نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں۔ اس گرجا کو دوبارہ مٹی سے ہی بناؤ۔

شرح حدیث نمبر ۴۷ و شرح حدیث ایضاً: ان دونوں احادیث میں نہایت مہتمم بالشان امور میں سے چند درج ذیل ہیں۔

☆ حضرت بُرج نہایت صاحب مقام ولی کامل بنی اسرائیل کی کسی ملت کے ایک اہم رکن تھے۔

☆ کسی بھی دین و ملت میں فرض عبادت کے دوران سوائے انبیاء کے مخلوق کے آداب بجالانا جائز نہیں۔ البتہ نفلی عبادت چھوڑ کر اہل حق میں سے کسی ایک کے آداب بجالائے جاسکتے ہیں۔ جن میں سے اولیائے کرام اور والدین کو ہر ملت میں اولیت حاصل رہی ہے لیکن جس نفلی عبادت کو مکمل ادائیگی سے قبل چھوڑ دیا بعد میں ان نوافل کی قضاء واجب ہوگی ☆ حضرت بُرج نفلی عبادت ہی کر رہے تھے۔ اگر فرض عبادت کر رہے ہوتے تو عین ممکن ہوتا کہ ماں کی بددعا قبول نہ ہوتی۔ اس شریعت محمدیہ مطہرہ میں آج بھی نفلی عبادت کے اجر سے والدین کی خدمت بجالانے کا اجر کہیں زیادہ ہے۔ جیسا کہ اسی حدیث میں جہاد سے افضل والدین کی خدمت بیان کی گئی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندہ نفلی عبادت کر رہا ہو اور والدین آواز دیں تو نفلی بدنی عبادت وہیں چھوڑ کر والدین کی بات سن کر تعمیل کرنے سے نفلی عبادت کو درمیان میں چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ ناراض نہیں ہوتا۔ البتہ وہ شروع کی ہوئی نفلی بدنی عبادت کی قضاء لازمی ہوگی۔

والدین کتنے ہی رُوسیاہ گنہگار کیوں نہ ہوں اولاد کے حق میں اُن کی دعایا بددعا ایک کا مقام رکھتی ہے۔

والدین اولاد کو بددعا دینے سے گریز کریں۔ یہ بھی ثابت ہے کہ ہر نفلی کام سے زیادہ باپ والی نیکی والدین کی خدمت ہے۔

انسان خواہ ولی کامل ہی کیوں نہ ہو والدین کے حقوق کو بالائے طاق رکھ کر اپنے مقام لاپیدگی کو قائم رکھنے یا حقیقی فوز و فلاح حاصل کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

خداداد صلاحیت سے ولی چاہے تو کائنات کی ہر اُس چیز سے باتیں کر سکتا ہے جو اسی طور پر بولنے پر قادر نہ ہو۔

والدین کی دعا سے اللہ تعالیٰ اپنے قانون اور تقدیریں بدل دیتا ہے

﴿ماں باپ کی خدمت مشکل کُشا ہے﴾

حدیث نمبر ۷۵: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا لِلَّهِ نَفَرٌ يَتَمَشَّوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَّوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ لَحِطَّتْ عَلَيْهِمْ فَمِنْ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَأَنْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ

..... الخ (ص ۳۵۳ جلد ۲، مسلم شریف)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی سفر پر نکلے راستے میں انھیں بارش نے آلیا۔ مجبوراً پہاڑ کی غار میں پناہ لینا پڑی۔ پہاڑ کے بالائی حصہ سے اچانک ایک چٹان لڑھک غار کے منہ میں چسپاں ہو گئی۔ ان تینوں نے ایک دوسرے سے کہا۔ زندگی میں جو

اعمال ہم نے صرف رضائے الہی کیلئے کئے ہیں۔ بارگاہ الہی میں ان نیک اعمال کا پیش کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری مشکل حل فرمادے۔ ایک بولا اے اللہ کریم میری چچا زاد بہن تھی۔ عورتوں پر فریفتہ مردوں کی نسبت مجھے اُس چچا زاد بہن سے زیادہ محبت تھی۔ ایک روز میں نے اُس سے جنسی پیاس بجانے کیلئے بُرے کام پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اُس نے انکار کر دیا۔ اور ایک مہم ڈال دی کہ اگر میں ایک سواشرنی لا کر اُسے پیش کر دوں تب وہ اپنے آپ کو میرے قابو میں دے گی۔ میں نے بڑی محنت اور مزدوری کر کے سواشرنی لا کر اُس کے سامنے رکھ دیں۔ خلوت میں جب میں اُس سے بُرا فعل کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا تو اُس نے کہا اے بھائی اللہ سے ڈر اور اس مہم امانت کو ناجائز طریقے سے نہ توڑ میں یہ بات سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُس بُرے فعل سے باز آ گیا۔ یا اللہ جیسا کہ تو فرماتا ہے کہ میں نے صرف تیرے خوف سے یہ بُرا کام چھوڑ دیا تھا اور وہ پیسے بھی واپس نہ لئے۔ تو ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے غار کا مینا نکال کھول دیا اور غار کے منہ سے پتھر کی چٹان اتنی ہٹا دی کہ آسمان نظر آنے لگا۔

دوسرا بولا: یا اللہ میں نے ایک مزدور کام پر لگا یا تھا۔ اس اجرت پر کہ چند چاول (مونجی) اُسے دوں گا۔ شام کو اس مزدور نے اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے مقرر کردہ چاول اُسے پیش کئے۔ اُس نے یہ چاول لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا یہ مزدور کم ہے۔ ناراض ہو کر چلا گیا۔ میں اُس چاول (مونجی) کی کاشت کرتا رہا۔ کئی سالوں تک یونہی سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس کاشت کاری کی آمدنی میں سے میں نے کئی کام خریدیں۔ اور اُن کو چرانے کیلئے کئی نوکر غلام خریدے۔ ایک دن وہی مزدور میرے آٹکلا اور اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے اُس سے کہا باہر جنگل میں فلاں جگہ گائے

رہی ہیں۔ اور اُن کو چرانے والے نوکروں سمیت سب کچھ تمہارا ہے۔ جا کر لے لو۔ تو اُس نے کہا تو مجھ سے مذاق کر رہا ہے۔ میں نے کہا ہرگز نہیں مزاح نہیں کر رہا۔ وہ سب مال نوکروں سمیت تیرا ہی ہے۔ تو وہ لے کر چلا گیا۔ اے اللہ کریم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام خالص تیری رضا کیلئے کیا تھا۔ تو تو اس عمل کے وسیلہ سے ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے غار کے منہ سے چٹان کافی پیچھے ہٹا دی لیکن کوئی آدمی باہر نہیں آ سکتا تھا۔

تیسرا بولا: اے اللہ کریم میرے والدین بوڑھے ضعیف العمر تھے۔ اور میری بیوی اور میرے بچے جن کی پیٹ پوجا کیلئے میں بکریاں چرا کر لاتا اور انھیں بکریوں کا دودھ پلاتا۔ لیکن پہلے اپنے والدین کو پلایا کرتا تھا۔ ایک روز مجھے شام کو واپس پراندھیرا ہو گیا۔ میں نے جلدی سے بکریوں کا دودھ دوہ لیا۔ اور والدین کے پاس پہنچا کیا دیکھا کہ وہ سو گئے ہیں۔ میں وہیں اُن کے پاس کھڑا ہو گیا۔ میرے بچے میرے پاؤں میں بھوک سے بلبلاتا رہے تھے۔ لیکن میں نے اُن کی پرواہ نہ کی۔ مجھے یہ پسند نہ تھا کہ والدین کو جگاؤں کیونکہ اُن کے آرام میں فرق پڑتا تھا۔ اور یہ بھی مجھے پسند نہ تھا کہ اپنے بچوں کو اپنے والدین سے پہلے دودھ پلا دوں۔ ساری رات یونہی کھڑا رہا۔ میرے بچے میرے قدموں میں روتے روتے سو گئے۔ صبح ہوئی والدین جاگے تو میں نے سب سے پہلے ان کو دودھ پلایا۔ اور بچوں کو بعد میں۔ اے اللہ کریم اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ خدمت والدین تیری رضا کیلئے کی تھی۔ تو تو آج ہمیں اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ پس اللہ تعالیٰ نے غار کے منہ سے ساری چٹان ہٹا دی۔

شرح حدیث: اس حدیث پاک کے اہم نکات میں سے چند ملاحظہ ہوں۔

☆۔ سابقہ اقوام کے اخلاقی تعمیری حالات سے فائدہ اٹھانا حق پرستی ہے۔ اور زندگی میں کبھی مشکل پیش آئے تو پُر خلوص نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے مشکل کشائی کروانا قرآن و سنت سے ثابت ہے۔

☆۔ کسی بھی انسان کا نیک عمل مشکل کشا ہو سکتا ہے۔ یا مشکل کشائی کروا سکتا ہیں۔ نیک عمل ذات نہیں صفت ہے۔ جس کی صفت مشکل کشا ہو سکتی ہے۔ صفت والا موصوف بھی یقیناً مشکل کشا ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ مجبوراً یہ کہہ دیتے ہیں کہ زندہ انسان زندہ کی مشکل کشائی کر سکتا ہے۔ فوت شدہ زندہ کی یا فوت شدہ کی مشکل کشائی نہیں کر سکتا۔ حالانکہ یہ تو ایک محض خطبہ ہے۔ کیونکہ اس قسم کے بے ادب لوگ جب یہ کہتے ہیں۔ کہ اللہ کے غیر سے مشکل کشائی کا تصور ہی شرک ہے۔ تو پھر اس نظریے میں زندہ یا فوت شدہ کی کوئی قید ہی نہیں ہے۔ اور اگر زندہ مشکل کشا ہو سکتا ہے شرک نہیں تو فوت شدہ مثلاً اولیاء انبیاء اس مرگ مشکل کشا مانے جائیں تو کیوں شرک ہے؟

☆۔ اور اسی حدیث پاک میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ مزدور کی مزدوری کبھی معاف نہ ہو گی۔ پوری زندگی میں کسی وقت بھی کسی مزدور یا کسی مظلوم کا حق واپس کیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی واضح ہوا کہ جرائم اور بالخصوص جنسی برائیوں کو رضائے الہی کی خاطر چھوڑنے والا مستجاب الدعوتہ ہوتا ہے۔ اس کی دعا فوراً قبول ہوتی ہے۔

☆۔ والدین کی خدمت کو تمام غیر فرض امور سے مقدم رکھنے والا بھی مستجاب الدعوتہ ہوتا ہے۔ منصب نبوت و ولایت کے شرعی لازمی آداب کے بعد ہر قسم کی خدمت الفت و صلہ رحمی میں انسان کیلئے والدین سے بڑھ کر اور کوئی زیادہ حقدار نہیں ہو سکتا۔

☆۔ والدین سے صلہ رحمی اور پیار کا حصہ باقی مخلوق سے کہیں زیادہ جو نا ضروری ہے۔

ہمیشہ کہ قرآن پاک یوں ارشاد فرما رہا ہے۔ وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (پارہ ۱۵ ابنی اسرائیل) ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رب نے یہ حتمی فیصلہ فرما دیا ہے کہ اُس کے بغیر کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔ اللہ جلّ مجدہ نے والدین کی خدمت کو اپنی عبادت کے بعد کیسے ثانوی حیثیت دی ہے۔ گویا کہ یوں فرما دیا کہ فرائض دین کے بعد تمام غیر فرض امور سے بڑھ کر ثواب کے لحاظ سے والدین کی خدمت ہے۔

☆۔ والدین کتنے بھی بد کردار، جرم پیشہ، اخلاقیات سے کورے ناپسندیدہ ہوں۔ اولاد کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ والدین پر ہاتھ اٹھائیں یا بے ادبی سے سخت زبان استعمال کریں۔ یہ حکم قرآن پاک سے ثابت ہے۔ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا (پارہ ۱۵) کسی بھی بُرے یا غلط فکر و عمل سے باز رکھنے کیلئے صرف اخلاقی طور پر پیار سے ہی اولاد کا اپنے والدین کو سمجھانے کا حق ہے۔

☆۔ کسی غلط کام، بُرے فعل یا ارتکاب شرک و کفر میں والدین کی اطاعت کرنا ان کی بات ماننا سخت گناہ ہے۔ اس کے علاوہ والدین کا ہر حکم اولاد کیلئے مقدم رکھنا لازم ہے۔

نکتہ:

☆۔ والدین میں سے ماں باپ کے کسی کام یا غلطی پر اُف یا اعتراض کرنا قرآن پاک کی رُو سے حرام ہے جن سے غلطی اکثر ممکن بھی ہے اور جس سے غلطی ہو ہی نہیں سکتی نبی کی ذات با اطمینان اُس کو پیدا کرنے والے خالق کلّ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کسی بھی امر میں اعتراض کرنا چینی کا کسی کو کیسے حق ہو سکے گا۔

﴿فوت شدہ کی قضا شدہ نمازوں کے علاوہ اسکے تمام قضا شدہ فرائض کی ادائیگی زندہ آدمی کر سکتا ہے﴾

حدیث نمبر ۷۶۷۰: عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَتْ أَمْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ وَعَلَيْهَا صَوْمٌ نَذِرًا أَفَأَصُومُ عَنْهَا قَالَ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ دَيْنٌ فَقَضَيْتِيهِ أَكَانَ يُؤَدَّى ذَلِكَ عَنْهَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَصُومِي عَنْ أُمِّكَ وَفِي رَوَايَةٍ إِنَّ أُمِّي لَمْ تَحُجَّ أَفَأُحُجُّ عَنْهَا قَالَ حُجِّي عَنْهَا

(ص ۳۶۲ جلد ۱، مسلم شریف)

ایضاً حدیث: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ "لِلصَّحَابِ الرَّسُولُ" مَنْ يَضْمَنُ لِي مِنْكُمْ أَنْ يُصَلِّيَ لِي فِي الْمَسْجِدِ الْعَشَارِ رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ يَقُولَ هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ

(۳۶۸ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۹۲ باب ذکر البصرۃ ابوداؤد)

وَقَالَ صَاحِبُ الْمُمَاعَاتِ مُلَّا عَلِيُّ الْقَارِيُّ قَوْلُهُ هَذِهِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ الظَّاهِرُ أَنَّ مَعْنَى ثَوَابِ هَذِهِ الصَّلَاةِ لِأَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ جَازَ فِي الْعِبَادَةِ الْبَدَنِيَّةِ أَنْ تُجْعَلَ ثَوَابُ عَمَلٍ لغيرِهِ وَأَمَّا فِي الْعِبَادَةِ الْمَالِيَّةِ فَجَائِزٌ بِالِاتِّفَاقِ لِمُعَاتٍ

سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب سیدنا ابوالمرسلین کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ عرض کرنے لگی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ فوت ہو چکی ہے۔ اور اس نے روزہ رکھنے کی منت مانی تھی۔ کیا اس کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا! کیا تیری ماں پر قرضہ ہوتا تو وہ ادا کرتی۔ اور کیا یہ اس کا قرضہ ادا ہو جاتا۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تو اپنی والدہ کی طرف سے نذر پوری کر۔ ایک روایت میں ہے کہ۔ یا رسول اللہ میری والدہ نے حج نہیں کیا تھا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی والدہ کی طرف سے توجج کر سکتی ہے۔

ایضاً حدیث: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ صحابہ کرام کی اس جماعت سے اپیل کی جو ملک شام جا رہی تھی۔ اور وہاں وادی ابلہ میں ایک مسجد عشا تھی۔ کہ تم صحابہ کرام میں سے کوئی ایک صحابی مجھے اس بات کی کیا ضمانت دے سکتا ہے کہ وہ ملک شام کی وادی ابلہ کی مسجد عشا میں دو رکعت نماز نفل میرے لئے ادا کرے۔ اور پھر کہے کہ یہ نفل ابو ہریرہ کیلئے ہیں۔

اعلیٰ قاری شرح حدیث ہذا میں بیان فرماتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ اس نماز دو گانہ کا ثواب ابو ہریرہ کیلئے ہے۔ محققین یہاں سے ثابت کرتے ہیں کہ بدنی عبادات میں ایصال ثواب جائز ہے کہ کوئی مسلمان شخص اپنے نیک عمل کا ثواب دوسرے زندہ مسلمان کی ملکیت کر دے۔ بدنی عبادت کے ایصال ثواب میں بعض علماء اختلاف کرتے ہیں۔ لیکن مالی عبادت کے ایصال ثواب میں کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔

شرح حدیث: اس حدیث پاک میں ایصال ثواب (کسی کو ثواب پہنچانا) کے کئی مختلف

طریقے بیان کئے گئے ہیں۔

☆ کسی بھی اہل حق کو ثواب پہنچانے کے دو طریقے ہیں۔ مالی عبادت کا ثواب اور عبادت کا ثواب، مالی عبادت میں تمام صدقات خیرات، کفارے، فطرانے اور زکوٰۃ کی ادا کیگی شامل ہے۔ بدنی عبادت میں نماز، روزہ، حج تمام فرائض اور تمام نوافل اور دعا کی شامل ہیں۔

نکتہ:- سوائے فرض نماز کے ہر قسم کی شرعی لازمی عبادت کی قضاء کسی بھی فوت شدہ آدمی کی طرف سے ادا کی جاسکتی ہے۔

☆ اہل حق کے کسی بھی فرد کو خواہ وہ دنیا کی زندگی سے منسلک ہو یا آخرت کی زندگی سے منسلک ہو۔ قرآن وحدیث کی رو سے کسی بھی نیک عمل کا ثواب پہنچانا جائز ہی نہیں بلکہ بہت پسندیدہ عمل ہے۔ اپنی کسی بھی نیکی کا ثواب جتنوں کو پہنچایا جائے اتنے ملنا والے کو مزید ثواب دے دیا جاتا ہے۔

☆ ایصالِ ثواب کرنے والے کے اعمال نامے سے اُس کے نیک عمل کا ثواب ختم نہیں کیا جاتا۔ بلکہ وہ ثواب اپنی بھرپور کیفیت میں ثواب پہنچانے والے کے اعمال نامے میں بدستور موجود رہتا ہے۔ اس بات پر قرآن کریم گواہ ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ (پارہ ۲۸)

ترجمہ۔ اور وہ ایمان والے جن کی اولاد ان کے نقش قدم ایمان پر قائم رہی۔ ہم ان کی اولاد کو ان کے پاس پہنچا دیں گے۔ اور ان اسلاف ایمان والوں کے مرتبے میں بھی کوئی کمی نہیں کریں گے۔ (پارہ ۲۸) یعنی ایمان پر قائم رہنے کے بعد نیک عمل کی

ضرورت ہے۔ اور ایمان والوں کے نیک اعمال اُن کیلئے بھی کافی رہیں گے۔ اور اُن کی اولادوں کو بھی فضیلت کا حصہ ملے گا۔ لیکن اسلاف ایمان والوں کے درجہ اور مرتبے میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ اس طرح ایصالِ ثواب کرنے والے کو اُس کے نیک اعمال کا اجر پورا پورا دیا جاتا ہے۔ اور جس کو ثواب پہنچایا جاتا ہے اُس کو بھی بھرپور ثواب دیا جاتا ہے۔ ☆ (ص ۱۶۹ جلد ۱) ابو داؤد اور نسائی کی ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہے۔ اگر وہ اچانک فوت نہ ہوتی تو ہمیں اپنے لئے صدقہ یا خیرات کا ضرور حکم دیتی۔ کیا اُس کو میں کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کیلئے پانی کا صدقہ کر دو اُس کو ثواب پہنچے گا۔ تو حضرت سعد بن معاذ نے اپنی والدہ کیلئے پانی کا کنواں کھدوا دیا۔ اس کنویں کا نام تبیر اُم سعد رکھا گیا۔ یعنی سعد کی والدہ کا کنواں۔

☆ فوت شدہ ماں باپ کی عاق نافرمان بیٹی یا بیٹا اپنے والدین کو ایصالِ ثواب کرتا رہے۔ تو والدین عالم برزخ میں راضی ہو جاتے ہیں۔ اور اولاد ابرار کی صف میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور دنیا کی جس قسم کی بھی بہترین نعمت کا ایصالِ ثواب کیا جائے تو اسی قسم کی نعمت فوت شدہ کو جنت سے دے دی جاتی ہے۔

”وَأَتُوا بِهِ مُتَشَابِهًا“ خوردنی، نوشیدنی، پوشیدنی ہر قسم کے لباس سمیت جیسا بھی ایصالِ ثواب ہوگا۔ ویسی ہی چیزیں جنت میں موجود ہیں۔ وہاں سے دے دی جاتی ہیں۔ بظاہر شک تو جنت کی چیزیں دنیا کی نعمتوں کی طرح ہی ہوں گی۔ لیکن پائیداری، افادیت اور ذوق کے لحاظ سے نہایت مختلف ہوں گی۔ ایک حدیث پاک میں مذکور ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

”مسلمان کو فوت ہونے کے بعد تین چیزیں فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ ۱۔ نیک اولاد ۲۔ کسی دین کا علم سکھایا ۳۔ مالی صدقہ جاریہ۔

یعنی کوئی بھی ایسا مالی طور پر نیک عمل جس کے مفید اثرات مرنے کے بعد بھی قائم رہیں۔ پس مرگ فائدہ پہنچانے والے ہر نیک عمل کو صدقہ جاریہ کہا جاتا ہے۔ جس کی افادیت مدت مدید تک جاری و ساری رہے۔ ابو داؤد، نسائی، ترمذی اور بخاری نے اس حدیث کو روایت کیا (ص ۱۱۸ کشف الخفاء ص ۳۶ مشکوٰۃ شریف)

﴿کتاب الرقاق (دل نرم کرنے والی احادیث)﴾

(توبہ)

حدیث نمبر ۷۷۷:- عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهِ لَللَّهِ أَشَدُّ فَرْحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ كَانَ فِي سَفَرٍ فِي فُلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَأَوَى إِلَى ظِلِّ شَجَرَةٍ فَنَامَ تَحْتَهَا فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ لَمْ يَجِدْ رَاحِلَتَهُ فَاتَى شَرَفًا فَصَعِدَ عَلَيْهِ فَأَشْرَفَ فَلَمْ يَرِ شَيْئًا ثُمَّ أَتَى الْآخَرَ فَأَشْرَفَ فَلَمْ يَرِ شَيْئًا فَقَالَ أَرْجِعْ إِلَى مَكَانِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ حَتَّى أَمُوتَ..... الخ، رَوَاهُ مُسْلِمٌ، وَأَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَالتَّحَاكِيمُ وَالْبَيْهَقِيُّ (ص ۳۰۶ جلد ۲ کشف الخفاء)

ترجمہ:- ایک صد چودہ احادیث کے راوی صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

روایت ہے۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے گناہگار بندے کی اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر اس آدمی کی نسبت زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو سفر کے دوران کسی چٹیل میدان میں پہنچا اور آرام کیلئے کسی درخت کے نیچے سو گیا۔ پھر ہوا تو سواری گم پائی۔ وہاں کسی اونچے ٹیلے پر چڑھ کر دیکھا سواری نظر نہ آئی۔ دوسری پہاڑی پر چڑھ کر دیکھا لیکن سواری کہیں نظر نہ آئی۔ تو مایوس ہو کر واپس اسی درخت کے نیچے آکر لیٹ گیا کہ بس اب موت ہی آئے گی۔ تو اچانک دیکھتا ہے کہ اس کی سواری اپنی گیل کی رسی کھینچے اُس کی طرف آرہی ہے۔ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ وہ آدمی اسے خوشی کے بے قابو ہو کر بولا۔ اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا خدا۔

اس مسافر آدمی کی خوشی سے اللہ تعالیٰ اپنے اُس بندے پر زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ کر لیتا ہے۔ اس حدیث کو احمد، نسائی، حاکم اور بیہقی نے روایت کیا۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں درج ذیل نکات موجود ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ کسی ذہن یا شعور کی اُس کی بندہ نوازیوں کی مکمل کیفیت تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

۲۔ سچی پکی توبہ تقویٰ کا مدار حقیقت ہے۔ توبہ کرتے وقت مکمل ندامت اور شرمندگی سے آئندہ وہ فعل کبھی بھی نہ کرنے کا ہمتا ہو جائے تو یہ سچی توبہ ہے۔ اگر اسکے باوجود وہی گناہ دوبارہ سرزد ہو جائے تو سابقہ توبہ کی فضیلت قائم ہی رہے گی۔

﴿گناہ سے مکمل شرمندگی توبہ ہی ہے﴾

حدیث نمبر ۷۸:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ النَّدَامَةُ تَوْبَةٌ رَوَاهُ أَبُو مَاجَةَ وَأَبْنُ حِبَّانٍ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَ إِسْنَادُهُ وَرَوَى أَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَفَّارَةُ الذَّنْبِ النَّدَامَةُ (ص ۳-۱۳ جلد ۴، احیاء العلوم)

حدیث ایضاً نمبر ۱:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْجُ النَّارَ مَنْ بَكَى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۳۳۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۲:- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَعَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ رَفَعَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا أَبْنِ آدَمَ مَا تَضَعُ بِالدُّنْيَا حَالَهَا حَسَابَ حَرَامِهَا عِقَابَ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ وَابِيهَقِي (ص ۴۱۷ جلد ۱، كشف الخفاء) ترجمہ:- سیدنا انس بن مالک اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پشیمانی توبہ ہے۔

حدیث ایضاً نمبر ۱:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو انسان اللہ تعالیٰ کے خوف سے روپڑا وہ ہرگز ہم میں داخل نہیں ہوگا۔ یہاں تک کہ دودھ واپس پستان میں چلا جائے۔

حدیث ایضاً نمبر ۲:- سیدنا عبد اللہ بن عباس و سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے آدم کے بیٹے تو ایسی دنیا کو کیا کرے گا۔ جس کے حلال مال کا حساب ہوگا۔ اور حرام مال صرف عذاب ہی ہوگا۔ ان تینوں احادیث کو ابن ماجہ اور ابن حبان اور حاکم اور احمد اور ترمذی، دیلمی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ایضاً:- ان احادیث میں بہت سے حقیقت نواز انداز موجود ہیں۔ گنجی توبہ کیلئے خلوص دل کا ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی گنہگار خلوص دل سے کسی گناہ کی توبہ کرتا ہے۔ اور پھر کسی آئندہ وقت وہی جرم اس سے سرزد ہو جاتا ہے۔ تو پچھلی دفعہ وہی گناہ کرنے پر جو خلوص دل سے توبہ کی تھی اس کے اجر میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ایک حدیث پاک میں ہے۔ **التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ**۔ یعنی کسی کی گناہ سے سچی توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا اُس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔ اور ایک حدیث پاک میں ہے۔ **التَّائِبُ حَبِيبُ اللَّهِ**۔ توبہ کرنے والا اللہ کا حبیب ہے۔ کسی گناہ میں آلودہ ہونے کے بعد دل میں شرمندگی آئے تو باعثِ رحمت ہے لیکن گناہ کی معافی اُس وقت متصور ہوگی۔ جب دل سے ایک دفعہ مکمل خلوص نیت سے توبہ ہو جائے۔

دو بار وہ گناہ کرنے کا قطعی کوئی ارادہ نہ رہے۔ ضروری نوٹ:- صرف اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کرنے کی صورت میں شرمندگی اور صرف

خالص توبہ ہی کافی ہے۔ لیکن بندوں کے حق کو ضائع کرنے والا جب تک بندے کے معافی نہیں لے لیتا توبہ قبول نہیں ہوتی۔ قیامت کے دن مظلوم جب تک معاف نہیں کرے گا۔ ظالم کو اللہ تعالیٰ معافی نہیں دے گا۔ صرف ایک ہی صورت ہو سکے گی کہ اللہ تعالیٰ جس ظالم کو بخشا چاہے گا۔ مظلوم سے کہے گا ظالم کو معاف کر دے۔ مظلوم نہیں مانے گا تو اللہ تعالیٰ مظلوم سے فرمائے گا تو اپنا حق ظالم کو معاف کر دے میں اپنا حق مجھے معاف کرتا ہوں اور تم دونوں جنت میں چلے جاؤ۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو ظالم کی اپنی جہنم نیکیوں سے مظلوم کا حق پورا کیا جائے گا۔ اور اگر ظالم کے پاس اتنی نیکیاں بھی نہ رہیں جس سے وہ مظلوموں کے حقوق واپس کر سکے۔ تو ظالم کو جہنم جانا ہوگا۔ اور مظلوم کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے معاوضہ ادا کرے گا۔ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ رَبِّي شَيْئًا۔

☆ گناہ سرزد ہو جانے پر آنکھوں سے آنسو کا نکل جانا یہ بھی اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ دَمْعَةُ الْعَاصِي تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ۔ گناہ گار آدمی کے آنسو اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتے ہیں۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے۔ کہ روزِ محشر گناہ گاروں کو دیکھ کر دوزخ کی آگ بھڑکے گی۔ اور گناہ گاروں کی طرف حملہ آور ہو کر بڑھے گی۔ جو زبانِ ملائکہ دوزخ کو زنجیروں سے کھینچ کر روکنے کیلئے مقرر کئے گئے ہونگے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کریں گے۔ یا الہی ہمارے بس کی بات نہیں رہی۔ آواز آئے گی گناہ گاروں کے آنسوؤں کا پانی دوزخ کے منہ پر چھڑکا دوزخ پیش قدمی سے رُک جائے گی۔

رونے اور آہ و بکا کی مختلف صورتیں ہیں۔ کوئی دنیا کی محبت میں روتا ہے۔ کوئی زخم کے درد، بیماری کی سگینی سے روتا ہے۔ کوئی منافقت کا رونا روتا ہے۔ بارگاہِ خداوندی میں جس

رونے اور آنسو کی قدر و قیمت ہے۔ وہ ہے صحیح العقیدہ مسلمان کے نکلنے والے خلوص نیت سے اس کی آنکھوں کے آنسو۔ ورنہ منافقت کا رونا یا دنیا کیلئے سب بے قیمت ہیں۔ لہذا نکلنے والے کسی کی آنکھ سے آنسو کی قبولیت دو چیزوں سے مشروط ہے۔ صحیح العقیدہ مسلمان ۲۔ خلوص نیت

جب تک یہ دونوں چیزیں اکٹھی بیک وقت نہیں پائی جاتیں تو اس رونے کی کوئی قیمت یا قبولیت نہیں ہے۔ بد مذہب، گندے عقیدوں والے اور خود کو مسلمان کہلانے والے۔ ہندو، سکھ، عیسائی، دھریے بھی رویا کرتے ہیں۔ لیکن وہ بارگاہِ ایزدی میں شرفِ قبولیت حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے کہ نہ اُن کا عقیدہ صحیح ہے۔ اور نہ نیت خالص ہے۔

خلوص نیت کی صرف اُسی وقت توفیق ہو سکتی ہے یا وہی خلوص نیت قابلِ اعتبار ہو سکتا ہے۔ جبکہ رونے والا صحیح العقیدہ صحیح مسلمان ہو۔ دنیاوی مطالب کیلئے رونا بھی وہ فضیلت نہیں رکھتا۔ جس کی فضیلت قرآن و سنت نے بتلائی ہے۔

ایمانی ارتقاء، خوفِ خدا، طلبِ معرفت، قربِ خداوندی، عشقِ رسول و محبتِ اولیاء میں رونے کی قدر مُسلم رہی ہے۔

حدیث ایضا میں دُنیا کی بے بنیادی کا ذکر ہے۔ کہ دُنیا کے حلال مال کا حساب ہوگا۔ کہ دولت کے حقوق زکوٰۃ، عشر، صلہ رحمی کے حقوق ادا کئے یا نہیں؟ حلال کمائی سے رشتہ داروں کا حق ادا کیا یا نہیں؟ نفلی صدقات کہاں کہاں خرچ کئے اور کس کس غرض سے خرچ کیا لیکن حرام کمائی ہوئی دولت پر ایسے سوالات ہرگز نہیں کئے جائیں گے۔ کیونکہ حرام مال پر نہ تو زکوٰۃ ہے اور نہ عشر ہے۔

اور جس کی کمائی کے تمام ذریعے حرام ہیں ایسا آدمی اگر کسی بھی رفاہِ عامہ میں یا نیک کام

میں خرچ کرے گا تو اُسے ثواب نہیں ملے گا۔ بلکہ اُلنا مجرم ٹھہرے گا اور گناہ ہوگا۔ حرام کمائی کسی بھی شکل میں ہو حرام ہی ہے۔ مثلاً اولاد جانتی ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد نے اصول فروشی کر کے اُس غداہی کے بدلے ایسی جائیدادیں حاصل کیں۔ جن جائیدادوں کے قابضین آباد کنندگان پہلے سے موجود تھے۔ اور اُن کو بے دخل کر کے اپنے اثر و رسوخ سے مالک بن بیٹھے۔ ایسی جائیدادوں کی کمائی تمام تر حرام ہے۔ اُن سابقہ قابضین مستحق لوگوں کو ایسی جائیدادیں واپس کرنا لازمی حق ہے۔ البتہ اصول فروشی کے بدلے اور غداہی کر کے جو سفید زمینیں ہتھیالی گئیں اُن کا حکم مقبوضہ جائیدادوں کی طرح نہیں ہے۔

☆۔ جس آدمی کی کمائی ملی جلی ہے۔ کچھ حلال آمدنی اور کچھ حرام تو ایسی مخلوط کمائی والے سے نیک رفاہ عامہ کی ضروریات میں رقوم لی جاسکتی ہیں۔ لیکن اگر ایسا آدمی واضح کر دیتا ہے۔ کہ نیک کام میں جو حصہ ڈال رہا ہوں۔ یہ تمام تر حرام کمائی کے کھاتے سے دے رہا ہوں۔ تو ایسی رقم یا کوئی چیز کسی بھی نیک کام میں خرچ کرنا سخت گناہ ہے۔ اور اُس سے لینا بھی سخت جرم ہے۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک آدمی دُور دراز سے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے خانہ کعبہ پہنچتا ہے اور ”مَطْعَمُهُ حَرَامٌ، مَلْبَسُهُ حَرَامٌ، مَشْرَبُهُ حَرَامٌ اَنْیٰی يُسْتَجَابُ لَهُ“ اس کا کھانا اور پینا اور لباس حرام کی کمائی سے ہے۔ اُس کی دعا کیے قبول ہوگی۔ دوسری حدیث پاک میں ہے۔ ”كُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُخْتٍ فَالنَّارُ اُولٰی بِهٖ۔ جو جسم حرام مال سے پرورش پائے گا۔ اُس کیلئے صرف دوزخ کی آگ کافی ہے۔ بزرگان دین نے حلال کمائی کو نصف ولایت قرار دیا ہے۔ یعنی جو مسلمان مکمل طور پر حلال کمائی کا مالک ہے وہ اللہ تعالیٰ کا نصف ولی ہے۔

﴿پرہیزگار زمیندار اور بادلوں کے ذریعے

سیرابی کا نظام قدرت﴾

حدیث نمبر ۷۹۷:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَنَا رَجُلٌ بِقُلَاقٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ إِسْقَى حَدِيقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشَّرَاجِ قَدْ اسْتَوَّ غَبَّتْ ذَلِكَ الْمَاءُ كُلَّهُ فَتَتَبَعَ الْمَاءُ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَةٍ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمَسْحَاتِهِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا اسْمُكَ قَالَ فُلَانٌ لِلَّهِ سَمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ لِمَ سَأَلْتَنِي عَنْ اسْمِي قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَأْوُهُ..... الخ (ص ۳۱۱ جلد ۲ مسلم شریف)

ترجمہ:- سیدنا عبدالرحمن بن صخر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی پاک سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے سفر کے دوران کسی علاقہ میں فضا میں گزرنے والے ایک بادل سے یہ آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کر دو تو فضا کے بادلوں میں سے بادل کا ایک ٹکڑا الگ ہو گیا۔ اور اس نے پوری وادی میں خوب بارش برسا دی۔ اُس برسات کے پانی کے ریلوں میں سے پانی کے ایک ریلے نے قریبی باغ کا رخ کیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی اُس باغ میں کھڑا اپنی کستی سے کھیتوں کو پانی لگا رہا ہے۔ میں نے

پوچھا اے اللہ کے بندے تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے وہی نام بتایا جو میں نے بادل سے سنا تھا۔ تو اُس نے مجھ سے کہا! اے اللہ کے بندے تو نے میرا نام کیوں پوچھا؟ میں نے کہا بادل سے آپ کے نام کی آواز آئی تھی کہ فلاں (یعنی آپ) کے باغ کو پانی دے دو۔ اس باغ میں آپ کی کیسی مصروفیت ہے۔ اُس نے کہا جب تُو نے پوچھ ہی لیا تو سُن لے کہ میں اس باغ کی پیداوار کے تین حصے کر لیتا ہوں۔ ایک حصہ فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ اور دوسرا حصہ میں اپنے اہل و عیال کیلئے لے لیتا ہوں۔ اور تیسرا حصہ باغ پر خرچ کر دیتا ہوں۔

(ص ۴۱۱ جلد ۲، مسلم شریف)

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں مالی صدقہ کی روحانیت اور اس ذریعہ سے قربِ بارگاہِ ایزدی کے جلووں کا ذکر ہے۔

☆ وہ کتنا خوش قسمت مسلمان ہے۔ جو دنیا کی دولت کے عوض اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درجہ کی مقبولیت حاصل کر لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے بادل کے ذریعے جس شخص کے باغ کو سیراب کریں۔ وہ کتنا محبوب ترین ولی کامل ہے۔ زمین کی پیداوار کے تین حصے کرنا۔ یہ باغ کے مالک ولی کامل کی محض لکھیت کی منفرد سوچ تھی۔ ورنہ شریعتِ مُحَمَّد **يَّة عَلَى صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ تَحِيَّةٍ** میں زمین کی کل پیداوار میں تمام زمینی اخراجات نکال کر باقی اجناس پیداوار کا (بارانی زمینوں میں) دسواں اور نہری ذرائع سے سیراب ہونی والی زمینوں میں بیسویں حصہ کا نام عشر کے لفظ سے شرعی قوانین کے مطابق معروف و مشہور ہے۔ جس کا مستحقین تک پہنچانا لازمی حقِ اسلام ہے۔ یا جس زمین کو پانی خرید کر لگایا جاتا ہو ایسی زمین کی پیداوار میں بیسواں حصہ عشر کے نام سے مستحقین کو پہنچانا لازمی ہے۔ جو زمیندار زمین کی پیداوار کا عشر مستحقین کو ادا نہیں کرتا وہ کتنا ہی حاجی، غازی

نمازی، پرہیزگار ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ بعض زمین دار ایک خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں۔ دیکھیں اور رنگ برنگے کھانے پکا کر دعوتِ عام کر دی۔ اس خوش فہمی میں کہ دعوت کی دعوت، شہرت کی شہرت اور عشر اور زکوٰۃ بھی ادا اور لوگوں میں کزو فر بھی بے بہا۔ حالانکہ دعوتِ عام یا افطاری کا اہتمام یا اسلامی تہواروں پر پکائے گئے طعام یا نفلی صدقہ و خیرات عشر اور زکوٰۃ کی جگہ نہیں لے سکتے۔ عشر اور زکوٰۃ اسلام کا لازمی فرض ہے۔ اور دعوتِ عام یا افطاری کا اہتمام یا نفلی صدقات وغیرہ لازمی نہیں ہیں۔ بڑے بڑے جاگیردار اور اکثر مالدار بھی اس جرم میں ملوث ہیں۔

☆ اپنی سابقہ حالت کو بھول جانے والا انسان اللہ و رسول کا منظورِ نظر نہیں ہو سکتا ☆

حدیث نمبر ۸۰:۔ **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَ أَقْرَعَ وَ أَعْمَى..... الخ** (ص ۴۰۸ جلد ۲، مسلم شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک پھلہری والا

(جسم پر سفید بد نما قسم کے داغ وغیرہ کو پھلہری کہتے ہیں) دوسرا کوڑھی والا بد شکل اور تیسرا اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تینوں سے امتحان لیا۔ اُن تینوں کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پھلہری والے کے پاس آیا۔ اور اُسے کہا تجھے کیا چیز پسند ہے؟ اُس نے کہا سب سے پہلے مجھے پھلہری کے مرض سے شفاء حاصل ہو۔ اچھا جسم اور تندرستی پسند ہے۔ کیونکہ اسی پھلہری کے مرض کی وجہ سے معاشرہ میں باعثِ نفرت ہوں۔ فرشتے نے اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اُس کی (برص کی بیماری) پھلہری ختم ہو گئی۔ اور جسم کی کھال صاف بے داغ

ہو گئی۔ پھر فرشتے نے پوچھا۔ تجھے کونسا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا مجھے اُونٹ پسند ہیں۔ حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اُس پھلہری والے کو دس اونٹنیاں دے دی گئیں۔ فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے اس مال میں برکت دے۔

اس کے بعد کوڑھی کے مرض والے بد شکل آدمی کے پاس وہ فرشتہ گیا۔ اور اُس سے پوچھا تجھے کیا پسند ہے۔ اُس نے کہا مجھے کوڑھی مرض سے شفاء اور اچھی شکل چاہیے۔ میں بد شکل ہونے کی وجہ سے معاشرہ میں کٹ کر رہ گیا ہوں۔ فرشتے نے اُس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اُس کا کوڑھی پن ختم ہو گیا۔ شکل اچھی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کے اُس فرشتے نے اُس آدمی سے پوچھا۔ تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا مجھے گائے کی نسل پسند ہے۔ تو فرشتے نے اُسے ایک حاملہ (بچہ دینے والی) گائے لا کر دی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے اس مال میں برکت دے۔ اس کے بعد وہ فرشتہ اندھے آدمی کے پاس گیا۔ اور کہا تجھے کیا چیز پسند ہے؟ اُس نے کہا میری آنکھوں کی بینائی واپس لوٹ آئے۔ فرشتے نے اُس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اُس نے کہا مجھے بکریاں پسند ہیں۔ تو اُس کو فرشتے نے ایک حاملہ بکری لا کر دی۔ اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے مال میں برکت دے۔ چنانچہ ان تینوں کے مال ایک کی اُونٹ نسل میں، دوسرے کی گائے نسل میں، تیسرے اندھے کی بکری نسل میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ حتیٰ کہ ان کے پاس کئی کئی ریوڑ تیار ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد وہی فرشتہ انسانی شکل میں پھلہری والے کے پاس آیا۔ اُس نے کہا میں مسکین پر دیسی مسافر ہوں۔ میرا سفر ابھی بہت ہے۔ اس وقت مجھے سوائے رب کی ذات کے اور تیرے سوا اور کوئی آسر نہیں ہے۔ میں اُس ذات کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا

ہوں۔ اپنے مال سے مجھے کچھ حصہ دے۔ اُس نے کہا میرے اپنے اخراجات ہی پورے نہیں ہوتے تجھے کہاں سے مال دوں؟ فرشتے نے اس سے کہا جو انسانی شکل میں تھا۔ مجھے تو کچھ یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ تو وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پھلہری کی بیماری سے نجات دی تھی۔ جب کہ لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے۔ اور اُونٹوں کا مال دیا تھا۔ اُس نے کہا مجھے تو زندگی بھر ایسا نہیں ہوا۔ مجھے تو وراثت میں یہ تمام مال ملا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو پھر ویسا ہی ہو جا جیسے پہلے تھا۔ چنانچہ وہ دیکھتے ہی دیکھتے چند دنوں میں محتاج اور غریب ہو گیا۔ اور پھلہری کے مرض کا شکار ہو گیا۔

اس کے بعد وہ فرشتہ اُس آدمی کے پاس آیا۔ جو کوڑھی کی بیماری میں مبتلا رہا تھا۔ اور اسی طرح اُس سے گفتگو ہوئی۔ اُس نے بھی ایسا ہی جواب دیا۔ تو فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو پھر ویسا ہی ہو جا جیسا پہلے تھا۔ چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ چند دنوں میں کنگال ہو گیا۔ مال جاتا رہا۔ اور کوڑھی مرض میں مبتلا ہو گیا۔

پھر وہ فرشتہ اُس آدمی کے پاس آیا جو پہلے اندھا تھا۔ اُس سے بھی ایسی ہی گفتگو ہوئی تو اُس نے جواب دیا۔ ہاں میں واقعی پہلے اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا مجھے روشن آنکھیں عطا کیں۔ اور بکریوں کا بے تحاشہ مال عطا کیا۔ لہذا اے سوال کرنے والے مسافر راغبیر جتنا تیرا جی چاہتا ہے میرے مال سے لے سکتا ہے۔ اُس فرشتے نے کہا جو انسانی شکل میں تھا۔ مجھے تیرے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔ تیرے دونوں ساتھی پھلہری مرض والا اور کوڑھی مرض والا سے اور تجھ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے میں امتحان لینے آیا تھا۔ جس میں تیرے دونوں ساتھی ناکام اور برباد ہوئے۔ مال بھی اُن کا برباد ہوا۔ اور تُو کامیاب ہوا۔ تجھے مبارک ہو۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں متعدد امور واضح ہیں۔
جو دو سخا اور وسیع النظری کی برکت۔

۱:- امارت ہو غربت ہو، مصیبت ہو، خوشی ہو ہر حال میں اللہ تعالیٰ جلّ جلالہ کی یاد ہمیشہ مساوی قائم رکھنا ضروری ہے۔ غربت سے امارت نصیب ہو تو ماضی بھولنے والا ہمیشہ کیلئے ذلیل ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر ناراض رہتا ہے۔ مصیبت ہو تو صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے نہ پائے۔ خوشحال زندگی ہو جائے تو شکر گزاری سے گہرا رابطہ رہے۔ اور دولت کے نشے میں پھو ہو کر مغروری میں انسان کو انسان ہی نہ سمجھنا فرعون و مردود ہامان سے رشتہ قائم کرنے کے مترادف ہے۔

﴿ذکر الہی اور اللہ والوں کے علاوہ تمام

دُنیا و مافیہا لعنتی ہے﴾

حدیث نمبر ۸۱:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذَكَرُ اللَّهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ وَمُتَعَلِّمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَه

حدیث ایضاً:- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ

عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحٌ بَعُوضَةٌ مَاسْقَى كَافِرٍ أَقْنَهَا شُرْبُهُ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَ التِّرْمِذِيُّ وَأَبْنُ مَاجَه

(۴۳۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار تمام دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔ سب پر اللہ جل شانہ کی لعنت سوائے یاد الہی اور جو یاد الہی سے منسلک یا دینی تعلیم دینے والا یا لینے والا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پوری دنیا کی قیمت مجھ کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی۔ تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا پینے کو نہ دیا جاتا۔

شرح حدیث و ایضاً حدیث:- دنیا کے جس شعبے میں عملی و فکری لحاظ سے اللہ و رسول کی رضا شامل حال نہیں ایسی دُنیا یقیناً لعنتی ہے۔ مسلمان دنیا کی زندگی کے کسی بھی مرحلے میں ہو۔ سب سے پہلے یہ دیکھے کہ میرے اس مرحلہء حیات میں کیا اللہ و رسول مجھ پر راضی ہیں۔ خوشی ہو، غمی ہو شرعی فرائض و اخلاقیات پر نظر رکھنا ضروری ہے۔ خواہ کوئی دُنیا کا فرد راضی ہو یا ناراض۔ پہلی حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے۔ جن میں سے ایک چیز کا بھی وجود مسلمان کی دُنیا داری کو ملعون ہونے سے تحفظ فراہم کرتا ہے ۱۔ ذکر الہی ۲۔ دوسری چیز عالم دین باعمل کا وجود ۳۔ تیسری چیز دینی علوم کو حقیقی بنیادی انداز میں سیکھنے والے یا سکھانے والے۔ ان تینوں چیزوں کی بنیاد عالم ربانی سے منسلک ہے۔ کیونکہ اللہ کی یاد کی ضروریات اور خدا و کسی اُستاد عالم دین سے سیکھنے سے ہی وجود پذیر ہوگی۔ یوں کہہ لینا بے جا نہ ہوگا۔ کہ دنیائے کائنات اللہ والوں کی برکت سے قائم ہے۔ جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں ہے۔ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقُولَ اللَّهُ یعنی جب تک

دنیا میں ایک بھی صحیح خالص فرد اللہ کہنے والا موجود ہے قیامت قائم نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ ”لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شَرَارِ النَّاسِ“۔ یعنی قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہوگی۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ ”الدُّنْيَا جَيْفَةٌ وَطَالِبُهَا كِلَابٌ أَوْ كَمَا قَالَ“۔ یعنی دنیا مُردار ہے۔ اس کا متلاشی مُتلا ہے۔ دنیا کی جس بھی کسی چیز کو شریعت کی بھری سے ذبح کر کے پاک نہیں کر لیا جاتا اور شرعی احکام کے مطابق اپنی دنیا داری کے تمام امور کو پابند نہیں کر لیتا۔ اس وقت تک دنیا مُردار ہے۔ اور اس کا تلاش کرنے والا مُتلا ہے۔ دنیا کی اسی پلیدی کے مد نظر ایضاً حدیث وضاحت کر رہی ہے کہ پوری دنیا (جو اللہ رسول کی رضا کے خلاف ہو) وَمَا فِيهَا کی قدر چھڑ کے ایک پر برابر بھی نہیں۔

﴿دُنْیَاوی مال و دولت کی غیر ضروری کثرت بالخصوص اُمّتی کیلئے نقصان دہ ہے﴾

حدیث نمبر ۸۲:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَنَحْنُ مَعَهُ فَرَأَى قُبَّةً مُشْرِفَةً فَقَالَ مَا هَذِهِ قَالَ أَصْحَابُهُ هَذِهِ لِغُلَامٍ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِي نَفْسِهِ حَتَّى لَمَّا جَاءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذَلِكَ مَرَارًا حَتَّى

عَرَفَ الرَّجُلَ الْغَضَبَ فِيهِ وَآلَاغْرَضَ الخ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ
(ص ۴۴۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن بازار نکلے اور ہم آپ کے ساتھ تھے۔ تو آپ نے ایک چوبارہ دیکھا فرمایا یہ کیا ہے۔ ہم نے عرض کیا یہ فلاں انصاری نے چوبارہ تیار کیا ہے۔ آپ خاموش تو ہوئے مگر ناراضگی کے آثار ظاہر تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن وہی انصاری حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور حاضرین کی موجودگی میں آپ سے سلام عرض کیا۔ تو آپ نے اس کی طرف سے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ یہ کیفیت دیکھ کر انصاری نے دوسری طرف سے سامنے ہو کر پھر سلام عرض کیا تو آپ نے دوسری طرف منہ مبارک پھیر لیا۔ چند مرتبہ ایسے ہی کرنے کے باوجود نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور پر غضب کے آثار فزوں تر ہوئے۔ انصاری نے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دریافت کیا تو صحابہ کرام نے فرمایا۔ تیرے چوبارے کو جس دن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا ہے۔ اُس دن سے لے کر وہ تجھ سے ناراض ہیں۔ انصاری نے واپس جا کر اپنے گھر کے بالا خانے چوبارے کو گرا دیا۔ پھر کسی دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا چوبارہ کہاں گیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصاری نے آپ کی ناراضگی کی وجہ سے یہ چوبارہ گرا دیا ہے۔ آپ نے فرمایا زندگی کی ضرورت کیلئے ایک مکان کے علاوہ دوسرا مکان مالک مکان کیلئے وبال اور باعث عذاب ہوگا۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

(ص ۴۴۲ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث:- اس حدیث پاک سے ایمان افروز نکات ظاہر ہیں۔

☆ جیسے تمام انبیاء کرام اپنے اُمتیوں کو شرعی ناپسندیدہ اقدامات سے باز رکھنے میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی تبلیغ حق کرتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی ہر اُستاد اور بالخصوص پیر مرشد حضرات اپنے مریدوں اور شاگردوں کو شرعی ناپسندیدہ اقدامات سے روکتے رہیں تاکہ بندگانِ خدا سُنّتِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیروکار بن سکیں۔ اور وہ ہدایات اور تبلیغ کیا ہے؟ وہ ہے غیر ضروری دنیا داری اختیار کرنے سے منع کرنا۔

☆ پیر یا استاد یا مُبلغ عالمِ دین کے شرعی معاملات میں ٹوکنے سے غصہ کرنے والا مریدا مقتدی یا شاگرد وفا دار نہیں ہو سکتا۔ شرعی امور کی کسی بھی بات منع کئے جانے سے مریدا مقتدی یا شاگرد کی اخلاقی وفاداری تب ہوگی۔ جب ممنوع حرکت سے فوراً باز آجائے۔

☆ دنیاوی زندگی کی ضرورت سے زائد کمرہ یا مکان بنانا مسلمان کی اخروی زندگی کیلئے اور ابدی کامیابی کیلئے سخت مُضِرّ ہے۔ عین ممکن ہے کہ دنیاوی گز و فر کے بدلے میں اسے ملنے والی بہشتوں کی نعمتوں میں کمی کر دی جائے۔

﴿برائی کو روکنے میں اپنی پوری کوشش نہ کرنے والا بُرے لوگوں میں خود برابر کا شامل ہے﴾

حدیث نمبر ۸۳:- عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعْظُهُ اغْتَنِمْ خُمْسًا قَبْلَ خَمْسِي شَبَابِكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغَنَّاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَوَتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۴۴۱ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَوْحَى اللَّهُ إِلَيَّ جِبْرَائِيلُ أَنْ أَقْلِبَ مَدِينَةَ كَذَا وَكَذَا بِأَهْلِهَا فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ فِيهِمْ عَبْدَكَ فَلَنَا لَمْ يَعْصِكَ طَرْفَةَ عَيْنٍ قَالَ فَقَالَ قَلْبُهَا عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ فَإِنَّ وَجْهَهُ لَمْ يَتَمَعَّرْ فِي سَاعَةٍ قَطُّ۔

(۴۳۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- عمرو بن میمون اودی سے مُرسل حدیث مروی ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی کو نصیحت کرتے فرما رہے تھے۔ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو۔ بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے تندرستی کو، غریبی سے پہلے مال داری کو، مصروفیت سے پہلے فراغت کو، اور موت سے پہلے زندگی کو۔ اس حدیث کو

ترمذی نے مُرسل بیان کیا۔ (ص ۴۴۱ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ فلاں علاقے کے شہروں اور آبادیوں اور وہاں کے رہنے والوں سمیت زمین کے ٹکڑے کو اٹا کر تباہ کر دو۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ ان آبادیوں میں ایک تیرا بندہ تیری عبادت کرنے والا بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُس عبادت گزار سمیت علاقے کو تباہ کر دو۔ اس لئے کہ میری مخلوق کو گمراہ ہوتے دیکھ کر اس عبادت گزار نے پُچھ سادھ لی اور اس کے ماتھے کی کروٹ تک نہ بدلی۔ اور کسی کو کبھی تبلیغ نہ کی۔

شرح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت قرار دیا ہے۔ حالانکہ مسلمان کیلئے باعث غنیمت تو بے شمار چیزیں ہیں۔ چونکہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قوتِ عَلِیمؐ بِذَاتِ الصُّدُور سے آنے والے سائل کے مزاج کے مطابق نسخہ تجویز فرمایا کرتے تھے۔ اسی لئے اس مریض سائل کے مزاج کے مطابق یہ نسخہ کیسیا منتخب فرمایا۔ البتہ یہ نسخہ صرف اسی سائل کیلئے مفید نہیں تھا۔ بلکہ تمام افراد امت کیلئے سدا بہار نسخہ کیسیا سے بڑھ کر ہے۔ جوانی، تندرستی، مالداری، فارغ البالی۔ اور زندگی حاصل ذکر و فکر۔ یہ نعمتیں انسان کیلئے باعث فوز و فلاح دین و دنیا ہو سکتی ہیں۔ اور اگر ان نعمتوں کو غلط استعمال کیا ان کا حق ادا نہ کیا۔ تو یہی نعمتیں باعث زوال سکون دین و دنیا ہو جائیں گی۔ اور ہمیشہ کیلئے نقصان اٹھانا ہوگا۔ دوسری حدیث میں اللہ تعالیٰ نے نیکی کا حکم اور بدی سے روکنے کا ایک اہم نکتہ بیان فرمایا ہے۔ کہ ہر وقت آدمی سر بسجود رہنے والا، تمام اذکار کا ورد کرنے والا اور نقلی

کاموں سمیت حد درجہ کا صدقہ خیرات کرنے والا اگر خلقِ خدا کی اصلاح نہیں کرتا۔ اور مخلوق کی ہمدردی نہیں رکھتا۔ تو ایسے نیک صوفی و عامل کی تمام نیکیاں برباد ہیں۔ بالخصوص جب خلقِ خدا گمراہ ہو رہی ہو اور تسبیح کا کسی اپنے وظائف و اوراد میں مدہوش رہے۔ اور اللہ کے بندوں کی اصلاح اور تبلیغ کیلئے کچھ نہ کرے۔

﴿محبوبِ خدا کا سمندر درگوزہ نصیحت کا خزانہ﴾

حدیث نمبر ۸۴:۔ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي وَأَوْجِزْ فَقَالَ عَلَيْكَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ مِمَّا فِي أَيْدِي النَّاسِ فَإِنَّهُ الْغِنَىٰ وَآيَاكَ وَالطَّمْعَ فَإِنَّهُ الْفَقْرُ الْخَاضِرُ وَصَلَ صَلَاتَكَ وَأَنْتَ مُودَّعٌ وَآيَاكَ وَمَا يُعْتَدَرُ مِنْهُ

(ص ۳۱۵ جلد ۱، کشف الخفاء و ص ۴۴۵ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص من اصحاب العشرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا مجھے جامع وصیت کیجیے مگر نہایت مختصر۔ آپ نے فرمایا عام لوگوں سے کچھ بھی امید نہ رکھو اور یہی مالداری ہے۔ اور لالچ سے الگ رہو۔ کیونکہ یہی غربت ہے۔ اور نماز جب بھی پڑھو تو آخری نماز سمجھ کر پڑھو۔ اور کوئی بھی ایسا کام نہ کرو جس کی کسی بھی وقت معافی مانگنی پڑے۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں پوری دنیا کی بے بساطی کے پیش نظر مسلمان کو پوری زندگی کا اجمالی نظام الاوقات دے دیا ہے۔

☆ عام لوگوں سے کبھی بھی امیدیں وابستہ نہ کی جائیں۔ لفظ ناس ذکر کرنے سے خواص مقررین اولیاء کرام مستثنیٰ ہوئے۔ امیدیں جب بھی وابستہ کی جائیں۔ تو صرف اللہ تعالیٰ سے اور صالحین اولیاء کاملین سے اللہ تعالیٰ کے مظاہر سمجھ کر۔

☆ طمع اور لالچ بہت بُری عادت ہے۔ جس سے موجود کمائی بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ اور مستقبل کے فوائد سے محرومیت بھی ہو جاتی ہے۔ اس کی مثال کچھ یوں ہے۔ جیسا کہ ایک ٹکٹا اپنے منہ میں گوشت کا ٹکڑا لئے پانی کے گھاٹ پر کھڑا ہو۔ اور پانی میں اُسے اپنا ہی عکس نظر آیا۔ اور وہ ٹکٹا اُس اپنے ہی عکس کو اپنا شریک یا رقیب سمجھ کر بھونکنا شروع کر دے۔ اس لالچ میں آ کر کہ جو گوشت کا ٹکڑا اس کے منہ میں نظر آ رہا ہے۔ وہ بھی میرے ہاتھ آ جائے۔ بھونکنے سے اس کے اپنے منہ سے گوشت کا ٹکڑا پانی میں گر کر گم ہو جائے۔ یعنی اپنی موجودہ یا سابقہ کمائی کو صحیح استعمال اور محفوظ کئے بغیر آئندہ کی کمائی یا حصول مال میں حوا اس باختہ ہو جائے اس کو بُری طمع یا لالچ کہتے ہیں۔ اور یہی غریبی ہے کیونکہ جو خوراک یا مال دائرہ اختیار سے خارج ہے۔ اُسے حاصل کرنے میں بھی ناکامی اور پچھلی کمائی جس کا کوئی معقول مصرف ہی سامنے نہ ہو۔ وہ بھی برباد ہو جائے۔

☆ پوری زندگی کیلئے عبودیت کا ایک ایسا نسخہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو عطا فرمایا۔ جس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ کہ نمازی جب بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے نماز پڑھے تو ایسی یکسوئی اور توجہ سے کہ سوائے رب ذوالجلال جَلَّ جَلَالُہ کی ذات کے تصور کے علاوہ کوئی بھی دوسری چیز خیال میں نہ آنے پائے۔ ایسی صورت میں زندگی کی ہر نماز

کامل ہونے کے ساتھ دنیاوی نمود و نمائش کی فریب خوردگی سے مکمل چھٹکارا نصیب ہو جائے گا۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ جو بھی نماز پڑھو زندگی کی آخری نماز سمجھ کر۔

☆ اس حدیث میں جس چوتھی چیز کا ذکر ہے وہ ہے عاقبت اندیش سوچ سے خود کو آراستہ کرنا کہ زندگی میں کبھی کوئی ایسا کام یا بات نہ ہونے پائے جس سے عذر معذرت یا معافی مانگنا پڑے۔ یعنی حقوق اللہ تو ہر صورت انسان کے ذمے واجب الادا ہیں مکمل طور پر ادا نہیں ہو سکتے۔ البتہ اس حدیث میں جو چیز اولاً مقرر ہے وہ ہے حقوق العباد

﴿بے بہا خزانوں کا عظیم تحفہ بہت کم

الفاظ میں عطائے مصطفیٰ﴾

حدیث نمبر ۸۵:- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ وَ ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَ ثَلَاثٌ كَفَّارَاتٌ وَ ثَلَاثٌ دَرَجَتٌ فَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَشُحٌّ مُطَاعٌ وَ هَوًى مُتَّبَعٌ وَ إِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَ أَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَالْعَدْلُ فِي الْعُصْبِ وَ الرِّضَا وَ الْقَصْدُ فِي الْفَقْرِ وَ الْغِنَى وَ خَشْيَةُ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَ الْعَلَانِيَةِ وَ أَمَّا الْكَفَّارَاتُ فَإِنتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَ إِسْبَاغُ

النُّصُوءِ فِي السَّبَرَاتِ (سردیاں) عَلَى الْمَكَارِهِ وَنَقْلُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ وَ أَمَّا الدَّرَجَاتُ فَاطْعَامُ الطَّعَامِ وَ إِفْشَاءُ السَّلَامِ وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ وَلَهُ شَوَاهِدٌ كَثِيرَةٌ (ص ۳۴۴ جلد ۲، کشف الخفاء)

ترجمہ:۔ سیدنا عبداللہ بن عباس اور انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے۔ کہ نبی لا ریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین بربادیاں ہیں۔ اور تین کامیابیاں ہیں۔ اور تین چیزیں گناہ کو مٹانے والی ہیں۔ اور تین بلندیاں ہیں۔

تین بربادیاں۔ (۱) بخل کی قیادت (قیادت میں حد سے تجاوز اور غیر ضروری گرویدگی مال) (۲) نفس کی پیروی (۳) اپنی خوبیوں پر ناز کرنا۔

تین کامیابیاں۔ (۱) غصے اور خوشی میں انصاف پیش نظر (۲) امیری اور غربی میں میانداری (۳) خفیہ اور علانیہ حالت میں سدا خوف خدا۔

تین چیزیں گناہ کو مٹانے والی۔ (۱) ایک نماز پڑھ کر دوسری کا انتظار (۲) ناپسند پریشان کن حالت میں با وضو رہنا (۳) ہجگناہ جماعت میں شمولیت کیلئے مسجد کی طرف پیدل چل کر جانا۔

تین بلندیاں۔ (۱) مستحق لوگوں کو کھانا کھلانا (۲) سلام لینے دینے کی عادت جاری ساری (۳) رات کو نفل پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

اس حدیث کی تائید بہت سے محدثین نے کی ہے۔

شرح حدیث:۔ یہ حدیث پاک بہت سی مشہور ترین احادیث کا مجموعہ ہونے کے علاوہ قلیل

المبانی کثیر المعانی سمندر در کوزہ ہونے کا اکمل نمونہ ہے جو کہ روحانیت و جسمانیت کی حقیقی تربیت اور ذوق حیات جاودانی بھی ہے۔ جامع و مانع ایک عظیم نسخہ ایمان بھی ہے۔ بخل کی عادت میں سبقت کرنا ہلاکت ہے۔ نفس کی پوجا یعنی اللہ و رسول کی پسند اور حکم کے مقابلے میں اپنے نفس کی بات مقدم رکھنا۔ اس کو میدان تصوف میں شرک خفی کہا جاتا ہے انسان کا اپنی خوبیوں پر نظر رکھنا اور نازاں رہنا اور دوسروں کی برائیوں پر نظر رکھنا ہلاکت کا عظیم سبب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

﴿شراب پیناسگی ماں سے زنا کے برابر ہے﴾

حدیث نمبر ۸۶:۔ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْخُمْرُ أُمُّ الْفَوَاحِشِ وَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ مَنْ شَرِبَهَا فَقَدْ وَقَعَ عَلَى أُمِّهِ وَ خَالَتِهِ وَ عَمَّتِهِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَ الدِّیْلَمِيُّ (ص ۴۳۳ جلد ۱، کشف الخفاء مصنف اسماعیل بن محمد مجلونی)

☆ أَمَرَ بِالْمَعْرُوفِ وَ نَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ (تبلیغ)

ایضاً حدیث نمبر:۔ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيَنْصُرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ

فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(ص ۴۳۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۲:- عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُونَ أَنْ يُغَيَّرُوا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيَّرُونَ إِلَّا أَصَابَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ أَنْ يَمُوتُوا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ (ص ۴۳۷ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شراب تمام بیجائیوں اور برائیوں کی ماں ہے۔ اور تمام بڑے گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے۔ جو شراب پیئے گا اس نے بے شک اپنی سگی ماں اور سگی پھوپھی اور سگی خالہ سے زنا کیا۔ اس حدیث کو طبرانی اور دارقطنی اور محدث دیلمی نے روایت کیا (ص ۴۳۳ جلد ۱، کشف الخفاء)

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۱:- سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تم میں سے برائی دیکھے اسے طاقت سے روک دے۔ اگر طاقت سے نہ روک سکے تو منہ سے منع کرے۔ اور اگر منہ سے نہ کہہ سکے تو دل سے برا سمجھے۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۲:- حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کسی بھی قوم میں کوئی جرم پیشہ آدمی بے لگام ہو جائے۔ اور وہ قوم اس مجرم کو جرائم سے روک سکتی ہو۔ اور نہ روکے تو مرنے

سے پہلے اس قوم کو اللہ تعالیٰ سزا دے گا۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں شراب کی حرمت بیان کی گئی ہے۔ اور اس کے نقصانات کے پیش نظر اس کی نہایت کامل انداز میں مزمت بیان کی گئی ہے۔

☆ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ میں ہر اس بہنے والے رقیق مشروب یا کسی بھی ایسے جے ہوئے مواد کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ جس سے انسان کے ہوش و ہواں اپنی صحیح کارکردگی کا مظاہرہ نہ کر سکیں۔ ”الْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ“ ہر وہ چیز خمر (شراب) ہے۔ جو عقل پر پردہ ڈال دے۔ دوسری حدیث پاک میں ہے۔ ”كُلُّ مَا أَسْكَرَ كَثِيرُهُ فَقَلِيلُهُ حَرَامٌ“ اَوْ كَمَا قَالَ ”جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لائے وہ تھوڑی بھی حرام ہے۔ نشہ آور تھوڑی ہو خواہ زیادہ ہو حرام ہے۔ کسی پینے والے کو تھوڑی چیز کھانے یا پینے سے نشہ ہو یا نہ ہو۔ ہر صورت شراب یا کوئی بھی نشہ آور چیز حرام اور نجاست غلیظہ ہے۔

☆ ابتدائے اسلام میں شراب حلال تھی اور جاہلیت کے زمانہ سے بڑے زور شور سے چلی آرہی تھی۔ اس لئے اسلام کے ابتدائی مختلف ادوار میں پہلے اس کی قباحت اور نقصانات بیان کئے جاتے رہے۔ پھر بعد میں مکمل طور پر قرآن و سنت سے حرمت کا فیصلہ لاگو کر دیا گیا۔ جو کہ قیامت تک حرام ہی رہے گی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی یہ شراب پیئے گا۔ اس کا جنت میں داخلہ بند ہے۔ صحیح توبہ نہ کرنے والا جب تک دوزخ کی آگ میں سزا نہیں پالے گا۔ ہشتوں میں نہیں جاسکے گا۔ شراب نوشی اتنا بڑا سنگین جرم ہے۔ کہ زیر نظر حدیث بیجائیوں کی ماں قرار دیا گیا ہے۔ گویا کہ تمام گناہوں کا مجموعہ یہ شراب اتنی گندی چیز ہے۔ کہ سگی ماں یا خالہ یا پھوپھی سے زنا کے مترادف جرم قرار دیا گیا

کون اتنا بے غیرت کمینہ ہوگا۔ جو اپنی سگی پھوپھی یا سگی خالہ یا سگی ماں سے زنا کرے گا۔ ایسے شدید بُرے اعمال سے رُکنا اور روکنا دونوں فرض عین ہیں۔

اس ضمن میں دوسری حدیث پاک میں حضرت جریر بن عبد اللہ الجلی رضی اللہ عنہ حضور می لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُن کر روایت کر رہے ہیں۔ کہ بُرائی کو دیکھ کر جو روک سکتا ہو اور نہ روکے۔ ایسے ایک یا زیادہ افراد کو بطور قہر خداوندی مرنے سے پہلے کوئی نہ کوئی ضرور سزا ملے گی۔

☆ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف یعنی بُرائی سے روکنا اور اچھے کام کی تعلیم دینے کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱۔ کسی بھی بُرائی کو طاقت سے روکنا یا کسی بھی یقینی اور لازمی اچھی چیز پر طاقت سے عمل کرنا۔

۲۔ کسی بھی بُرائی کو زبان سے روکنا یا کسی بھی لازمی یقینی چیز پر زبان سے عمل کروانا۔

۳۔ کسی بھی بُرائی کو دل سے رد کر دینا یا کسی بھی لازمی اچھی چیز کو دل سے ماننا اور اس پر مقدور بھر عمل کرنا۔

یہ تیسرا ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی بھی بُرائی کو طاقت سے روک سکتا ہو لیکن طاقت سے روکنے کی بجائے زبانی تبلیغ و نصیحت سے کام لے۔ اور اسی پر اکتفا کرے تو برابر کا مجرم ہوگا۔ اور جو مسلمان طاقت سے نہیں روک سکتا زبان سے روک سکتا ہے۔ لیکن زبان سے نہیں روکتا بلکہ دل سے بُرا سمجھتا ہے۔ یہ بھی مجرم کے جُرم میں برابر کا شریک ہے۔ اور جو مسلمان کسی بھی بُرائی کو نہ طاقت سے روکنے کی ہمت رکھتا ہے اور نہ منہ سے کہنے کی ہمت رکھتا ہے۔ دل سے بُرا تو سمجھتا ہے۔ لیکن ایسے

عادی جرائم پیشہ لوگوں سے تعلقات اُستوار رکھتا ہے۔ اُن کی محفل نہیں چھوڑتا ایسے غلط لوگوں کی خوشی و غمی کے مواقع میں اُن سے برابر ہمدردی صلہ رحمی کرتا ہے۔ تو یہ بھی درحقیقت بُرائی کو پسند کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کی محفل کو بغیر کسی شرعی مجبوری کے خیر باد نہ کہنے والا جرائم پیشہ لوگوں کے جُرم اور سزا میں برابر کا شریک ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے۔

”وَلَا تَرْكُنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ“ (پارہ ۱۲ رکوع ۹)

ترجمہ۔ اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو جاؤ تو تم کو جہنم کی آگ جلائے گی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا اگلی حدیث نمبر ۸۷ میں اس امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں کوتاہی کرنے والوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔

﴿اچھی بات کی تبلیغ نہ کرنے والا اور بُری بات سے نہ روکنے

والے کا حشر﴾

حدیث نمبر ۸۷: عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيُطْحَنُ فِيهَا كَطَخَنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانٌ مَا شَأْنُكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ أَمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَآتِيهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ

الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۳۶۶ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً: - عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرَى بِي رَحَلًا تُقَرِّضُ شَفَاهَهُمْ بِمَقَارِئِصَ مِنْ نَارٍ قُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ يَا مُرُونَ النَّاسِ بِالْبِرِّ وَيَنْسَوْنَ أَنْفُسَهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ وَيَقْرُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَلَا يَعْمَلُونَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَنِ وَالنَّبَهِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ

(۳۳۸ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز ایک ایسے آدمی کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ جس کی انتڑیاں باہر نکل آئیں گی۔ تو وہ آدمی اپنی انتڑیوں کے ارد گردیوں چکر لگائے گا۔ گدھا آٹا پیسنے کی چکی کو گھمانے کیلئے چکر کاٹتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر جہنمی لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو جائیں گے۔ اور پوچھیں گے ارے تو ہمیں نیکی کا حکم دیا کرتا تھا اور بُرائی سے روکا کرتا تھا۔ تو یہاں کیسے؟ جواب دیا گیا ہاں میں آپ کو اچھائی کا حکم دیتا تھا۔ لیکن خود اپنے کام نہ کرتا تھا۔ اور آپ کو بُری چیزوں سے روکتا تھا۔ لیکن خود نہ روکتا تھا۔

ترجمہ ایضاً حدیث:- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے کچھ آدمی دیکھے جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ میں نے (جبرئیل امین علیہ السلام سے) پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا یہ آپ کی امت کے خطیب (واعظ، علماء)

ہیں۔ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے۔ اور خود نیکی سے فرار رکھتے تھے۔ منہ سے جو وعظ و تبلیغ کرتے تھے اس پر خود عمل نہ کرتے تھے۔ احکام قرآن و سنت لوگوں کو سناتے اور خود شرعی احکام پر عمل نہ کرتے تھے۔

شرح حدیث و ایضاً:- دونوں حدیثوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے منہ پھرنے والے کیلئے وعید شدید کے دہانے بیان کئے گئے ہیں۔

☆ ایک نمونہ تو اس شخص کا جو اچھی بات کی لوگوں کو تبلیغ و نصیحت کرے اور بُرے کاموں سے لوگوں کو روکے لیکن خود عمل نہ کرے۔

☆ دوسرا نمونہ۔ ایسے شخص کی جہنم کی سزا کے دو نقشے دکھائے گئے۔ ۱۔ گدھے کی طرح اپنی انتڑیوں کے ارد گرد چکر لگانا۔ ۲۔ آگ کی قینچیوں سے ہونٹوں کا جہنم میں کاٹا جانا۔

بے عمل عالم مولوی خطیب حضرات کا ذکر ہوا کہ ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ ان مذکورہ خطیب مولوی حضرات سے وہ بد عمل خطیب علماء مراد ہیں جو لوگوں کو نماز کی سخت پابندی کی وعظ کریں اور خود لاپرواہی کا شکار رہیں۔ اور اختیاری نمازی رہیں۔ سفر و حضر میں لوگوں کو نماز پڑھانے اہمیت کے امور انجام نہ دے رہے ہوں۔ تو نمازوں کو الوداع ہی کہتے گئے۔ یا تو بلا وجہ قضا کرتے گئے یا سرے سے ادا ہی نہ کی۔ لوگوں کو زکوٰۃ کی سخت تنبیہ کرتے رہے۔ اور خود اپنے پاس یا بینکوں میں رقوم جمع کروا کر زکوٰۃ دینا تو ایک طرف اَلْاَسْوَد (منافع) لیتے رہے۔ خود صاحب نصاب ہوتے ہوئے بھی ادائیگی زکوٰۃ نہ کی۔ کاروباری پلاٹ، مکان (حاجت ضروریہ روزمرہ کے علاوہ) یا مختلف کاروباروں میں چلائی جانے والی رقوم پر سال پورا ہو جانے کے باوجود علماء و ائمہ حضرات کی خاصی تعداد خود کو زکوٰۃ ادا کرنے کے حق دار نہیں سمجھتے غالباً اس خام خیالی کا شکار ہیں۔

کہ ہم تو مذہب و دین اور مسلمانوں کے خدمت گزار ہیں۔ ہمیں ان ضروریات دین سے مستثنیٰ رہنا ہمارا حق ہے۔ حالانکہ ایسی فکر اور سوچ درحقیقت اسلام کی خدمت سے فرار اور غداری کے مترادف ہے۔ اور ایسے بے عمل آئمہ مولوی و علماء حضرات قیچیوں سے ہونٹ کٹوانے کے سزاوار ہونگے۔ جو لوگوں کی ضروریات دین صلہ رحمی اتفاق و اصلاح معاشرہ کیلئے مقدور بھرکوشش جیسے مسائل کی تبلیغ کریں اور خود ”وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْهَوْنَ عَنْهُ“ لوگوں کو توہراتی سے روکیں اور خود وہی بُرائیاں اختیار کریں۔ ان دونوں احادیث اور اسی قسم کی دوسری زبرد تو بیخ والی احادیث جن میں علماء امت کو مختلف سزاؤں کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ ان علماء سے مراد فرائض اسلام و احکام شرعیہ کے تارک مراد ہیں۔ البتہ غیر لازمی اور نقلی کاموں کی تبلیغ کرنے والا عالم یا مبلغ اگر خود ایسے نقلی کام نہ کرے جن کی تبلیغ کرتا ہے۔ تو ان احادیث میں مذکورہ سزاؤں سے مستثنیٰ و مبرا ہوگا۔

﴿غریب کون﴾

حدیث نمبر ۸۸:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَذَرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَآكَلَ مَالَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا وَسَفَكَ

دَمَ هَذَا فَيُعْطَى مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۴۳۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

☆ ظلم تین ہیں ☆

حدیث ایضاً:- عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الدَّوَانِيُّ ثَلَاثَةٌ دِيْوَانٌ لَا يَغْفِرُ اللَّهُ إِلَّا شَرَاكَ بِاللَّهِ وَدِيْوَانٌ لَا يَتْرُكُهُ اللَّهُ ظُلْمٌ الْعِبَادِ فِيمَا بَيْنَهُمْ حَتَّى يَقْتَضِيَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ وَدِيْوَانٌ لَا يَغْبِئُ اللَّهُ بِهِ ظُلْمٌ الْعِبَادِ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللَّهِ فَذَاكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَ إِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ (ص ۴۳۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم جانتے ہو غریب کون ہے؟ انہوں (صحابہ کرام) نے عرض کیا ہم میں سے غریب وہ ہے جس کے پاس نہ کوئی درہم نہ کوئی سامان۔ آپ نے فرمایا میری امت میں سے وہ آدمی غریب ہے جو قیامت کے دن بہت سی نمازیں اور روزے اور زکوٰۃ صدقہ خیرات جیسے نیک عمل لے کر آئے گا۔ ایک وہ آجائے گا جسے اس نے گالی دی ہوگی۔ اور ایک وہ آجائے گا جس پر اس نے تہمت باندھی ہوگی۔ اور ایک وہ آجائے گا جس کا مال اس نے زبردستی چھینا ہوگا۔ اور ایک وہ آجائے گا جس کو اس نے قتل کیا ہوگا ”یا کروایا ہوگا“۔ اور ایک وہ آجائے گا جسے اس نے مار پیٹا ہوگا۔ تو ایسے تمام مظلوموں کو اس کی نیکیوں سے حقوق اور معاوضے ادا کئے جائیں گے۔ اگر اس کی (ظالم کی) نیکیاں مظلوموں کے

حقوق ادا کرنے سے قبل ختم ہو گئیں۔ تو مظلوموں کے گناہ اس نیکیوں والے ظالم کے کھاتے میں ڈال دئے جائیں گے۔ پھر اس ظالم کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

ترجمہ حدیث ایضاً: سیدہ عائشہ صدیقہ رضوان اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لازمی حقوق تین ہیں۔

۱۔ شرک۔ وہ حق جو کبھی نہیں بخشا جائے گا۔ ۲۔ ایک وہ حق ہے جو چھوڑا نہیں جائے گا یعنی بندوں کے آپس میں مظالم جب تک ایک دوسرے کو پورے پورے حقوق نہیں دلوائے جائیں گے۔

۳۔ تیسرا لازمی حق وہ جسکی اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہیں وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں۔ جسے بندہ ادا نہیں کرتا چاہے تو معاف کر دے چاہے سزا دے۔

شرح حدیث و ایضاً حدیث: ان دونوں احادیث میں درج ذیل نکات موجود ہیں۔ ۱۔ غریبی دو قسم ۱۔ مالی دنیاوی ۲۔ ایمانی روحانی۔

اس پہلی حدیث پاک میں مالی دنیاوی غربت کو کوئی بھی وقعت نہیں دی۔ ایمانی روحانی غربت کی وضاحت کی گئی ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ پائیدار دولت وہ ہے جو ہمیشہ رفیق سفر ہے۔ اور وہ صرف دولت ایمان ہے۔

☆۔ جرم پیشہ لوگوں کے نیک اعمال اور ادائیگی فرائض سمیت نیکیاں قبول بھی ہوتی ہیں۔

☆۔ بندوں کی حق تلفی اللہ عز اسمہ کبھی معاف نہیں کرے گا جب تک مظلوم خود معاف نہیں کرے گا۔ یا اللہ تعالیٰ مظلوم کو اپنی طرف سے خود معاوضہ ادا نہ کرے گا۔

☆۔ قیامت کے دن جس ظالم کے پاس اتنے نیک اعمال نہ ہوئے۔ جس سے تمام مظلوم لوگوں کے حقوق کا بدلہ ادا ہو سکے ایسے ظالم کو مظلوموں کے حقوق کے بدلے اے

مظلوموں کے گناہ اٹھوا دیئے جائیں گے۔ اور سیدھا جہنم پہنچا دیا جائے گا۔

”الْآن يَشَاءُ رَبِّي شَيْئًا“

☆۔ تین مذکورہ حقوق میں سے دو کی معافی ممکن ہے۔ بندوں میں آپس کے مظالم

دوسرے اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان بندے کے مظالم۔ تیسرا حق کبھی نہیں معاف ہوگا

۔ وہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی دوسری چیز کو جزوی یا کُلّی طور پر خدا ماننا۔

﴿مومن کا خواب لا جواب﴾

حدیث نمبر ۸۹: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۳۹۳ جلد ۲ مشکوٰۃ) ایضاً حدیث:

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ هَلْ رَأَى مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا قَالَ فَن رَأَى أَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُولُ مَا شَاءَ اللَّهُ فَسَأَلْنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَأَى مِنْكُمْ أَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا قَالَ

وَلَكِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيْنَانِي فَأَخَذَا بِيَدِي
..... الخ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ (ص ۳۹۵ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی برا خواب دیکھے تو اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھوک دے اور تین دفعہ ”أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھ کر جس پہلو پر لیٹے یہ خواب آیا۔ اُس کو بدل کر دوسرے پہلو پر لیٹ جائے۔ اس حدیث کو مسلم بن حجاج قشیری محدث نے روایت کیا۔ (ص ۳۹۴ جلد ۲، مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ ایضاً حدیث:- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے تم میں سے آج رات کسی نے خواب دیکھا اگر کسی نے دیکھا ہوتا تو وہ اپنا خواب بیان کرتا۔ اور حضور کچھ فرمادیتے جو اللہ کو منظور ہوتا۔ ایک دن حضور علیہ السلام نے ہم سے خواب کے بارے میں پوچھا کہ کسی کو خواب آیا؟ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا آج رات میں نے خواب میں دیکھا میرے پاس دو آدمی آئے۔ وہ میرے ہاتھ سے پکڑ کر مجھے ملک شام کی طرف لے گئے۔ میں نے دیکھا ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے۔ اور ایک آدمی اُس کے پاس لوہے کا جمور لے کر کھڑا ہے۔ اُس جمور سے بیٹھے آدمی کے منہ کے گال کی ایک طرف سے پکڑ کر کھینچ کر پچھلی طرف گڈی تک چیر دیتا ہے۔ پھر منہ کی دوسری طرف سے ایسے ہی کرتا ہے۔ جب تک وہ جڑے کی دوسری طرف کو چیرتا ہے پہلی طرف دوبارہ جڑ جاتی ہے۔ وہ جمور والا آدمی بیٹھے آدمی کے ساتھ مسلسل بار بار یہی مشق کر رہا ہے۔ میں نے دونوں آدمیوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلے تھوڑی ہی دور چلے کیا دیکھا کہ ایک

آدمی گڈی کے بل اُلٹا لیٹا ہوا ہے۔ اس پر ایک آدمی بڑا وزنی پتھر لے کر کھڑا ہے۔ اور اس لیٹے ہوئے آدمی کے سر پر مارتا ہے۔ تو اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اور پتھر گھوم کر دور جا کر گرتا ہے۔ وہ آدمی اس پتھر کو جا کر پھر اٹھاتا ہے۔ اتنی دیر میں اُس لیٹے ہوئے آدمی کے سر کے ٹکڑے آپس میں جڑ کر پہلی حالت میں صحیح ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ دوبارہ یہی عمل کرتا ہے اور بار بار ایسے ہی کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میرے ساتھ والے آدمی مجھے کہنے لگے آگے چلے۔ تھوڑی دور ہی گئے تھے۔ کہ ایک بہت بڑا تنور دیکھا جس میں زبردست شعلہ دار آگ جل رہی ہے۔ جب آگ کا لاوا تنور سے باہر نکلتا ہے تو ننگے آدمی اور ننگی عورتیں اس لاوے میں نظر آتے ہیں۔ لاوا جب تنور میں واپس نیچے چلا جاتا ہے۔ تو ننگے مرد اور عورتیں بھی اسی لاوے کے ساتھ نیچے تنور میں چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اور یہ کیا معاملہ ہے؟ میرے ان دونوں ساتھیوں نے کہا آگے چلے۔ ہم تھوڑی دیر ہی چلے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ خون کی ایک نہر چل رہی ہے۔ جس کے درمیان خون میں ایک آدمی کھڑا (ڈوب رہا) ہے۔ اور نہر کے دونوں کناروں پر دو آدمی پتھر لے کر کھڑے ہیں۔ نہر کے اندر ڈوبنے والا آدمی جب ایک کنارے کی طرف قریب آتا ہے۔ تو آگے سے کنارے پر کھڑا آدمی اس کو پتھر دے مارتا ہے۔ اور وہ پھر درمیان میں چلا جاتا ہے۔ پھر دوسری طرف جب نکلنا چاہتا ہے۔ تو ادھر سے بھی اس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ یہ سلسلہ یوں ہی بار بار دہرایا جا رہا ہے۔ میں نے اپنے ہمسفر دونوں آدمیوں سے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا آگے چلے چنانچہ ہم تھوڑی دور ہی چلے تھے کیا دیکھا ایک بہت بڑا وسیع و عریض باغ ہے۔ اس میں ایک بہت بڑا درخت ہے۔ اس درخت کے نیچے تنے کے پاس ایک بزرگ اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں۔ اور ان کے پاس

ایک آدمی آگ جلا رہا ہے۔ تو وہ میرے دونوں ساتھی مجھے ساتھ لے کر اس درخت پر چڑھ گئے۔ درمیان میں کیا دیکھا بڑا خوبصورت گھر ہے۔ جس میں بزرگ نوجوان مرد عورتیں اور بچے موجود ہیں۔ پھر یہاں سے ہم درخت کے بالائی حصہ پر چڑھ گئے۔ یہ گھر پچھلے گھر سے کہیں زیادہ خوبصورت تھا۔ یہاں صرف بزرگ بوڑھے اور نوجوان آدمی تھے۔ میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔ کہ تم نے آج رات مجھے خوب سیر کرائی۔ لیکن مجھے بتاؤ جو دیکھا اس کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا جو آدمی آپ نے دیکھا۔ اس کے منہ کے جڑے جمور سے چیرے جارہے ہیں وہ جھوٹ بولنے والا چغل خور تھا۔ ایک کی بات لے اڑتا دوسرے لوگوں کے پاس اور دوسرے لوگوں کی باتیں اوروں کے پاس لے اڑتا۔ جھوٹ موٹ ملا کر ان کی عزت کو خاک میں ملا دیتا۔ ایسے آدمی کا حشر قیامت کے روز دوزخ میں ایسے ہی ہوگا۔ اور وہ لینا ہوا آدمی جو آپ نے دیکھا۔ جس کا سر پتھر مار مار کر گچلا جارہا ہے۔ وہ قاری و حافظ قرآن تھا۔ اور لوگوں کو احکام شریعت کی تبلیغ کرتا تھا۔ اور قرآن کے لازمی احکام پر خود عمل نہیں کرتا تھا۔ ایسے آدمی کے ساتھ دوزخ میں قیامت کے روز یہی سلوک کیا جائے گا۔ اور آپ نے جو جلتی آگ والا تنور دیکھا۔ جس میں ننگے آدمی اور ننگی عورتیں جل رہی ہیں۔ وہ بدکار زانی لوگ ہیں۔ اُن کا حشر قیامت کو ایسے ہی ہوگا۔ اور جس آدمی کو آپ نے خون کی نہر میں دیکھا وہ سود خور آدمی ہے۔ جو لوگوں کا خون پوستا ہے۔ ایسے آدمی کا قیامت کو یہی انجام ہوگا۔ اور جو درخت آپ نے دیکھا اس کے نیچے ابراہیم علیہ السلام اور لوگوں کے بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ اور جو آدمی پاس بیٹھا آگ جلا رہا تھا وہ جہنم کا داروغہ تھا۔ اور درخت پر پہلا درمیانی گھر عام ایمان والوں کی رہائش گاہ تھی۔ اور یہ گھر جس میں ہم کھڑے ہیں یہ شہیدوں کی منزل ہے۔ اور میں جبرائیل اور یہ میرا ساتھی

میکائیل ہم دونوں فرشتے آپ کو سیر کرانے آئے تھے۔

شرح احادیث خواب :- خواب دیکھنے کے مختلف احوال ہیں۔

☆ نبی کا خواب ☆ مومن ایمان والے کا خواب ☆ عام لوگوں کا خواب۔

کسی بھی نبی برحق کا کوئی بھی خواب وحی کا درجہ رکھتا ہے۔ اولیاء کاملین اور تمام کامل ایمان والوں کے اکثر خوابوں کو وحی کی مانند قرار دیا گیا ہے۔ عام لوگوں کے خواب کے مختلف احوال اور مختلف تعبیریں کی جاتی ہیں۔ فرائض شرع کو مقدم و بھرادا کرنے والا اور خورد و نوش میں حد اعتدال سے تجاوز نہ کرنے والے کے خواب کی تعبیر کافی آسان ہوتی ہے۔ لیکن خوابوں کی تعبیر کا پختہ علم رکھنے والے کیلئے۔

البتہ مادیت کی کثافت اور بلغمی و سوداوی اجزاء سے متاثر بے تحاشا انداز میں کھانے پینے والا آدمی شرعی فرائض سے اکثر یا کبھی کبھار یا بالکل فارغ فاسق آدمی کے خواب کی تعبیر اضغاث احلام (جس کی تعبیر نہایت مشکل درمشکل) ہے۔ اسی وجہ سے احادیث میں ایسے گندے اور کثیف ترین خوابوں سے محفوظ رہنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ زیر تشریح حدیث پاک میں بھی یہی ترغیب موجود ہے کہ اگر ناپسندیدہ بُرا خواب آجائے تو اُٹھ کر تین دفعہ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ پڑھ کر اپنے بائیں پستان پر تھوک دیا جائے۔ جس کروٹ پر یہ خواب آیا وہ کروٹ بدل کر دوسری کروٹ آدمی لیٹ جائے اور کسی سے وہ خواب بیان نہ کرے۔ تو جسے خواب آیا اس کو ایسا کرنے سے گندے خطرناک خواب کے اثرات نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ احادیث کی رو سے کسی قسم کا بھی خواب آئے اس کو بے وقوف جاہل آدمی کے سامنے مت بیان کیا جائے۔ کیونکہ سننے والا اس خواب کی جو بھی تعبیر کر دے گا۔ اس کی تعبیر کا ویسے ہی واقع ہو جانا اکثر ہو سکتا ہے۔

ضروری نوٹ:- جس خواب میں احتلام ہو جائے اس پورے خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہے

﴿کون سا جھوٹ بولنا جائز ہے﴾

حدیث نمبر ۹۰:- عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدٍ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ الْكَذِبُ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ كَذِبُ الرَّجُلِ إِمْرَأَتَهُ لِيُرْضِيَهَا وَالْكَذِبُ فِي الْحَرْبِ وَالْكَذِبُ لِيُصْلِحَ بَيْنَ النَّاسِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ (ص ۲۲۸ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۹۱:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَإِنْ مَرَّتْ بِهِ ثَلَاثٌ فَلْيُلْقِهِ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَإِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدْ اشْتَرَا فِي الْأَجْرِ وَإِنْ لَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْإِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهَجْرَةِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ هَجَرَ أَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفِكَ دَمِهِ وَفِي رَوَايَةٍ مَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَاحْمَدُ (ص ۲۲۸ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۹۲:- مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ

فَيَتَصَا فِحَانٍ إِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَالتَّيْهَقِيُّ (ص ۳۶۲ کشف الخفاء)

ایضاً حدیث نمبر ۹۳:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غُلَمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۳۹۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۹۴:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللَّهُ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ إِذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أَوْلِيِّكَ النَّفَرِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ "فَا سَمِعَ مَا يُحْيُونَكَ فَإِنَّهَا تَحْيَتُكَ وَتَحْيَةُ ذُرِّيَّتِكَ فَذْهَبَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ فَرَادَوْهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ فَكُلْ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يُنْقِصُ بَعْدَهُ حَتَّى الْآنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۳۹۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث نمبر ۹۰:- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوائے تین صورتوں کے جھوٹ بولنا جائز نہیں۔
☆۔ خاوند اپنی بیوی سے زیادہ پیار بڑھانے کیلئے "ایسی جھوٹی باتیں کہہ لے۔ جس سے حقوق اللہ یا حقوق العباد کی کسی قسم کی تلفی نہ ہو۔"

☆۔ اسلام و کفر کی جنگ میں اسلامی عسکری امور کو مستحکم کرنے کیلئے۔

☆۔ لوگوں کے درمیان صلح و آشتی کی فضا کو قائم رکھنے یا مزید مستحکم

کرنے کیلئے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام ترمذی نے روایت کیا۔ ترجمہ ایضاً حدیث

نمبر ۱:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی مؤمن کیلئے جائز نہیں کہ اپنے ایمان دار بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے۔ اگر ناراضگی میں تین روز پورے ہو جائیں تو ایمان والے کو چاہیے کہ اپنے ایمان والے بھائی سے جا ملے اور اسے سلام کہے۔ اگر وہ سلام کا جواب دے دے تو دونوں کو اجر ملے گا۔ اور اگر وہ سلام کا جواب نہ دے۔ (مصالحات کا انداز نہ رکھے) تو سلام کہنے والا اجر کا مستحق اور مصالحت نہ کرنے والا گنہگار۔ اور ابو داؤد کی ایک روایت میں یوں ہے۔ جو اپنے بھائی سے ایک سال تک ناراض رہا گویا کہ اس نے اُسے قتل کیا۔ ایک اور روایت میں یوں ہے جو آدمی تین دن سے زائد اپنے بھائی سے ناراض رہا اور اسی دوران وہ مر گیا تو سیدھا جہنم جائے گا۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲:- دو مسلمان جب بھی خلوص سے ملیں اور سلام کہنے کے بعد مصافحہ کر لیں۔ تو ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے اُن دونوں کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس حدیث کو ابن ماجہ اور ترمذی اور تہیقی اور احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا۔ بحوالہ کشف الخفاء اسمعیل بن محمد عجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۳:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچوں کی ایک ٹولی پر سے گزرے تو آپ نے اُن کو سلام کہا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۴:- سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اُن کو اپنی (پسندیدہ) صورت پر پیدا فرمایا۔ اُن کا قد ساٹھ گز تھا۔ جب آدم علیہ السلام کی تخلیق پایہ تکمیل کو پہنچی۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جاؤ سامنے بیٹھے ہوئے فرشتوں کو سلام کہو۔ اور غور سے سُن لو جیسے وہ سلام کا جواب دیں۔ وہی طریقہ اور جواب تیری اولاد کیلئے جاری و ساری رہے گا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور فرشتوں کو سلام کہا۔ تو انہوں نے جواب میں علیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ ورحمۃ اللہ لفظ کا اضافہ کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”جو بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی صورت کے مطابق ساٹھ گز قد کی لمبائی کے ساتھ داخل ہوگا۔ آدم علیہ السلام کے زمانہ اقدس سے لے کر قد چھوٹے ہوتے رہے۔ اب تک یہ قدرہ گئے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا (ص ۳۹۷ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

تنبیہات:- جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ لوگ اُسے سلام کریں یا خود کسی کو سلام کہنا گوارا نہ کرے۔ ایسے آدمی سلام کی برکات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ زندگی کے متعلقہ دینی و دنیاوی ہر شعبے میں جو آدمی نہایت درجے کا ناپسند ہو۔ اور خود کسی کو سلام کرنا پسند نہ کرے۔ لوگوں سے سلامی لینا پسند کرتا ہو۔ ایسے شیطان آدمی کو سلام کہنا منع ہے۔ اگر اس کی انتقامی کارروائی یا ایذا رسانی کا اندیشہ ہو۔ تو سلام کی جگہ یوں کہہ لیا جائے تو بجا ہوگا۔

السلام علی:- علی کو آہستہ کہہ لے یعنی مجھ پر سلامتی ہو۔ اور اگر کسی بے ادب سے واسطہ پڑے اور مجبوراً سلام کہنا پڑے تو التَّلاَمُ عَلَیْکُمْ ٹا کے ساتھ یعنی تمھاری گہری بربادی ہو۔ یا، الصَّلَامُ عَلَیْکُمْ صاد کے ساتھ یعنی تم پر بوجھ ہو یا آگ ہو۔ یا، السَّامُ عَلَیْکُمْ تم پر موت طاری ہو۔ البتہ کسی صحیح العقیدہ ایسے مسلمان کو جو تنگ معاشرہ نہ ہو ایسے الفاظ سے سلام کہنا حرام ہے۔ اور اگر کوئی غیر مسلم یا کوئی بے ادب ایسے الفاظ استعمال کرے گا۔ تو ایسے الفاظ کا قہر اُسی کہنے والے کی طرف ہی لوٹے گا۔ کیونکہ وہی اُن

الفاظ کے مفہوم کا اہل اور مرجع رہا ہے۔ صحیح العقیدہ ایمان دار آدمی ایسے قہر کا مستحق نہیں ہوتا شرح احادیث۔ نمبر ۹۰ والیضاً نمبر ۲، ۳، ۴:۔

حدیث نمبر ۹۰ میں جھوٹ اور اس کی حدود متعین کی گئی ہیں۔ اصل واقعہ کے خلاف بات کو عربی زبان میں کذب کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اردو اور پنجابی زبان میں ایسی بات کو جھوٹ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ البتہ جھوٹی بات کا علم نہ ہو کہ وہ جھوٹ ہے۔ ایسی بات کہنے والے پر وہ شرعی احکام لاگو نہیں ہوتے۔ جو جان بوجھ کر جھوٹ بولنے والے پر لاگو ہوتے ہیں۔ جس جھوٹی بات میں کوئی بھی منفی تخریبی نمونہ موجود ہو۔ ایسا جھوٹ بولنا حرام ہے۔ اور جس جھوٹ میں صرف تعمیری اصلاحی و مثبت نمونہ موجود ہو۔ ایسا جھوٹ قابل سزا جرم نہیں ہے۔ بلکہ خوب تر اور قابل تحسین ہے۔ اسی جھوٹ کی اس حدیث میں وضاحت کی گئی ہے۔ کہ خاوند ایسی جھوٹی بات کر سکتا ہے۔ جس سے بیوی کے ساتھ پیار میں اضافہ ہو سکے۔ جس جھوٹ میں اللہ تعالیٰ کے حقوق پامال ہوں یا بندوں کے اسلامی حقوق ضائع ہوں۔ اس قسم کا کوئی بھی جھوٹ سخت حرام ہے۔

جائز جھوٹ کی دوسری قسم:۔ اسلام و کفر کی لڑائی میں اسلام کی بہتری کیلئے کوئی بھی جھوٹ بولا جائے تو جائز اور مستحسن ہوگا۔

تیسری قسم۔ معاشرہ میں یگانگت اور ہم آہنگی کو مضبوط بنانے کیلئے دو فریقوں کے درمیان پیار اور اتفاق کی فضاء کو مستحکم کرنے کیلئے اور ناراضگی کو دور کرنے کیلئے جھوٹ بولنا جرم نہیں۔ بلکہ نیکی اور کار خیر کے زمرے میں آتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کی خیر خواہی بیشتر امور زندگی سے مقدم ہے۔ اس لئے ہر دوسرے مسلمان کیلئے خیر و عافیت کی طلب ایمان کے اہم امور سے ہے۔ اور اس کیلئے ہمارے آقا لہجہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے مسلمان کو

سلام کہنے میں پہل کرنے کی تعلیم دی ہے۔

ایضاً حدیث نمبر ۱ میں یہی مذکور ہے۔ کہ کوئی مسلمان اپنے بھائی مسلمان سے تین دن سے زائد ناراض نہ رہے۔ اور اگر تین دن یونہی غصہ ناراضگی میں گزر گئے تو دونوں مسلمان بھائیوں کیلئے لازم ہے۔ کہ دونوں میں سے ہر ایک پہل کر کے اپنے بھائی مسلمان کو جا کر سلام کہے۔ اگر پہل نہ کر سکے تو پہل کرنے والے مسلمان بھائی کا خیر مقدم کرے۔ اور خلوص دل پیش کیا جائے۔

ضروری نوٹ:۔ غیر مسلم یا بدعقیدہ بے ادب مسلمان یا معاشرے کے نامور مسلمان شریپرند شیطان آدمی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہنے میں شرعی اسلامی نقطہ نگاہ کے مطابق کوئی گناہ نہیں۔ صلح و آشتی میں یا معافی مانگنے میں پہل کرنے والا اس حدیث میں موجودہ سزا سے بری الذمہ ہے۔ بلاوجہ شرعی سلام کا جواب نہ دینے والا معذرت خواہ کو معافی نہ دینے والا، تین دن سے زائد ناراض رہنے والا سخت مجرم اور گنہگار ہے۔ اور ایسے ہی ہے۔ جیسے اُس نے کسی کو قتل کر دیا ہے۔ اور وہ جہنمی ہے۔

ایضاً حدیث نمبر ۲ بھی اسی مفہوم کی تائید کر رہی ہے۔ اور ترغیب دی گئی ہے۔ مسلمان کا مسلمان پر پہلا بنیادی حق یہ ہے۔ کہ جب بھی آمناسامنا ہو ایک دوسرے کو سلام کہا جائے۔ اور مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے۔ اگر چہ ایسا بار بار کرنا پڑے۔ کہ چند منٹ پہلے کسی بازار میں ملے۔ مصافحہ و سلام ہو۔ اور پھر دوبارہ دوسرے بازار میں آمناسامنا ہوا۔ تو پھر ایسا سلام و مصافحہ کرنے سے اللہ و رسول راضی تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔ البتہ بڑے کبار گناہ بغیر کچی پکی توبہ یا ضائع کردہ مالی حقوق کی واپسی کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔

☆ کبیرہ گناہ کسے کہتے ہیں؟

جس غلطی پر اللہ و رسول کی سخت ممانعت ہو اسے کبیرہ گناہ کہتے ہیں۔ اور ہر وہ چھوٹا صغیرہ گناہ جو حقیر غلطی سمجھ کر بار بار کیا جائے۔ ایسا صغیرہ (چھوٹا) گناہ بھی کبیرہ (بڑے) گناہ کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ شراب نوشی، نشہ خوری، جوا، سود، بیاج اور منافع، پرافت بینکاری، تہمت، بہتان، پھغلی، غیبت، قتل و غارت، چوری اور بلا وجہ شرعی حقوق العباد ضائع کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔

جھوٹی گواہی (شَہَادَةُ الزُّوْر) ماں باپ کو تکلیف پہنچانا وغیرہ۔ یہ ایسے سب کبار گناہ ہیں۔ اور جن غلطیوں پر سختی سے اللہ و رسول کی ممانعت نہیں ہے۔ ایسے تمام گناہ صغائر گناہ ہیں۔

شرح حدیث ایضاً نمبر ۳: حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھوٹوں پر مہربانی کرنے کا کمال طریقہ اُمت کو عطا فرمایا۔ کہ بازار یا اور کسی جگہ بچوں پر سے گزر فرماتے۔ تو آپ بچوں کو خود سلام کہتے۔ گویا کہ سنتِ مصطفیٰ تا ابد جاری رہی کہ بڑے چھوٹوں کو سلام کہیں۔ اس میں ہتک نہیں ہے۔ عجز و انکساری بہار گاہِ ایزدی مطلوب رہی ہے۔ البتہ کھڑے یا بیٹھے آدمی کے پاس سے گزرنے والا۔ اور سوار پیدل کو سلام میں پہل کرے۔ خواہ وہ کوئی بڑا ہو، خواہ وہ کوئی چھوٹا ہو۔ برابر کا آئنا سامنا ہو جائے۔ اور دونوں سلام کہنے میں پہل کر دیں۔ اور جواب بھی دونوں دیں۔ تو دونوں ذیل اجر کے مستحق ہونگے۔

شرح حدیث ایضاً نمبر ۴: اس حدیث پاک میں بھی اسی قسم کے درج ذیل امور جلوہ افروز ہیں۔

☆ سلام کے متعلق تعلیم یا ترغیب دینا سنتِ الہیہ ہے۔

☆ سلام کے پورے الفاظ کہہ لئے جائیں تو اسی قدر نیکیاں زیادہ ملیں گی۔ مثلاً پورا سلام یوں ہے۔ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، اس کے جواب میں یوں کہا جائے۔ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ۔ اور ایک حدیث پاک میں ہے۔ مسلمان جب اپنے گھر جائے۔ خواہ کتنی بار ہی آنا جانا ہو ہر بار سلام کہنے کی بے شمار برکتیں ہونگی۔

☆ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قد مبارک ساٹھ گز تھا۔ اور جتنی نسلیں اب تک پیدا ہوئیں دن بدن قد و قامت میں کمی آتی رہی تھی کہ اب تین چار گز قدرہ گیا ہے۔ گز سے مراد شرعی گز ہے اور وہ بصر انگلی سے لے کر گھنی کے اخیر تک اور یہ ایک شرعی گز ڈیڑھ فٹ ہے۔

☆ قیامت کے دن جنتی جب جنت میں جائیں گے تو قد ساٹھ گز ہی ہوگا۔ سیدنا آدم علیہ السلام کا قد مبارک ساٹھ شرعی گز یعنی نوے فٹ تھا۔ اسی حساب سے قیامت کو بہشتیوں کا بالخصوص نوے فٹ قد ہوگا۔ اور وہی جسامت و ضخامت۔ تو اگر آج کے قد کے مطابق جو زیادہ سے زیادہ چھ فٹ قد پایا جاتا ہے۔ اور دونوں کندھوں کے درمیان کم از کم سوا فٹ فاصلہ ہے۔ تو پندرہ گنا کا حساب لگائیں۔ یعنی پندرہ کو چھ سے ضرب لگائیں تو نوے فٹ ہوگا۔ گویا کہ آج کی قد و قامت کی نسبت ہر قسم کا پندرہ گنا اضافہ ہوگا۔ تو دور، حاضر کے انسانی کندھوں کے فاصلہ کے لحاظ سے ہر بہشتی کے دونوں کندھوں کے درمیان بیس فٹ کا فاصلہ ہوگا۔ اسی شرح سے انسانی جسم کے باقی تمام مادی جنسی اعضا کا طول و عرض بھی پندرہ گنا زائد ہوگا۔

﴿دورِ حاضر میں سلام کہنے کا نیا طریقہ﴾

کسی کا کوئی عزیز یا رشتہ دار یا دوست کہیں سفر پر جانے لگے یا گاڑی پر یا ہوائی جہاز پر سوار ہونے لگے تو وہ اپنا ہاتھ فضاء میں لہرا کر کہتے ہیں۔ بائے، بائے یا صرف ہاتھ سے اشارہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ یہ طریقے کفار، یہود و ہنود کے ہیں۔

﴿خبردار﴾

ہماری تہذیب (کلچر) میں غیر اسلامی تہذیب داخل کی جا رہی ہے۔ غور کرنے سے ہر غیور مسلمان لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ ہمارے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، آنے جانے، کھانے پینے، خوشی و غمی، لین دین ہر چیز میں مغربی اقوام عیسائیت اور یہودیت مذہب کا طور طریقہ داخل کیا جا رہا ہے۔ نام رکھنا ہو تو وہ بھی بعض مسلمان غیر اسلامی نام رکھنا فخر محسوس کرتے ہیں۔ خواہ کتنا ہی نام رکھنا پڑے۔

مثلاً دورِ حاضر میں باپ والد کو ”پاپا“ کہا جاتا ہے۔ ابوجی اور والدِ حضور کی جگہ ”پاپا“ کہنا پسند کیا جا رہا ہے۔ اصل حقیقت سے بے خبر مسلمان ذرا خدار اتوجہ کرے۔ کہ انگریز عیسائی اور یہودی لوگ بہت سے اقسام کے گتے پالتے ہیں اور گتوں سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ انگریزی کی ڈکشنریوں میں موجود ہے کہ گتے کے جوان بیٹے کو چینی کہتے ہیں۔ اسی چینی لفظ سے پپو اور پاپا تیار کیا گیا ہے۔ بالفرض مسئلہ اس کے برعکس بھی ہو تو غیور مسلمان اپنا کلچر اپنی زبان کے سنہری الفاظ، القابات چھوڑ کر بے ایمان کی زبان کے الفاظ استعمال

کریں تو اسلامی غیرت کو عظیم چیلنج ہے۔ کیا والد صاحب یا ابوجی یا ابا حضور الفاظ میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔ کہ بے غیرت، بے ایمان لوگوں کی زبان کے الفاظ استعمال کئے جائیں۔ انگریزی زبان بولنا منع تو نہیں ہے۔ لیکن جہاں اپنی زبان کے الفاظ میسر نہیں ہیں وہاں کوئی حرج نہیں۔ لیکن بلا وجہ باپ کو گتہ اور بیٹے کو گتے کا بچہ جیسے الفاظ سے ملا دینا کہاں کی غیرتِ اسلامی ہے۔

پپو، پاپا، چینی لفظ کے حوالے سے سنتے جائیے کہ انگریز عورتیں اپنے ساتھ خاص قسم کے پالتو جوان گتے رکھتی ہیں۔ جن سے خلوت اور جلوت میں جو جو خدمت کرواتی ہیں۔ وہ ہر مسلمان شخص پر کھلے لفظوں میں واضح ہو جائے۔ تو کبھی بھی پپو، پاپا کا نام لینا یا اپنی اولادوں کے ایسے نام رکھنا گوارہ نہ کریں۔ اس لئے کہ انگریز عورتوں کے نزدیک چینی (گتے کا جوان بچہ) ایک محبوب ترین رفیقِ سفر اور خاوند کی جگہ کام دیتا ہے۔ اس مناسبت سے وہ انگریز عورتیں پسند کرتی ہیں۔ کہ بیٹے کو پپو اور غیر ضروری عارضی پرائیویٹ خاوند کو پاپا کے نام سے پکارا جائے۔ جو لوگ مغرب کے انگریزوں اور ان کے ممالک کو دیکھتے اور جانتے ہیں۔ انھیں بخوبی علم ہے کہ وہاں باپ کی ولدیت چلتی ہی نہیں۔ اسلئے کہ بیٹے کا پتہ ہی نہیں کہ کس کا نطفہ ہے؟ وہاں کی انسانی پیداوار کیلئے شہوت اور جنسی ضرورت پورا کرنے کیلئے جوان گتوں (چینی) سے اور بندروں سے زنا کروایا جاتا ہے۔ اسی مجبوری کی بنا پر وہاں باپ کی ولدیت کی کسی بھی شعبے میں ضرورت نہیں پڑتی۔ وہاں کی نسل اکثر ماں کے نام پر چلتی ہے۔ لہذا ہم مسلمان قوم کو اسلامی تہذیب اپنانا چاہیے۔ انگریز کبھی اپنا نام یا اپنی اولادوں کا نام محمد رکھنا گوارہ ہی نہیں کرتے۔ جن اشیاء کے نام عربی، فارسی اور ہماری قومی زبان اُردو پنجابی میں نہ ملیں ایسے میں انگریزی نام سے کسی چیز کو ذکر کرنا منع نہیں ہے

۔ اس کے برعکس ہماری اسلامی غیرت کو ایک عظیم چیلنج ہے۔

﴿غیبت اور پُغلی کرنے والے کا انجام﴾

حدیث نمبر ۹۱:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَمَّا عَرَجَ بِي رَبِّي مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَهُمْ أَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ يَخْمَشُونَ وَجُوهَهُمْ وَصُدُورُهُمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرَائِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ لُحُومَ النَّاسِ وَيَقْتَعُونَ فِي أَغْرَاضِهِمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ (ص ۳۲۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۱:- عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَابَ أَخَاهُ فَاسْتَغْفَرَ لَهُ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحَلِيَّةِ وَابْنُ عَدِي فِي الْكَامِلِ (ص ۱۳۱ جلد ۱ کشف الخفاء)

ترجمہ:- سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ معراج کی رات ایک ایسی قوم پر میرا گزر ہوا جن کے ناخن تانے کے تھے۔ اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے۔ میں نے پوچھا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے لوگوں کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ (پُغلی اور غیبت کیا کرتے تھے) اور ان کی عزت کو خاک میں

ملانے کے درپے رہتے تھے۔ اس حدیث کو ابو داؤد نے روایت کیا

(ص ۳۲۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث ایضاً:- سیدنا سہل بن سعد سے روایت ہے۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کی پُغلی (غیبت) کی پھر اُس کیلئے اللہ تعالیٰ سے اُس کے گناہوں کی معافی کی دعا کی۔ تو ایسے پُغلی یا غیبت کرنے والے کے ذمے کوئی کفارہ نہ ہے (ص ۱۳۱ جلد ۱ کشف الخفاء اسماعیل بن محمد عجلونی)

☆ شرح حدیث و ایضاً حدیث:- ان دونوں احادیث میں درج ذیل اہم امور جلوہ گر ہیں۔
☆ شب معراج میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کی عدم موجودگی میں اُس کی بُرائیاں اور نقص جوئی کرنیوالوں کا حال

دیکھا کہ وہ اپنے چہرے اور سینے اپنے ہاتھ کے ناخنوں سے چھیل رہے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کسی آدمی کی عدم موجودگی میں اگر اُس کی وہ بُرائی یا خامی بیان کی جائے۔ جو اُس میں موجود ہو تو تب بھی اس کو غیبت یا پُغلی کہیں گے۔ آپ نے فرمایا یہی تو غیبت اور پُغلی ہے۔ اور اگر اس میں وہ عیب یا بُرائی موجود نہیں اور بیان کی گئی یہ تو بہتان ہوا جو غیبت سے بڑھ کر جرم ہے۔ شرعی طور پر غیبت گناہ کبیرہ ہے۔ اور بہتان اُس سے بڑھ کر قابلِ سزا جرم ہے۔ جس کی غیبت کی جائے بہتر تو یہی ہے۔ کہ اُس سے جا کر معافی مانگ لی جائے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اُس کیلئے حدیث پاک میں تلافی کا طریقہ بتلایا گیا ہے۔ کہ اس کے گناہوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے سیر حاصل انداز میں معافی مانگ لی جائے۔ تو غیبت کا جرم معاف ہو سکتا ہے۔ اس کیلئے اگر دعائیہ الفاظ منتخب کرنا ہوں تو یوں بھی کہا جاسکتا ہے۔

”اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكُلِّ مَنِ اغْتَبَتَهُ اور سَبَّبتَهُ اور لَعَنَتُهُ۔

ترجمہ: یا اللہ ایسے ہر شخص کے گناہ معاف فرما جس کی میں پُغلی یا غیبت کر چکا ہوں یا اُسے گالی دے چکا ہوں یا اُس پر لعنت بھیج چکا ہوں۔

﴿فوت شدہ غیر عادی مجرم کی خیریت کی دو آدمی بھی

گواہی دے دیں تو فوت شدہ کی معافی ممکن ہے﴾

حدیث نمبر ۹۲۔ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ وَقَدْ وَقَعَ بِهَا مَرُضٌ فَجَلَسْتُ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَمَرَّ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأَتْنِي عَلَى صَاحِبِهَا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَجَبَتْ لِي مَرَّةً بِأُخْرَى فَمَرَّتْ بِهِمْ جَنَازَةٌ فَأَتْنِي عَلَى صَاحِبِهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ أَبُو الْأَسْوَدِ فَقُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ قُلْتُ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّمَا مُسْلِمٍ شَهِدَ لَهُ أَرْبَعَةٌ بِخَيْرٍ أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ فَقُلْنَا وَثَلَاثَةٌ قَالَ وَثَلَاثَةٌ فَقُلْنَا وَاثْنَانِ قَالَ وَاثْنَانِ ثُمَّ لَمْ نَسْأَلْهُ عَنِ الْوَاحِدِ (ص ۱۹۵ جلد ۸ عمدة القاری شرح بخاری)

ایضاً حدیث نمبر ۱۰۰۔ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِ عَلَى

الْمُسْلِمِ سِتٌّ بِالْمَعْرُوفِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهِ وَيُجَنِّبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيَشْمِتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَعُوذُهُ إِذَا مَرَضَ وَيَتَّبِعُ جَنَازَتَهُ إِذَا مَاتَ وَيُحِبُّ لَهُ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ (۳۹۸ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابوالاسود تابعی روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حضور اُس وقت حاضر ہوا جبکہ مدینہ شریف میں کوئی دہائی مرض پھوٹ چکی تھی۔ کچھ لوگ ایک میت کا جنازہ لے کر گزر رہے وہ اس میت کی خوبیاں بتا رہے تھے۔ اور تعریف کرتے جا رہے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر اور ایک جنازہ گزرا تو وہ لوگ اس کی بُرائی بیان کر رہے تھے۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ پھر ایک تیسرا جنازہ گزرا تو (اسی قسم کی باتیں لوگ کیے جا رہے تھے) فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا واجب ہوگئی۔ ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا ”اے امیر المؤمنین کیا واجب ہوگئی“ تو آپ نے فرمایا میں نے بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے ہی ایک واقعہ میں عرض کیا تھا کیا واجب ہوگئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جس آدمی کے نیک ہونے کی چار آدمی گواہی دے دیں تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرماتا ہے۔“ ہم نے عرض کیا کیا اگر کسی مسلمان کی تین آدمی گواہی دیں کہ وہ نیک ہے تو پھر۔ آپ نے فرمایا تین کی گواہی بھی قبول ہو جاتی ہے۔ پھر ہم نے عرض کیا اگر دو آدمی گواہی دے دیں تو پھر۔ آپ نے فرمایا دو کی گواہی بھی اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے۔ پھر ہم نے ایک گواہ کے بارے میں نہیں پوچھا۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا (ص ۱۹۵ جلد ۸ عمدة القاری)

ترجمہ ایضاً حدیث:۔ سیدنا علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے مسلمان پر بھلائی اور خیر خواہی کے چھ حق ہیں۔ ۱۔ جب بھی ملاقات ہو اُس کو سلام کہے۔ ۲۔ جب بھی وہ بلائے اس کی آواز پر لبیک کہے۔ ۳۔ جب اُس کو چھینک آئے تو چھینک کا جواب دے۔ ۴۔ جب وہ بیمار ہو جائے اُس کی بیمار پُرسی کرے۔ ۵۔ اور جب وہ فوت ہو جائے اُس کے جنازے میں شریک ہو۔ ۶۔ اُس کیلئے ہر وہ چیز پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی اور دارمی نے روایت کیا (ص ۳۹۸ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

شرح حدیث نمبر ۹۳ وایضاً:۔ اس حدیث پاک میں ایمان افروز نکات جلوہ گر ہیں۔

۱۔ حدیث پاک میں چار یا تین یاد و مسلمان کسی فوت شدہ کے نیک ہونے اور تقویٰ کی گواہی دے دیں تو وہ جنت میں ضرور جائے گا۔ لیکن چند چیزیں پیش نظر رہی ہیں۔

ب۔ حقوق العباد کا مجرم یا حقوق اللہ کا مجرم جنت میں داخل تو ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق یا بندے کے حق کی ادائیگی یا معافی سے پہلے جنت میں چلا جائے۔ لازمی حقوق جب تک ادا یا معاف نہیں ہو گئے جنت میں داخلہ ممکن نہیں۔

ج۔ اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے نیک ہونے کی گواہی حقیقتاً صحیح ہے تو اس فضیلت کا حقدار ہوگا۔

د۔ گواہی دینے والے کہیں کہ فلاں شخص فوت ہونے والا بہت اچھا ہے اور اس فوت شدہ کے بڑے بڑے گناہوں کا گواہی دینے والوں کو کوئی علم نہیں ہے تو اس گواہی کی کم از کم اتنی برکت ضرور ہو جائیگی کہ اس کے بڑے بڑے گناہوں کی تلافی یا سزا یا ادا میں کافی حد تک آسانی پیدا کر دی جائیگی۔ بصورتِ عذاب کافی حد تک سزا کم کر دی جائیگی۔

ھ۔ ویسے ہی رسمی طور پر ایسے متوفی کو نیک کہہ دینا جس نے دونوں ہاتھوں سے لوٹ کھسوٹ کی گاڑی چلائے رکھی۔ فرائض کی ادائیگی بالکل صفر رہی اور ہر چھوٹا بڑا اس شخص کو اچھی طرح جاننا رہا کہ یہ فوت ہونے والا عادی جرم پیشہ ایسا شخص ہے جس کی عدم موجودگی میں اُس کی بُرائی بیان کی جائے تو غیبت یا پُغلی شمار نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو جتنے لوگ بھی اچھا کہیں اس حدیث کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث کا وہ آدمی مصداق ہے جس نے اپنی کافی کوشش کے مطابق فرائض اور لازمی حقوق کی ادائیگی کی ہو۔ اور خلقِ خدا کو تکلیف پہنچانے سے کافی پرہیز کیا ہو۔

﴿دُنیا ایمان والے کا قید خانہ ہے﴾

حدیث نمبر ۹۳:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُولُ يَلَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ إِلَّا الْبَلَاءُ (ص ۳۹۴ جلد ۲ مسلم شریف و ص ۳۶۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۱:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَذَرِي الْقَائِلُ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَتَلَ وَلَا

يَذَرِي الْمَقْتُولُ عَلَىٰ أَيِّ شَيْءٍ قُتِلَ (ص ۳۹۲ جلد ۲ مسلم شریف)
 ایضاً حدیث نمبر ۲:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ
 السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَكْثُرُ الْجَهْلُ وَيَكْثُرُ الزَّنا وَيَكْثُرُ
 شُرْبُ الْخَمْرِ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ وَيَكْثُرُ النِّسَاءُ حَتَّى يَكُونَ
 لِخَمْسِينَ امْرَأَةً قَيْمٌ وَاحِدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (ص ۴۶۹ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)
 ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا۔ اُس وقت تک دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک کسی قبر کے قریب سے گزرنے والا
 آدمی قبر پر لیت کر یہ تمنا نہیں کرے گا۔ کہ کاش آج یہ قبر میری ہوتی۔ اور ایسے وقت میں
 دین اسلام کے اصول پر قائم رہنا تمام تر آزمائش ہی ہوگی۔

ترجمہ حدیث ایضاً نمبر ۱:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شفیق دو عالم نور مجسم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان
 ہے۔ لوگوں پر (قبل از قیامت) ایسا وقت بھی ضرور آئے گا کہ قاتل کو یہ علم نہ ہوگا کہ میں نے
 کسی کو کیوں قتل کیا۔ اور مقتول مظلوم کو یہ علم نہیں ہوگا کہ اُسے کس جرم میں قتل کیا گیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲:- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا قیامت کی نشانیوں میں سے
 یہ ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا۔ جہالت عام ہو جائیگی۔ عورتیں بہت زیادہ ہو جائیگی۔ یہاں
 تک کہ پچاس عورتوں کی کفالت و نگہبانی ایک مرد کے حصہ آئے گی۔

شرح حدیث نمبر ۹۳ و شرح احادیث ایضاً:- ان احادیث میں قیامت سے قبل رونما ہونے

والے کچھ مصائب اور اخلاقی اتہری کا ذکر ہے۔

مصائب دنیا:- احکم الحاکمین کی حکمت کا تقاضا بنیادی طور پر تو ایسے ہی ہے۔ کہ مجموعی
 حیثیت سے مسلمان کیلئے دنیا ایک مصیبت خانہ ہے۔ مصائب و آلام کا گھر ہے۔ اور کافر
 کیلئے دنیا ایک گلشن ہے۔

دین اسلام کے بنیادی قواعد و ضوابط پر قائم رہنا بالخصوص قیامت کے نزدیک زبردست
 امتحان کے مترادف ہوگا۔ صحیح العقیدہ اصول پرست مسلمانوں پر تو بے تحاشا آفتیں ٹوٹ
 پڑیں گی۔ معاشرہ اس قدر ناگفتہ بہ ہو جائے گا۔ کہ اخلاقیات اسلامیہ کا تقریباً خاتمہ نظر
 آئے گا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر و صلہ رحمی جیسی بنیادی ضروریات دین پر قائم رہنے
 والا تو اتنی مشکلات و آفات میں پھنس جائے گا کہ کسی قبر کے پاس سے گزرے گا تو اس قبر پر
 لیت کر کہے گا۔ کاش یہ قبر میری ہوتی تو دنیا کی آفت بھری زندگی سے نجات مل جاتی۔ اس
 قسم کے صحیح العقیدہ اصول پرست مسلمان پر ایسی آفتیں اس لئے ٹوٹ پڑیں گی تاکہ وہ
 دین اسلام کے بنیادی نظریات سے دست بردار ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسا
 ہرگز نہیں ہوگا۔ صحیح اہل ایمان سے ایمان چھینا نہ جائے گا البتہ انھیں صفحہ ہستی سے غائب کر
 دیا جائے گا۔ ایسے حالات میں صحیح اہل ایمان مسلمان کو ہم خیال ہمسفر بہت کم ملیں گے۔

معاشرہ کے اکثر طبقے شریعت پرست ہی نہیں بلکہ بُرائی کو اچھائی اور اچھائی کو بُرائی سمجھنے والے
 ہونگے۔ اسی وجہ سے خالص ایمان دار کیلئے اُس زندگی سے موت مقدم ہوگی۔ اور ایسے
 زمانہ میں قتل و غارت اتنی عام ہوگی کہ قاتل کو یہ بات سمجھنے کی زحمت گوارا ہی نہ ہوگی کہ کسی
 کو وہ کیوں قتل کر رہا ہے۔ اور مظلوم مقتول کو یہ سمجھ نہیں آئے گا کہ قاتل اُسے کیوں قتل کر رہا
 ہے۔ یعنی حیوانات کو قتل کرنے سے انسانی قتل کو بہت آسان اور ایک شغل سمجھا جائے گا

۔ بظاہر مغربی دنیاوی علوم اور سائنس نے بہت زیادہ ترقی کر لی ہوگی۔ لیکن دینی علم بہت کم رہ جائے گا۔ یعنی تعمیر انسانیت کے بنیادی اخلاقی اور ذکر و فکر کے اصول ناپید ہو جائیں گے۔ مادیت اور نمائش پرستی (رولڈ گولڈ پروگرام) کو مقصد حیات بنا لیا جائے گا۔ اور حقیقی خدا ترس امور تقریباً ختم ہو جائیں گے۔ اسی مادیت پرستی کی پہلی بڑی پیداوار کہ زنا کاری عام ہو جائے گی۔ شراب نوشی کرنے والے کثرت سے نظر آئیں گے۔ مردوں کی تعداد اتنی قلیل ہو جائے گی۔ اور عورتوں کی تعداد میں اتنی کثرت ہو جائے گی کہ ماؤں، بہنوں، خالائوں، پھوپھیوں جیسی پچاس عورتوں کی دیکھ بھال کرنے والا صرف ایک آدمی بمشکل میسر آئے گا۔

اور یہ وہی دور ہوگا جس کے بارے میں امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم عربی مطبوعہ مصر جلد نمبر ۱ میں ایک حدیث پاک ذکر کی ہے۔ کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کی محفل میں جلوہ گری کے دوران فرمایا وہ کیسا وقت ہوگا؟ جب تم نیکی کا حکم نہ دو گے۔ اور بُرائی سے کسی کو نہ روکو گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا! کیا ایسا وقت آنے والا ہے؟ فرمایا ہاں اس سے بڑھ کر سنگین خطرناک وقت آئے گا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ کونسا وقت ہوگا آپ نے فرمایا جب بُرائی کا حکم دیا جائے گا اور اچھائی سے روکا جائیگا۔ یعنی امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے الٹ کیا جائے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا ایسا بھی وقت آنے والا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سے زیادہ بدتر وقت بھی آئے گا۔ صحابہ نے عرض کیا وہ کیسا وقت ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب بُرائی کو اچھائی اور اچھائی کو بُرائی سمجھا جائے گا۔ یہ آخری مرحلہ وجود ہوگا یعنی تین مرحلے بیان کئے گئے۔

۱۔ نیکی کا حکم اور بُرائی سے روکنا۔

۲۔ بُرائی کا حکم اور نیکی سے روکنا۔

۳۔ نیکی کو بُرائی سمجھنا اور بُرائی کو اچھائی سمجھنا۔ اس تیسرے مرحلے کا آغاز ہو چکا ہے۔ غالب خیال یہی کیا جاسکتا ہے کہ اسی دور کا اختتام قیامت ہی ہو۔ یہ دور کب ختم ہوگا۔

وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

وینے تو حضور سید الانکل ھو الانکل لہ الانکل وَھو کُلُّ الانکل صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ہے کہ میرے اور قیامت کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا فاصلہ سبابہ اور وسطی انگلی میں ہے۔ یعنی میرے وصال کے بعد بہت جلد قیامت قائم ہو جائے گی۔ دنیا کے ہر قسم کے حالات تو زمین رسالت سے ہی انقلاب پذیر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ بعد میں جوں جوں وقت گزرتا گیا قرب قیامت کی بہت سی نشانیاں گزر گئیں جو باقی ہیں اُن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ خُرُوج دَابَّةِ الْاَرْضِ ایک ایسا جانور ہے جو لوگوں سے باتیں کرے گا

۲۔ امام مہدی علیہ السلام۔ اہل بیت سے محمد بن عبد اللہ کے نام سے ایک بڑے تاجدار امام اُمت کی حیثیت سے ظاہر ہونگے۔ اور وہ اہل بیت کے سادات گھرانے سے ہونگے

۳۔ خروج دجال۔ دجال ایک انسان بنی آدم ہے جس کا تفصیلی ذکر حدیث نمبر ۳۶ کی ایضاً حدیث دجال میں گزر چکا ہے۔ اور یہ دجال دنیا کے کسی گوشے میں قید ہے۔ اس کو بطور فتنہ و امتحان اُمت کیلئے پیدا کیا گیا ہے۔ اور یہ دجال یافث بن نوح علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہے۔

۴۔ خُرُوجُ یَا جُوجُ وَمَا جُوجُ۔ یہ قوم بھی حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد

سے ہے۔

۵۔ آسمانوں سے عیسیٰ ابن مریم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دمشق کے شرقی مینار پر نازل ہونا۔

۶۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ ۷۔ (صور) نالی میں حضرت اسرافیل علیہ السلام کا پھونک مارنا۔ اور یہ آخری علامت ہوگی اور قیامت پھا ہو جائے گی۔
ان چند علامات قیامت کی ترتیب کچھ اس طرح ہو سکتی ہے۔

اول امام مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری پھر ان کی زندگی میں ہی دجال کا آنا اور دنیا الارض کا ظاہر ہونا پھر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا آسمانوں سے نزول اور وہ دجال کو قتل کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام شادی کریں گے۔ اور اولاد ہوگی تقریباً چالیس برس شریعت مُحَمَّدِيہ عَلٰی صَاحِبِہَا اَلْفُ اَلْفُ تَحِيَّۃُ کی خدمت و تبلیغ کریں گے۔ اور انہی کے ہاتھوں یہود و نصاریٰ کی شامت آئے گی پھر عیسیٰ علیہ السلام وصال فرمائیں گے۔ کنبد خضراء میں ہمارے نبی کل ہادی سُبُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب و جوار میں دفن ہونگے۔ پھر معاشرے میں اخلاقی عملی فکری زبردست تبدیلیاں آئیں گی۔ ایمان دار بہت کم اور کفر کا ہر طرف زور بڑھ جائے گا۔ اس کے بعد یاجوج و ماجوج سد اسکندری سے باہر نکل جائیں گے۔ پھر طلوع شمس مغرب سے ہو جائیگا۔ ایک سو بیس سال مغرب سے ہی طلوع ہوتا رہے گا۔ مغرب سے طلوع شمس کے بعد کسی کی توبہ یا ایمان قابل قبول نہیں ہوگا۔ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ (پارہ ۸ سورۃ الانعام) پھر بے شمار سوراخوں والی قرناء (صور) اسرافیل علیہ السلام فرشتہ پھونک مارے گا تو سب کائنات تباہ ہو جائیگی

﴿اُمّت مُحَمَّدِيہ عَلٰی صَاحِبِہَا اَلْفُ اَلْفُ تَحِيَّۃُ﴾

پر اللہ تعالیٰ کا کرم بالائے کرم ﴿

حدیث نمبر ۹۴:- عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِیْ عَمَّا وَسَّوَسْتُ اَوْحَدْتُ بِہِ اَنْفُسُہَا مَا لَمْ تَعْمَلْ بِہِ اَوْ تَكَلَّمْ رَوَاہُ الْبُخَارِیْ (ص ۱۸۸ عمدۃ القاری)

ایضاً حدیث:- عَنْ اَبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْہَا کَتَبَہَا اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَہٗ حَسَنَةً کَامِلَةً فَاِنْ هَمَّ بِہَا فَعَمِلْہَا کَتَبَہَا اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَہٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِائَةٍ ضَعَفَ اِلٰی اِضْعَافٍ کَثِیْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْہَا کَتَبَہَا اللّٰہُ لَہٗ عِنْدَہٗ حَسَنَةً کَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِہَا فَعَمِلْہَا کَتَبَہَا اللّٰہُ لَہٗ سَیِّئَةً وَّاحِدَةً مُّتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(ص ۲۲۷ جلد مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے امتی کے دل میں وسوساں اور گزرنے والے خطرات اور گندے غلط خیال معاف کر رکھے ہیں۔ جب تک ایسے خطرات اور وسوسوں غلط خیالات کو زبانی یا فعلی طور پر عملی جامہ نہیں پہنایا جاتا۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح

میں روایت کیا۔

ترجمہ حدیث ایضاً:۔ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نیکیاں اور بُرائیاں فرشتوں سے درج کرواتا ہے۔ تو جس مسلمان نے نیکی کا ارادہ کیا اور اُس کو عملی جامہ نہ پہنایا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال نامے میں ایک کامل نیکی لکھوا دیتا ہے۔ اور اگر مسلمان اُس نیک ارادے کو عملی جامہ پہناتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال نامے میں دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زائد نیکیاں عطا فر دیتا ہے۔ اور جس مسلمان نے کسی بُرے کام کا ارادہ کیا اور پھر اُسے عملی جامہ نہ پہنایا تو اللہ تعالیٰ اُس کو ایک کامل نیکی عطا فر دیتا ہے۔ اور اگر اس نے بُرے ارادے کو عملی جامہ پہنایا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس کے اعمال نامے میں صرف ایک ہی گناہ لکھوا دیتا ہے۔ اس حدیث کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔

شرح حدیث والیضاً حدیث:۔ اس حدیث پاک میں یہ نکات درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اولاً یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ مسلمان کے بُرے ارادے کو گناہ نہیں لکھا جاتا جب تک وہ اُسے عملی طور پر نہیں لیتا۔ اور اگر کر لیتا ہے تو صرف ایک گناہ ہی لکھا جاتا ہے۔ اور اگر بُرے ارادہ کرنے کے بعد عملی نمونہ نہیں پہنایا جاتا تو اُس بُرے ارادے کے بدلے ایک کامل نیکی مل جاتی ہے۔

اور اگر نیکی کا ارادہ کیا جائے۔ اور پھر اُسے عملی طور پر نہ کرے۔ تو اُسے ایک نیکی اور اگر عملی جامہ پہنایا جائے تو دس نیکیوں سے لے کر سات سو بلکہ لاتعداد نیکیاں بھی عطا کر دی جاتی ہیں۔ یہ فضیلت صرف اس اُمّت مُحَمَّدِیْہِ عَلٰی صَاحِبِہَا اَلْفُ اَلْفِ تَحِیّۃً کیلئے ہی ہے۔ گزشتہ اُمّتوں کیلئے یہ رعایت نہ تھی۔ یہ بات حدیث کے اس لفظ

سے مترشح ہو رہی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ عَنْ اٰمَتِیْ۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

﴿غیبی روزی کے اسباب کی غیر ضروری تفتیش سے سلسلہء عطا و صفا بند بھی ہو سکتا ہے﴾

حدیث نمبر ۹۵:۔ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی اَہْلِہٖ فَلَمَّا رَآی مَا بَیْہُمْ مِنَ الْحَاجَةِ خَرَجَ اِلَی الْبَرِیۃِ فَلَمَّا رَأَتْ اِمْرَاۃُہُ قَامَتْ اِلَی الرُّحٰی فَوَضَعَتْہَا (ای وَضَعَتْ طَبَقَۃَ الْعُلَیَا عَلَی السُّفْلِی فَالْمَعْنٰی نَظَفَتْہَا وَهَیَّأَتْہَا) وَ اِلَی التَّنْوِیْرِ فَسَجَرَتْہُ قَالَتْ اَللّٰہُمَّ اَرْزُقْنَا فَنَظَرْتُ فَاِذَا الْجَفْنَةُ قَدْ اِمْتَلَاَتْ قَالَ وَ ذَہَبَتْ اِلَی التَّنْوِیْرِ فَوَجَدَتْ مُمْتَلَاً قَالَ فَرَجَعَ الزَّوْجُ قَالَ اَصْبَبْتُمْ بَعْدِی شَیْئًا؟ قَالَتْ اِمْرَاۃُہُ نَعَمْ مِنْ رَبَّنَا وَقَامَ اِلَی الرُّحٰی فَذَكَرَ ذٰلِکَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمٍ فَقَالَ اَمَّا اَنۡہُ لَوْ لَہٗ یَرْفَعُہَا لَہٗ تَزَلُ تَدُوْرُ اِلَی یَوْمِ الْقِیَمَةِ رَوَاهُ اَحْمَدُ (ص ۳۵۴ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ عبد الرحمن بن صخر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک (مالی لحاظ سے) غریب آدمی باہر سے اپنے گھر آیا۔ جب اپنے اہل و عیال کا حال دیکھا تو

واپس جنگل میں چلا گیا (غم غلط کرنے کیلئے) جب اُسکی بیوی نے اپنے بھوک کے مارے خاوند کی یہ حالت دیکھی۔ تو گھر میں رکھی آٹا پیسنے والی چکی کے پاٹوں کو صاف کر کے جوڑ کر رکھ دیا۔ اور تنور میں جا کر آگ جلا دی پھر اللہ کریم خیر الخیر از قین کی بارگاہ میں متوجہ ہوئی اور دعا کی۔ اے اللہ کریم ہماری روزی کا انتظام فرمادے۔ تو کیا دیکھتی ہے کہ چکی خود چل رہی ہے۔ گوندھے آٹے سے پرات بھر گئی۔ ساتھ ساتھ چکی بھی چل رہی ہے۔ تنور کو دیکھا وہ روٹیوں سے پُر ہے۔ اتنے میں اُس عورت کا خاوند واپس گھر آ گیا۔ پوچھا کہ میرے بعد تمہیں کچھ ملا؟ بیوی نے عرض کیا ہاں اللہ رب العالمین نے ہم پر کرم فرمایا۔ چنانچہ وہ صاحب خانہ چکی کی طرف گئے جواز خود چل رہی تھی۔ اُس کا اوپر کا پاٹ اٹھا کر دیکھا تو چکی رُک گئی۔ یہ واقعہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر بیان کیا۔ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو چکی کے پاٹ کو اٹھا کر نہ دیکھتا۔ تو یہ چکی قیامت تک خود بخود چلتی رہتی۔ اور یونہی آٹا برآمد ہوتا رہتا۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند احمد بن حنبل میں روایت کیا۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں متعدد مضامین درج ذیل ہیں۔

☆۔ خانگی فاقہ کشی اور مالی غربت سے دل برداشتہ ہو کر مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیشہ رجوع رکھنا چاہیے۔

☆۔ ایک ہی گھر کے دونوں افراد میاں اور بیوی صاحب حال اور صاحب کرامت ہوں تو کیسی سعادت ہے؟

☆۔ غیبی امداد یا غیبی روزی کے اسباب کی غیر ضروری تفتیش کرنے سے سلسلہ عطا و صفا بند بھی کیا جاسکتا ہے۔

☆۔ کرامات اولیاء حق ہیں۔ ان کا مبداء و معاد و مرجع عطائے ربّ ذوالجلال ہے۔

☆۔ کسی ایک نئی اللہ کے ایک ہی معجزہ یا کسی ایک ولی اللہ کی کرامت کے ذریعہ ہمیشہ ابد الابد ساری مخلوقات کو روزی دی جاسکتی ہے۔ جبکہ اسباب و ذرائع تنوروں، چولہوں وغیرہ میں سے کسی ایک کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

﴿دوزخ کی ہولناکیاں اور غریظ و غضب﴾

حدیث نمبر ۹۶:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَوْقَدَ عَلَى النَّارِ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى احْمَرَّتْ ثُمَّ أَوْقَدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى ابْيَضَّتْ ثُمَّ أَوْقَدَ عَلَيْهَا أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى اسْوَدَّتْ فَهِيَ سَوْدَاءٌ مُظْلِمَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ

(ص ۵۰۳ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زَمَامٍ كُلُّ زَمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلِكٍ يَجْرُونَهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(ص ۵۰۲ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جہنم کی آگ ایک ہزار سال جلائی گئی تو سُرخ ہو گئی پھر ایک ہزار سال جلائی گئی تو سفید ہو گئی۔ پھر ایک ہزار سال جلائی گئی تو سیاہ ہو گئی۔ تو یہ گھٹا ٹوپ اندھیری سیاہ ہو

گئی۔

ترجمہ ایضاً حدیث :- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کہ حضور نبی
لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جب جہنم کو کھینچ کر محشر
میں لایا جائے گا تو اس کی ستر ہزار لگا میں ہوگی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتوں نے پکڑ کر کھینچ
رکھا ہوگا۔

شرح حدیث نمبر ۹۶ والیضاً حدیث :- اللہ جل مجدہ نے اپنے بندوں کیلئے تین گھر پیدا
فرمائے ہیں۔

۱۔ ایک وہ گھر جو پہلے نہیں تھا اور اب موجود ہے اور بالآخر نہیں رہے گا۔ دُنیا

۲۔ دوسرا گھر اور تیسرا گھر جنت و دوزخ ہیں۔ یہ دونوں گھر پہلے نہیں تھے اب موجود ہیں اور
ایسے وقت تک باقی رہیں گے۔ ہمیشہ ابد الابد جسکی انتہا نہیں۔

مکمل ابدیت اور ہمیشگی صرف اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ وہ ایسے وقت سے لے کر موجود ہے
جسکی کوئی ابتداء نہیں۔ اور ایسے وقت تک باقی جسکی انتہا نہیں۔ انسانوں اور جنات کو اللہ
تعالیٰ نے پیدا فرما کر اس دُنیا کے بازار سے سودائے خرید و فروخت کیلئے وقت عطا فرمایا۔
اور انبیاء و اولیاء و علماء و ربانین و کتب سماویہ کے ذریعے پوری تفصیل بتادی گئی۔ کہ اس دُنیا
کے بازار میں کون کون سے سودے اچھے ہیں اور کون کون سے بُرے بیکار نقصان دہ
سودے ہیں؟ اور مزید صحیح کاروبار کی عمدگی کیلئے عقل بھی عطا فرمادی۔

اب جو آدمی بازار سے اچھا سودا خریدے گا اُس کیلئے جنت ہمیشہ کا گھر ہوگا۔ اور جو آدمی بُرا
اور نقصان دہ سودا خریدے گا اُسے ہمیشہ کے گھر جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ دُنیا سے
جاتے جاتے اگر ایمان ساتھ لے گیا۔ اور اس کے علاوہ بُرے سودے بھی خرید کئے ہوں گے

تو جہنم کی آگ میں اُسے ہمیشہ نہیں جلایا جائے گا بلکہ گناہوں کی سزا پا کر جنت میں چلا
جائے گا۔ اور اگر دُنیا سے جاتے جاتے ایمان بھی ضائع کر لیا تو دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ
سزائیں پاتا رہے گا۔ جہنم کی آگ دُنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ تیز حرارت والی آگ ہے
دوزخ کا نہایت معمولی عذاب یہ ہوگا۔ کہ دوزخ سے آگ کی جوتی پہنا دی جائے گی۔
جس سے دوزخی کا دماغ ایسے اُبل جائے گا۔ جیسے آگ پر رکھی ہوئی ہنڈیا اُبلتی ہے۔

دوزخ میں جہنمیوں کو بھوک بھی لگے گی۔ تو تھوہر (زقوم) کھانے کو دیا جائے گا۔ جس کو نچوڑ
کر اُس کا ایک قطرہ اگر زمین پر گر دیا جائے۔ تو ساری زمین بخر اور برباد ہو جائے۔
دوزخی کو پیاس لگے گی۔ تو پینے کو پیپ اور خون کا ملا جلا کھولتا ہوا مشروب اور اُبلتا ہوا پانی دیا
جائے گا۔ جس پیالہ یا برتن میں دیا جائے گا اُس کو لوہے کے جموروں کے ساتھ پکڑ کر
دوزخی کے منہ کے قریب کیا جائے گا۔ تو دوزخی کا اوپر کا ہونٹ جل پھول کر سر سے اُوپر چلا
جائے گا۔ اور نیچے والا ہونٹ ناف سے نیچے تک چلا جائے گا۔ جب وہ دوزخ کا اُبلتا ہوا
حیم بد بودار اور تلخ پانی دوزخی کے پیٹ کے اندر جائے گا۔ تو ساری انتڑیاں اور داخلی
گوشت وغیرہ جل کر فوراً پاخانے کے راستے سے نکل جائے گا۔ اسکے بعد انتڑیاں اور
ہونٹ اور جسمانی حالت دوبارہ ٹھیک ہو جائے گی۔ پھر جب پانی مانگے گا تو یہی حالت کی
جائے گی۔ اور بار بار یہی مشق کروائی جائے گی۔ مجرم کی سزا کی نوعیت کے مطابق دوزخی
جُرموں کے جسم بڑھ جائیں گے۔

بعض گنہگار مسلمانوں کے جسم بھی دوزخ میں بڑھ جائیں گے۔ لیکن کافروں اور مشرکوں
اور منافقوں کی طرح نہ ہوگا۔ منافقوں ب، ے ایمانوں، کافروں کے جسم تو **الْأَمَان**
الْعِيَاذُ بِاللّٰهِ اتنے موٹے جسامت میں بڑھ جائیں گے حتیٰ کہ بے ایمانوں، منافقوں

کافروں میں سے ہر ایک کی کھال بیالیس گز یعنی تریسٹھ فٹ موٹی ہو جائے گی۔

اور ہر کافر، منافق، مشرک، بے ایمان کی ایک ایک ڈاڑھ اُحد پہاڑ کی طرح اور ایک کافر کو بیٹھے کیلئے تین سو میل کا رقبہ درکار ہوگا۔ اور دوزخ کے اندر کافروں کی انتڑیاں جسم سے باہر کھینچی جا رہی ہوں گی۔ دو دو میل پر ایک ایک کافر کی انتڑیاں دوسرے دوزخیوں کے قدموں میں کھلی جا رہی ہوں گی۔ جس دوزخی کے جسم کا حجم اور موٹائی جتنی زیادہ ہوگی۔ اتنا عذاب زیادہ سخت ہوگا۔ جتنا جسم کم موٹا ہوگا عذاب کی شدت اتنی ہی کم ہوگی۔

اور دوزخ کے زہریلے جانور بھی کچھ کم نہ ہوں گے۔ اُونٹوں کے قد برابر سانپوں کے جسم ہوں گے۔ ایک ڈنگ لگائے گا تو دنیا کے وقت کے مطابق چالیس سال تک زہر کا اثر باقی رہے گا۔ اور وہاں کے کچھو کچھوں کے برابر ہوں گے۔ اور اتنے ہی زہریلے اور ڈسنے میں اتنے خطرناک کہ کئی کئی سال تک زہر باقی رہے گا۔

اس اتنے بڑے ناری دوزخی مقام سے نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو احادیث میں اور قرآن میں بیشمار جگہوں پر ذرا یا ہے۔ کہ دوزخ کی آگ سے بچو۔ یہاں تک کہ کسی بھی فوت شدہ کی قبر کے متعلق ارشاد فرمایا۔ (عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَخْضَعَ الْقَبْرُ ۳۱۲۔ جلد اول مسلم)

(ترجمہ) کہ کسی بھی قبر کو پُچھنے گنج نہ کرو اور نہ اُسے آگ کی پکی چیز سے تیار کرو۔ میت کو آگ کی پکی چیز سے بچاؤ۔

اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ اُمتی اس پیار کو کہاں تک قبول کر رہے ہیں۔

آخر میت صاحبِ قبر کو آگ کی پکی چیز سے تکلیف ہوتی ہے۔ تبھی تو منع فرمادیا۔

لیکن ہو یہ رہا ہے۔ کہ قبر کی اسامی جو قبر کے اندر میت کو رکھنے کیلئے بنائی جاتی ہے۔ اُس اسامی کو آگ کی پکی اینٹوں اور آگ کے سیمنٹ اور سریے سے پختہ صرف اس لئے بناتے

ہیں۔ کہ برادری قوم اور ہم پائیہ لوگوں میں اُونچا مقام پائیں۔ دکھاتے یہ ہیں کہ ہم اپنے متوفی میت سے بڑی محبت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ اور میت چنچیں مار رہا ہے کہ میرے ساتھ یہ کیا سلوک کیا جا رہا ہے۔ میت کی آسامی کو اندر سے پختہ کرنا میت سے صاف دشمنی ہے۔ جذبات اور بدلتے حالات کی رو میں فوراً بہہ جانے والے ایسے علماء کی اس زمانہ میں کچھ کمی نہیں ہے۔ جو پاس کھڑے ہو کر یہ کام کرواتے ہیں۔ اور اُس سے مس نہیں ہوتے۔ ایسے علماء سے احتجاج کیا جائے تو نہایت غیر معقول اور بوسیدہ جواب دیتے یوں نظر آئیں گے۔ ۱۔ کیا کریں لوگ نہیں مانتے کہنے اور تبلیغ کا بار بار کیا فائدہ ۲۔ علاقے کی زمین کمزور سیم زدہ ہے قبر کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔

۳۔ سب لوگ ایسے ہی کر رہے ہیں کس کس کو روکیں۔ ۴۔ سارے بزرگوں کے مزارات پکے ہی ہیں۔ ۵۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار اقدس بھی تو پختہ ہی ہے۔ وغیرہ۔

۱۔ لوگ مانیں یا نہ مانیں تبلیغ کے تین درجوں میں سے جو مسلمان کسی درجہ پر بھی فائز نہیں۔ وہ دُنیا سے جاتے وقت اپنے ایمان کی سلامتی کا انتظام کیسے کرے گا۔ تبلیغ اور دعوت حق اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تین درجے ہیں۔ ☆۱۔ طاقت کے ذریعے حق بات منوانا اور بُرائی سے روکنا۔ ☆۲۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو زبان کے ذریعے ☆۳۔ بیزاری اور دل میں ایسی محفل سے مکمل نفرت۔

۲۔ علاقے کی زمین اگر واقعی اتنا بوجھ نہیں اٹھا سکتی۔ تو جو پکی اینٹوں سے بنانے کا قبر کا خرچہ آرہا ہے۔ اُسی خرچے سے لکڑی کا صندوق اندر سے گارے کا لپ کر کے متبادل انتظام ہو سکتا ہے۔ کچی اینٹوں سے قبر کی آسامی کسی بھی شکل میں تیار کی جا سکتی ہے۔ سبھی لوگ باطل پرست ہو جائیں۔ اور چند حق پرست ہوں تو کیا یہ چند اچھے لوگوں کو بروں کے

ساتھ مل جانا حق پرستی ہے؟ یا اپنی حقانیت اور سچائی کا پرچار تبلیغ کے تینوں درجوں میں سے کسی نہ کسی ایک درجے پر قائم رہ کر اپنے ایمان کی دلیل پیش کرتے رہنا حق پرستی ہے۔

۳۔ آغاز بعثت سے لے کر اب تک کسی ولی یا نبی نے یہ تعلیم نہیں دی کہ میری یا کسی اور فوت شدہ کی قبر کے اندر آسامی آگ کی پکی اینٹ و سیمنٹ سے تیار کی جائے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقد پر انوار کی آسامی اور بلکہ ساری قبر مبارک گنبد کے اندر رکھی ہی ہے۔ تمام متقدمین و متاخرین محققین و مجید علماء دور حاضر نے حقیقی شرعی مجبوری کے علاوہ شوق یا بے پلے کی پوجا اور میت سے جعلی محبت کرتے ہوئے عام متونی آدمی کی قبر کو مٹختہ بنانے سے سختی سے منع کیا ہے۔ جبکہ شریعت مطہرہ میں قبر یا آسامی کو مٹختہ بنانے سے ثواب کا تو کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ اسی لئے میت صاحب قبر کو آگ کی پکی چیز سے آسامی کے اندر بالخصوص تکلیف ہوتی ہے۔ البتہ کسی موذی جانور یا قبر بیٹھنے کا خدشہ ہو تو پھر بھی اندر سے آسامی کو مٹختہ کرنا شرعی تقاضوں اور تعمیری مصلحتوں کے خلاف ہے۔

مجبوری کی صورت میں قبر کے اوپر بیرونی حصہ کو آسامی کے آس پاس ہٹ کر پکی قبر بنانا جواز کے دائرے میں آتا ہے۔ لیکن اب تو خود نمائی اور فیشن کے انداز میں اندر اور باہر سے قبریں مٹختہ بنائی جا رہی ہیں۔ جبکہ کوئی مجبوری نہیں کوئی شرعی وجہ بھی نہیں۔ مجبوری یا شرعی وجہ ہو تو متبادل طریقہ بتایا جا چکا ہے۔ خلاصہ کلام یہ نکلا۔ کہ قبر کو باہر یا اندر سے آگ کی پکی چیز سے مٹختہ بنانا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں تھا۔ اپنے امتی سے پیار کرتے ہوئے تکلیف دینے والی چیز سے منع فرما دیا۔ کیا یہ موجودہ لوگ اپنے متونی (فوت ہونے والے) سے آگ کی پکی چیزوں سے اس کی قبر بنا کر پیار کا ثبوت دے رہے ہیں، یا

عداوت؟

﴿ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا اوپر چار ہے گا﴾

حدیث نمبر ۹۷:- عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ عَشْرُونَ وَمِائَةً صَفٍّ ثَمَانُونَ مِنْهَا مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ وَأَرْبَعُونَ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ

(ص ۴۹۸ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَدَّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهُ فِي الرِّزْعِ فَقَالَ لَهُ أَلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ قَالَ بَلَى وَلَكِنِّي أَحْبُّ أَنْ أَرْزَعَ فَبَدَأَ فَطَرَفَ نَبَاتَهُ وَاسْتَوَاءَهُ وَاسْتَخْصَاذَهُ فَكَانَ أَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى جَلَّ مَجْدُهُ دُونَكَ يَا أَبْنَى آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ وَاللَّهِ لَا تَجِدُهُ إِلَّا قَرْشِيًّا أَوْ أَنْصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ رُزْعٍ وَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ رُزْعٍ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

(ص ۵۰۰ جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- افغانستان کے علاقہ میں فوت ہونے والے صحابہ کرام میں

سے ”۱۶۳“ احادیث روایت کرنے والے آخری صحابی رسول حضرت بریدہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اعظم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ بہشتیوں کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ اسی صفیں میری اُمت کی ہوں گی۔ اور چالیس صفیں باقی تمام اُمتوں سے ہوں گی۔ اس حدیث کو امام ترمذی اور دارمی اور بیہقی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث :- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ ایک جنتی آدمی اللہ تعالیٰ سے جنت میں کھیتی باڑی کی اجازت مانگے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے تیری پسند کے مطابق کچھ نہیں ملا۔ عرض کرے گا کیوں نہیں لیکن مجھے زراعت کرنے کا شوق ہے۔ اُسے اجازت دے دی جائے گی۔ جو جوار ادہ کرتا جائے گا۔ فصلیں پے در پے اگتی اور پکتی اور کنتی جائیں گی۔ دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑوں کی طرح فصلوں کے کلیان اکٹھے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ رُک جا اے آدم کے بیٹے تیرے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ تو (پاس بیٹھا وہ) دیہاتی بولا۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم وہ جنتی آدمی قریشی یا انصاری ہی ہوگا۔ اس لئے کہ وہ زمیندار ہیں۔ ہم تو زمیندار نہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیئے۔ اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔

شرح حدیث نمبر ۹۷۷ ایضاً حدیث :- ان دونوں احادیث میں درج ذیل مذکور نکات موجود ہیں۔

☆ تمام اُمتوں کے جنتی افراد سے زیادہ نفری جنتیوں کی اُمت مُحَمَّدیَّة عَلٰی صَاحِبِهَا اَلْفُ اَلْفُ فَحِیَّة کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا کرم بالائے کرم

ہے۔ الحمد للہ تمام اُمتوں میں سے جنتیوں کی نفری ایک صد بیس صفوں میں سے صرف چالیس صفیں ہوں گی۔ اور اسی صفیں جنتیوں کی اس اُمت مرحومہ اُمتِ محمدیہ سے ہوں گی۔ یہ شانِ محبوبی بچال مدنی سرکارِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی صدقہ ہے۔

☆ جس جنت و دوزخ کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ یہ جنت اور دوزخ آسمان اور زمین سے الگ تیار کی گئی ہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک کے چوتھے اور ستائیسویں پارے میں موجود ہے۔ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ (پارہ ۴) عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ (پارہ ۲۷) یعنی صرف بہشتوں کی چوڑائی سات آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے۔ تو بہشتوں کی لمبائی ان چودوں طبقات کے اندر کیسے پوری آسکتی ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ جنتی اور دوزخی مقامات ارض و سماء سے خارج میں موجود ہیں۔ جیسے سات آسمانوں عرش و کرسی و دیگر ملکوتی مخلوقات کا حدودِ اربعہ خلاء میں قائم ہے۔ ایسے ہی تمام زمینی مخلوقات کا حدودِ اربعہ بھی خلاء میں ہی قائم ہے۔ اور ایسے ہی جنت و دوزخ بھی خلاء میں ساکن ہیں۔ اور ان سب کو آسرا ہے اور قائم ہیں تو صرف اللہ جل مجدہ کی نگاہِ کرم سے۔ کہ ان تمام موجودات کو کسی بھی چیز کی فیک نہیں۔ ان کو خلاء میں کوئی آسرا نہیں ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حکم لم یزل ولا یزال سے اپنی اپنی جگہ قائم ہیں۔

☆ احادیث میں بہشتوں کی اہمیت و ابدیت تفصیل سے مذکور ہے۔ جنت کی خوراک اس جہان میں بے حجاب رُبِّخ تابان کی ایک جھلکی دکھا دے تو ارض و سماء اس کے نورانی حُسن سے جگمگا جائیں۔ وہاں سونے اور چاندی کے برتنوں میں خورد و نوش ہوگا۔ وہاں بیماری، بے قراری، فکر و غم، اُداسی، جھگڑا، کسی قسم کا کبھی کوئی فساد نہ ہوگا۔ جنت میں جانے والوں کی عمریں پچیس تیس سال کے لگ بھگ ہوں گی۔ آنکھوں میں قدرتی کا جل اور چہرے پر

بال نہیں ہونگے۔ جوانی ہمیشہ قائم رہے گی۔ بڑھاپا کبھی نہیں آئے گا۔ لباس میلانہ ہوگا اور نہ پُرانا ہوگا۔ ایک جتنی کو دنیا کے سب سے مضبوط آدمیوں کی جنسی طاقت حاصل ہوگی۔ اور انبیاء کرام میں سے ہر ایک کو ایک سو جتنی کی جنسی طاقت حاصل ہوگی۔ یعنی دنیا کے طاقت ور چار ہزار آدمیوں کی طاقت ایک نبی کو حاصل ہوگی۔ ایک عام جتنی کو بہتر سے زائد حوریں بطور بیوی کے دی جائیں گی۔ کم درجہ والے ایک جتنی کو اتنا رقبہ علاقہ، باغات اور جائیدادیں دی جائیں گی۔ جتنی یہ دنیا اور اس کے علاوہ دس گنا کے برابر مزید دیا جائے گا۔ جنت کی حوریں اتنی خوبصورت ہوں گی۔ جو کسی آنکھ نے ایسی حسین عورتیں کبھی نہ دیکھی ہوں گی اور نہ سنی ہوں گی۔ حسن و بدن کی نزاکت اتنی کہ پنڈلی کا مغز پہنے ہوئے لباس کے باہر سے نظر آئے گا۔

☆ قرآن پاک میں جن نوکروں چاکروں خدمت گاروں کا غلمان کے لفظ سے ذکر فرمایا ایسے غلمان تقریباً اسی ہزار ایک جتنی کی خدمت کیلئے ہونگے۔ اور ہر وقت جتنی کی خدمت کیلئے حاضر رہیں گے۔ کسی کو کہے بغیر دل میں جس چیز کی بھی چاہت ہوگی۔ فوراً وہ چیز خود حاضر خدمت ہو جائے گی۔ کہیں آنے جانے کا یا سیر و تفریح کا منصوبہ دماغ میں آئے گا۔ تو بہشتی جن پلنگوں پر بیٹھے ہونگے وہ پلنگ خود بخود مشینری کا کام دیں گے۔ اور جتنی کی خواہش کے مطابق پرواز کر کے بہشتی کو وہاں پہنچا دیں گے۔ جہاں اور جیسا جتنی کا ارادہ ہو گا۔ یعنی جتنی ساز و سامان درخت اور جتنی جانوروں کو اللہ تعالیٰ نے دلوں کے حال معلوم کرنے کی طاقت عطا کر رکھی ہے۔ اس کے علاوہ جتنی جانور سواریاں بھی ہوں گی۔ جن کو بُراق کہا جاتا ہے۔ اور جنت کے آٹھ دروازے ہونگے موتیوں اور بے مثال انمول ہیروں اور زبرجد، یاقوت جیسے پتھروں سے محلات اور بنگلے تیار ہونگے۔ سونے اور چاندی اور دل

رُبا خوشنما روح پرور اشیاء سے فرش تیار ہونگے۔ جنت میں مشہور چار نہریں ہیں۔ دودھ کی، شہد کی، پانی کی اور بد مستی خبیث تاثیر سے پاک شراب کی نہر ہوگی۔ ایسا دودھ ایسا شہد، ایسا پانی، ایسی شراب اس سے پہلے نہ کسی نے نوش کی ہوگی اور نہ دیکھی ہوگی۔ شراب میں بد مستی اور دماغ پر چھا جانے والا خمار نہیں ہوگا۔ اولاد کی اگر کوئی خواہش کرے گا۔ تو حور سے بھخت اور وہیں قرار و وضع حمل اور دیکھتے دیکھتے بچہ جوان ہو جائے گا۔ جتنی جب بہشت میں داخل ہو کر اپنے اپنے گھروں میں جائیں گے۔ تو ایسی شناخت کے ساتھ جیسے مدتوں وہاں زندگی گزار چکے ہوں۔ اور

اپنے گھر کا بخوبی اتہ پتہ ہو۔ بہشتی ایمان دار کی جنت میں بننے والی بیویاں (حوریں) اپنے بننے والے خاوند بہشتی کا استقبال کریں گی۔ بہشت والے دو ہی زبانوں میں گفتگو کیا کریں گے۔ (لِسَانًا أَهْلُ الْجَنَّةِ الْعَرَبِيَّةُ وَالْفَارْسِيَّةُ أَوْ كَمَا قَالُوا) عربی اور فارسی دوزبانیں استعمال کی جائیں گی۔ ویسے تو ہر انسان کو سکرات موت سے لے کر ہمیشہ کیلئے عربی زبان بولنے کا شعور دے دیا جاتا ہے۔ بہشتی مرد مومن جنت میں داخل ہوگا تو اس کا وہ حوریں استقبال کریں گی جو اس کی بیویاں ہوں گی۔ اور وہ استقبال کے وقت گیت گائیں گی۔

نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِيدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبَأُ وَ
نَحْنُ الرَّاضِيَاتُ فَلَا نَسْخَطُ طُوبَى لِمَنْ كَانَ لَنَا وَكُنَّا لَهُ۔
ترجمہ:- ہم ہمیشہ رہنے والی کبھی فنا نہ ہوں گی ہم نعمتوں والی عمدہ کبھی غریب نہ ہوں گی۔
ہم ہمیشہ راضی کبھی ناراض نہ ہوں گی جس کیلئے ہم اور جو ہمارے لئے سب کو مبارک۔ حدیث
ایضاً میں اہم نکات یہ ہیں۔

☆۔ جنت میں جو کام بھی ہوگا اس کو کسی سبب یا وسیلہ یا ذریعہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ جنتی جو جیسا ارادہ کرے گا ویسے ہی ہوتا جائے گا۔

☆۔ بیکار غیر ضروری مطالبے پورے نہیں کئے جائیں گے۔

☆۔ جملہ اہل حق کسی نہ کسی مقام پر یقیناً اس صفت سے متصف ہو جاتے ہیں۔

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ (پارہ ۲۳ سورۃ یسین)

ترجمہ۔ بے شک اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنا چاہے تو صرف اتنا کہہ دیتا ہے ہو جا تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی جب کوئی جنتی کسی کام کا ارادہ کرے گا تو وہ کام فوراً ہو جائے گا۔

یعنی تَوْتِ ارادی کی ایسی اکملیت کہ مطلقاً ارادہ کرنے سے تمام امور خود بخود معرض وجود میں آجائیں۔

﴿تمام بہشتیوں کو دنیا کی تمام غلاظتوں، پاخانہ اور پیشاب جیسی

گندگیوں کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی﴾

حدیث نمبر ۹۸:- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ وَلَا يَتَفَلُّونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَتَمَخَّطُونَ قَالُوا فَمَا بَالُ الطَّعَامِ قَالَ حَشَاءَ وَرُشْحُ كَرُشْحِ الْمَسْكِ يُلْهَمُونَ التَّسْنِيحَ وَالتَّحْمِيذَ كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفْسَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (جلد ۲ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہشتی لوگ کھائیں پیئیں گے۔ مگر جسمانی آلودگی میل وغیرہ اور جوئیں نہ پڑیں گی۔ نہ پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانہ کی حاجت ہوگی۔ نہ ریختہ اور نہ بلغمی تھوک ہی آئے گی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے پینے کے فضلات اور مواد کہاں جائیں گے؟ آپ نے فرمایا ڈکار لیں گے اور خوراک کے سارے فضلات اور مواد کستوری کی مہک بن کر سانس کے ساتھ اُڑ کر بکھر جائیں گے۔ اور فضائے جنت کو مہکا دیں گے۔ تسبیح و تہجد سے جنتیوں کا ایسا تعلق جیسا خود بخود بلا ارادہ سانس لیا جاتا ہے۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں اہم نکات درج ذیل ہیں۔

☆ قرآن پاک میں اور احادیث صحیحہ میں مذکور بہشت اور دوزخ کوئی ہوائی یا خیالی چیز نہیں۔ بلکہ عین حقیقت کے مطابق جنت اور دوزخ اپنا اپنا مستقل وجود اور لطیف جسم رکھتے ہیں۔ جنت میں ہر چیز لطیف وجود رکھتی ہوگی۔ جس میں غلاظت، کثافت، خباثت اور شرارت فتنہ نہ ہوگا۔ کامل اور بلیغ قسم کی صفتوں سے تمام جنتی متصف ہونگے۔ کھانا پینا، بہترین مشروبات، پھل اور ہر قسم کی مناسب تمنا کے مطابق ہر سہولت خود بخود میسر ہوگی۔ جنت میں نیند نہ آئے گی بول و براز نہیں ہوگا۔ البتہ پاخانے کا راستہ تو ویسے ہی ختم کر دیا جائے گا۔ اور پیشاب کے راستے سے بدبودار بول نہیں آئے گا۔ بلکہ بول کے راستہ کو بحال رکھنے کی غالباً یہی وجہ ہوگی۔ کہ بہشتی زندگی کی لذیذ ترین اور سکون بخش جو عظیم ترین چیز ہوگی۔ وہ خور و شراب سے مباشرت اور ہم بستری جنسی داد و عیش کا حصول ہوگا۔

پیشاب کے راستہ کو بحال رکھا جائے گا۔ اور خور و شراب سے یہ جنسی سرور حاصل کرنا اس پیشاب کے راستہ سے ہی منسلک رہے گا۔

☆ جنت مصطفائی جاگیر ہے۔ جنت حضور دسر کا ردو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں اور پیروکاروں کے ماننے والوں کی ایک عظیم رہائش گاہ (کالونی) ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ کیلئے پر کیف زندگی گزاریں گے۔ اور اُس جنت کی مالکی (الامنٹ) سے اُن کو کبھی بے دخل نہیں کیا جائے گا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ یہی نعمتیں تمام تر اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والوں کو عطا کر دے گا۔ تمام جنت میں سے حقوق ملکیت ہر بہشتی کو دے دیئے جائیں گے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ غریب یا بے مالک نہیں ہوگا۔ بے اختیار نہیں ہوگا۔ اصل میں ہمیشہ وہی مالک حقیقی رہا ہے۔ لہذا یہ کہنا غیر معقول نہ رہا۔

(یا رسول اللہ) خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا۔

اس حدیث پاک کا ایک لفظ نہایت بلیغ انداز میں اہل سنت و جماعت بریلوی مسلک کی صداقت کا اقتباسی طور پر اعلان کر رہا ہے وہ

ہے۔ (جَسَاءٌ وَرُشْحٌ كَرُشْحِ الْمَسْكِ)

۱۔ مخلوق میں سے بالخصوص انبیاء کرام متعدد امور میں اس دُنیا کے ناپائیدار میں بھی طبعی اور فطری مادی تقاضوں کے محتاج نہیں ہوتے۔ مثلاً طبعی، فطری مادی ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ بالخصوص انسان جب کوئی چیز کھائے یا کوئی مشروب پی لے تو معدہ میں ہضم ہونے کے بعد پیشاب کے دونوں راستوں سے بدبودار، تلخ، مُضر بول و پاخانہ برآمد ہونا ضروری عمل ہے۔ لیکن جیسا کہ عالم آخرت میں جنت میں جنتی کھائیں گے اور پیئیں گے۔ اور اُن کے جسم سے کوئی گندگی یا غلاظت یا بدبودار مادہ کبھی برآمد نہ ہوگا۔ بلکہ وہ بہشتی خورد و نوش جنتی کے ڈکار کے ساتھ کستوری بن کراڑ جائے گا۔ اور جنت کی فضاء کو آلودہ نہیں کرے گا بلکہ معطر بنا دے گا۔ چونکہ یہ وصف کوئی ایسا خاصہ خداوندی نہیں جس کی نسبت کسی نبی یا ولی سے کی جائے تو شرک یا بدعت ہوگا۔ اسی لئے یہ بہشتی خاصہ انبیاء کرام بالخصوص ہمارے آقائے کل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے و محبوبین اولیاء کرام کیلئے اس دُنیا میں بھی ثابت و ظاہر و باہر رہا ہے۔

اس مفہوم کو سمجھنے کیلئے حدیث نمبر ۵۹۵ وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطَّيِّبِ پر غور فرمائیے۔

﴿اُنْكَ بَارُو كِي قُوْت پِه لاکھوں سلام﴾

حدیث نمبر ۹۹:- عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَتَحَنَّنُ فِي غَارِ حِرَاءٍ فَجَاءَهُ الْمَلِكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ قَالَ فَآخَذَنِي فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ قُلْتُ مَا أَنَا بِقَارِيٍّ قَالَ فَآخَذَنِي فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ أَرْسَلَنِي فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ☆ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ☆ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ☆ فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَرْجُفُ بَوَادِرُهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ فَقَالَ زَمَلُونِي زَمَلُونِي الْخ (ص ۸۸ جلد ۱ مسلم شریف)

ترجمہ:- ام المؤمنین سیدتنا عائشہ رضوان اللہ و صلوات اللہ علیہا فرماتی ہیں۔ کہ رسول اعظم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعثت سے پہلے علیحدگی اور خلوت نشینی پسند تھی ”آپ غار حراء (جبل نور) میں تشریف لے جاتے اور ساتھ زادراہ بھی لیجا کر لے جاتے تھے۔

”(ایک دن جبل نور کی غار حراء میں عبادت میں مصروف تھے)“ آپ کے پاس ایک فرشتہ (حضرت جبرائیل علیہ السلام) آئے اور آکر عرض کیا (اقْرَأْ) پڑھیے۔ آپ نے فرمایا

(مَا أَنَا بِقَارِيٍّ) میں نہیں پڑھنے والا۔ تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے پکڑا اور باہوں میں لے کر مجھے دبایا۔ یہاں تک کہ سارا زور لگا دیا۔ تو پھر مجھے چھوڑ کر کہا۔ پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا۔ تو اس نے دوسری مرتبہ پکڑ کر دونوں بازوؤں سے مجھے دبایا حتیٰ کہ اس نے سارا زور لگا دیا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا۔ پڑھیے میں نے کہا میں نہیں پڑھنے والا۔ تیسری مرتبہ جبرائیل علیہ السلام نے پکڑ کر خوب بھینچا اور دبا دیا حتیٰ کہ اس نے سارا زور لگا دیا۔ پھر مجھے چھوڑ کر کہا پڑھیے اللہ کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا۔ انسان کو خونی لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو ہر وہ چیز سکھادی جس کا اُس کو پہلے علم نہ تھا۔ تب حضور علیہ السلام نے اس ترجمے والی ابتدائی آیات سورۃ العلق کو تلاوت کر کے سنا دیا۔ پھر انہی آیات کے ساتھ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ کے پاس واپس گھر لوٹے۔ جبکہ آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا اور فرمایا مجھ پر چادر اوڑھ دو۔

شرح حدیث:- اس حدیث پاک میں جبرائیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی حاضری بہار گاہ مصطفوی کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں ایمان افروز نکات جلوہ گر ہیں۔

☆۔ مکتب وحدت میں سب انبیاء کرام سے زیادہ نمبروں میں نہایت اعلیٰ سند اور ڈگری حاصل کرنے والے ہمارے نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں مذکور ہے۔

أَدْبَنِي رَبِّي فَأَحْسَنَ تَأْدِيبِي-

☆۔ فرشتے اور نبی کا توازن ایک استاد اور شاگرد کا یا ایک پیر اور مرید کا سا ہوتا ہے۔ انبیاء کے پاس وحی لانے والا فرشتہ ایک پیکر امانت فرشتوں کا سردار تو ہو سکتا ہے۔ لیکن نبیوں کا

سردار نہیں ہو سکتا۔ نبوت کے منصب کو ملکوتی دنیا کا بڑے سے بڑے عظیم رتبہ والا فرشتہ بھی نہیں پاسکتا۔ جیسا کہ احادیث معراج میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ **بِسَدْرَةِ الْمُنْتَهٰی** کے اپنے عظیم مقام پر پہنچ کر جبریل امین نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنی گھلی شکست تسلیم کر لی۔ کہ میں اس اپنے سدرۃ المنتهٰی مقام سے آگے عالم جبروت و عالم لاہوت میں جانے کی کوشش کروں تو میرے نورانی پرچل کر رکھ ہو جائیں۔ اس لئے کہ آگے جبروتی و لاہوتی جہانوں کے انوار اتنی ہیبت و طاقت و کمال رکھتے ہیں کہ میرے نور پر وہاں سلامت نہیں رہ سکتے۔ لہذا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ آگے تشریف لیجائیے۔ آپ کیلئے اللہ تعالیٰ نے ملاقات کی بہت آگے جگہ مقرر کی ہے۔ آپ کے ساتھ وہاں جانے کی مجھ میں مجال نہیں۔ یہ آپ کا ہی مرتبہ ہے۔

☆ جیسا کہ دورِ حاضر کے **خُفْرُ مُسْتَنْفِرِہ** بے ادب لوگ امام الانبیا کے ساتھ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام یا کوئی بھی وحی لانے والا فرشتہ نبی کا پیر یا استاد یا فیض رسان رہا کرتا ہے۔ حالانکہ کہ یہ بات تو ویسے عقلی طور پر بھی معقول نظر نہیں آتی۔ کیونکہ دو فریقوں کے درمیان ڈاک لے جانے والا یا سفیر بن کر جانے والا محض ایک رابطہ ہوتا ہے کہ اکثر اوقات سفیر کو کچھ بھی پتہ نہیں ہوتا۔ کہ مُرسل کاتب نے مکتوب الیہ کو کیا پیغام دیا ہے۔ لہذا جبریل علیہ السلام ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خادم اور مرید بن کر فیض حاصل کرنے اور بارگاہِ مصطفویٰ تک رسائی حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوا تھا۔ پیر یا استاد بن کر فرشتے کا نبی کے پاس آنا۔ یہ تو ویسے ہی ایک مضحکہ خیز سوچ ہے۔ نبی اور خداوندِ ذوالجلال کے درمیان اور کوئی بھی مقام نہیں ہے۔ ملکوتی دنیا کے مرتبے نبوت کے منصب کے بعد شروع ہوتے ہیں۔

☆۔ اس حدیث پاک کے لفظی اندازِ کلام پر ایک نظر۔

(فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ مَا اَنَا بِقَارِئٍ) کسی بھی حدیث میں یہ مذکور نہیں کہ جبریل امین علیہ السلام نے پہلی اس وحی میں سورہ علق کی پہلی ساری آیت پڑھی ہو یعنی **اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ** بلکہ دونوں مرتبہ صرف یہی کہتے رہے۔ ”اقْرَأْ“ پڑھیے اور آپ جواب فرماتے رہے ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ میں نہیں پڑھتا۔ یعنی امانتِ خداوندی اور کلامِ الہی کی پہلی پوری آیت جب تک آپ نہ پڑھیں گے میں نہیں پڑھوں گا۔ تیسری مرتبہ حضرت جبریل امین نے پوری آیت پڑھی ”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ“ تو حضور علیہ السلام نے پھر یہ نہ فرمایا کہ ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ بلکہ پوری آیت آپ نے بھی پڑھ کر سنادی ”اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ“ ترجمہ:- پڑھیے اپنے اُس رب کے نام سے جس نے سب کچھ پیدا کیا۔ ویسے بھی یہ بات کچھ معقول نظر نہیں آتی کہ پڑھانے والا کہے پڑھ اور پڑھنے والا بھی آگے سے کہے پڑھ۔ کیونکہ ”اقْرَأْ“ کا ترجمہ یہی ہے۔ معلوم ہوا حضرت جبریل علیہ السلام کا دو مرتبہ صرف ”اقْرَأْ“ لفظ کہنا اور حضور علیہ السلام کو اپنے کلاوہ میں لے کر خوب دبا کر ملنا ایسے اسرار پر مشتمل تھا۔ جس کی حقیقت بالخصوص دورِ حاضر کا گستاخ رسول معلوم نہیں کر سکتا۔ اور یہ راز و نیاز کے اسرار تو حضور کے خاص غلام ہی جانتے ہیں۔ جن کی بدولت سرکارِ ابد قرار کا ایک ادنیٰ امتی عاشق رسول بھی جانتا ہے۔ جیسا کہ علامہ نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف جواہر البحار میں کئی متعدد اعیانِ اُمت کے حوالہ سے اس بات کی تصریح فرمائی ہے۔

ورنہ فرشتے اور نبوت کے مقام کی تو کوئی نسبت ہی نہیں۔

صد ہزاراں جبریل اندر بشر ہمارے غریباں یک نظر۔ رومی

۶۔ دورِ حاضر کے بعض بد بخت گستاخ امتی یہ کہتے نظر آئیں گے۔ کہ جبریل امین فرشتہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُستاد تھے۔ فیض دینے کیلئے آئے تھے۔ اسی لئے تو آپ فرماتے رہے۔ مَا اَنَا بِقَارِئٍ۔ میں پڑھنا نہیں جانتا۔ حالانکہ اسی حدیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ آپ خوب پڑھنا جانتے تھے۔ جونہی تیسری بار پوری آیت پڑھ کر جبریل امین نے سنائی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار یہ پھر نہ فرمایا کہ ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ صحیح ترجمہ یہ ہے۔ میں نہیں پڑھتا (جب تک پوری آیت نہ سنائے) ”مَا اَنَا بِقَارِئٍ“ کا ترجمہ یہ کرنا کہ میں پڑھنا جانتا نہیں ہوں سراسر غلط فہمی ہے۔

رہا کلاوہ میں لے کر بھینچنا خوب دبانایہ فیض حاصل کرنے کیلئے تھا۔ یعنی حضور نبی لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک مشکوٰۃ نبوت کے ساتھ جبریل امین کا اپنا سینہ اور دل ملانا فیض لینے کیلئے تھا فیض دینے کیلئے نہ تھا۔

اس حدیث پاک کے ضمن میں یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گئی۔ کہ ہمارے آقا سَيِّدُ الْكَوْنِ هُوَ الْكَوْنُ لَهُ الْكَوْنُ وَهُوَ كُلُّ الْكَوْنِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جسمانی طور پر جبریل علیہ السلام سے بڑھ کر بے پناہ طاقت اور توانائی کے مالک تھے۔ کتب سیرت میں یہ چیز موجود ہے۔ کہ سیدنا جبریل علیہ السلام اتنی طاقت کے مالک ہیں۔ اگر تمام دُنیا کے پہاڑ اکٹھے کر کے اپنے پر کی ایک ضرب لگا دیں تو سارے پہاڑ خاک بلکہ راکھ بن جائیں۔ تو یہ ہیں سیدنا جبریل علیہ السلام فرشتوں کے سردار جنہوں نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین بار ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنے کلاوہ میں لے کر خوب دبایا۔ لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سوائے پسینے کے چند قطروں کے کوئی خاص زحمت محسوس نہ ہوئی۔ ہمارے آقا علیہ السلام کی جسمانی طاقت کا یہ عالم ہے۔ تو ہمارے نبی پاک کی

روحانی طاقت کو جبریل علیہ السلام کیسے پاسکتے ہیں۔ أَخَذَنِي - فَعَطَّنِي - حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ۔

ترجمہ:- ”مجھے پکڑا اور خوب دبایا یہاں تک کہ ایڑی چوٹی کا سب زور لگا دیا۔“ دورِ حاضر کے بے ادب لوگوں کی غلط فہمی کے مطابق اگر غور کیا جائے تب بھی معاملہ برعکس ہے۔ معراج کی رات نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرائیل علیہ السلام کے آخری مقام سدرۃ المنتہی سے آگے لامکان کی طرف جارہے ہیں۔ اور جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔ سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ”جبریل میرے ساتھ آگے چلو“ تو جواب دیا ع۔ اگر یک سر موئے برتر پریم

فروغ تجلی بسوزِ دہرَم (رومی)

ترجمہ:- یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اگر اپنے اس بِسْدَرَةِ الْمُنْتَهٰی مقام سے ایک بال کے سر برابر آگے جاؤں۔ تو اگلا تو اتنی طاقت والا اور پُر ھِیْبَت ہے۔ کہ میرے نورانی پر جل جائیں گے۔ یہ آپ کی شان ہے۔ آپ آگے لامکان کی طرف تشریف لیجائیے۔ جبرائیل علیہ السلام اگر ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُستاد ہوتا۔ اور بارگاہِ خداوندی میں اُس کو زیادہ فضیلت حاصل ہوتی تو ساتھ ضرور جاتا۔ لیکن اپنی بے بسی کا اظہار کر کے شکست مان کر ثابت کر دیا۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلاوے میں لے کر فیض لینے آیا تھا فیض دینے نہیں آیا تھا۔

﴿کتاب الدعاء﴾

حدیث نمبر ۱۰۰:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۱۹۳ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

حدیث ایضاً نمبر ۱:- عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا يَزِدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا الدُّعَاءَ وَلَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ (ص ۱۹۵ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ایضاً حدیث نمبر ۲:- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمُ الصَّائِمُ حِينَ يَفْطِرُ وَالْإِمَامُ الْعَادِلُ وَالدَّعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللَّهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيَقُولُ الرَّبُّ تَعَالَى وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَا نُضْرَنُكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ وَفِي رَوَايَةٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثَلَاثٌ دَعَوَاتٌ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَكَّ فِيهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمَسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ (ص ۱۹۵ ج ۱ مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ حدیث نمبر ۱۰۰:- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی

لاریب عالم الغیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ”دُعا عبادت کا مغز ہے“۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۱:- سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ”تقدیر (قضائے الہی) کو سوائے دُعا کے کوئی چیز نہیں بدل سکتی۔ اور عمر میں خیر و برکت اور اضافہ سوائے نیکی کے اور کوئی چیز نہیں کر سکتی“۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا۔

ترجمہ ایضاً حدیث نمبر ۲:- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سرورِ عالمیان مالک ہر این و آن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ”تین آدمیوں کی دُعا رد نہیں کی جاتی“
۱:- بوقتِ افطار روزے دار کی دُعا ۲:- انصاف کرنے والے امام و حکمران کی دُعا ۳:- مظلوم کی دُعا جس کو اللہ تعالیٰ قبولیت کیلئے بلند فرما دیتا ہے اور اس کیلئے آسمانوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور بارگاہِ ایزدی سے آواز آتی ہے۔ (اے مظلوم) میں تیری مدد ضرور کروں گا۔ خواہ کچھ وقت کے بعد اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے۔ تین دُعاؤں کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔

۱:- والد کی دُعا (یعنی والدین) ۲:- مسافر کی دُعا ۳:- مظلوم کی دُعا

شرح حدیث نمبر ۱۰۰ اور احادیث ایضاً:- شَرَعَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ عَلَي صَاحِبِهَا أَلْفُ أَلْفِ تَحِيَّةٍ مِثْلُ دُعَاءِ كَالْفَرْقِ مَخْتَلَفٍ مَعَانِي مِثْلُ اسْتِعْمَالِ كَيْفَايَا هُوَ دُعَاءُ بِمَعْنَى مَطْلُوقِ پکار، دُعا بمعنی اظہار، دُعا بمعنی عبادت۔

زیادہ تر بمعنی مطلق پکار اور بمعنی عبادت دعا کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ بہ نسبت مطلق پکار کے قرآن پاک میں دُعا بمعنی عبادت زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہر عبادت پکار بھی ہے۔

لیکن ہر پکار عبادت نہیں ہے۔ جن الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ لم یزل ولا یزال سے کچھ طلب کیا جاتا ہے۔ اُس کو دُعا بمعنی عبادت کہا گیا ہے۔ بھوں کو پوجنے والے مُشرک لوگ بھی اپنے بھوں سے جب کچھ مانگتے ہیں۔ تو اُن کا یہ نظریہ ہوتا ہے۔ کہ یہ بُت کسی نہ کسی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے جزوی یا کُلی شریک ہیں۔ اور یہی دُعا بمعنی عبادت اکثر بھوں کی نسبت کفار کی عبادت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لیکن کفار بھوں کو پوجنے والوں کی یہ دُعا و عبادت بمنزلہ شرک و کفر ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کسی کو مطلق پکارنے یا آواز دینے سے شرک لازم نہیں آتا۔ جب تک پکارنے والے کا نظریہ اور عقیدہ شرک نہ ہو۔ کسی کو آواز دینا یا مطلق پکار یا کسی نبی یا ولی یا بزرگ کو بطورِ استمداد پکارنا یا مدد طلب کرنا (صرف بطورِ مظاہرِ خداوندی) شرک نہیں ہے۔ لہذا قرآن پاک میں جو بار بار آیا ہے۔ ”وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ“ ترجمہ:- اور جن کو تم اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتے ہو۔ اور یہ خطاب کفار بُت پرستوں سے ہے۔ دُعا پکار بمعنی عبادت ہے۔ ایسی آیات جو کفار بُت پرستوں یا بھوں یا شیاطین کے حق میں نازل ہوئیں۔ ایسی آیات کو اولیائے کرام و انبیائے کرام پر ٹھونسنا اسلام دشمنی، بے دینی اور فرقہ واریت ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے۔ کہ ”آخر زمانہ میں کچھ بے لگام مولوی پیدا ہو جائیں گے۔ جو بھوں، شیاطین والی آیات کو اولیائے کرام اور انبیائے کرام پر چسپاں کریں گے۔ اور جو لفظ دُعا قرآن و احادیث میں اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے متعلق ہے وہ عبادت ہے۔ اور جو لفظ دُعا انبیائے کرام و اولیائے کرام سے متعلق ہے۔ وہ بمعنی وسیلہ و استمداد ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں یہ تعلیم موجود ہے۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ“ (پارہ نمبر ۲)

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ“ (پارہ نمبر ۲)
احادیث و قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی ذات سے متعلق لفظ دُعا والی احادیث کا یہاں ذکر ہے۔ ان سابقہ احادیث میں دُعا بمعنی عبادت کا ہی ذکر ہے کہ دُعا بمعنی عبادت صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جاسکتی ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث اس بات کی وضاحت کر رہی ہے۔ ”الدُّعَاءُ مَخُّ الْعِبَادَةِ“ دُعا عبادت کا مغز ہے۔ مستجاب الدعوة (جس کی دُعا قبول ہوتی ہو) ہونے کیلئے ابتداء چند چیزیں نہایت لازمی ہیں۔ ادائیگیِ فرائضِ دینیہ کی بھرپور کوشش رہے۔ خوراک، غذا و مشروبات و لباس و تمام ضروریاتِ زندگی کا مالی واسطہ صرف خالص حلال کمائی سے ہو۔ بڑے بڑے کبار گناہوں و شرعی منوعات سے مکمل اجتناب۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔ ”مَلْبَسُهُ حَرَامٌ، مَشْرُبُهُ حَرَامٌ، مَطْعَمُهُ حَرَامٌ أَنَّى يُسْتَجَابُ لَهُ“ جبکہ لباس حرام، پینا حرام، کھانا حرام اور دُور دراز سے جا کر خانہ کعبہ میں رو کر دُعا کرے۔ تو ایسے آدمی کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے۔ اور حلال روزی سے خورد و نوش سُنَّتِ مُصْطَفٰی کے پیمانہ حق کے مطابق ہو۔ دُعا مانگتے وقت پاک جگہ یا مسجد قبلہ رُخ یکسوئی اور خلوص نیت سے اچھی دُعا مانگی جائے۔

اور حدیث پاک میں ہے کُلُّ جَسَدٍ نَبَتَ مِنْ سُحْبَتِ فَالنَّارُ أُولَىٰ بِهِ ترجمہ:- جس جسم کی بوٹیاں، گوشت پوست اور توانائیاں حرام کمائی سے پروان چڑھیں۔ ایسے جسم کو آگ میں جلا کر صاف کیا جائے گا۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی حدیث پاک میں دُعا کی طاقت کو جو جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ وہ نہایت بے مثال ہے۔ کہ سوائے دُعا کے اور کوئی چیز مُشکل کشا نہیں ہو سکتی۔ اور عمر میں نیکیوں سے اضافہ کا

مطلب حقیقی بھی ہے اور اضافی بھی۔ زندگی کے دنوں کی گنتی کا بڑھنا حقیقی معنی ہے۔ نیک اعمال کی کثرت سے زندگی کے تمام مراحل میں خیرات و برکات کا شامل حال ہونا اضافی معنی ہے۔

حدیث ایضاً نمبر ۲ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دونوں روایتوں کے مطابق بطور مستجاب الدعوات پانچ آدمیوں کو نامزد کیا گیا ہے۔

۱:- مظلوم کی دعا ۲:- بوقت افطار روزے دار کی دعا ۳:- عادل انصاف کرنے والا حکمران ۴:- مسافر کی دعا ۵:- والدین کی دعا۔

تاہم ان احادیث میں مذکور پانچ شخصیات کا ذکر اقل اکثر کیلئے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اور بھی بہت سے مقامات کی برکت سے دعا کی قبولیت ہوتی ہے۔ اور اسکے علاوہ بھی پاک ذوات مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ مثلاً میدان جنگ میں جب کفر و اسلام کے لشکر آمنے سامنے برسر پیکار ہوں۔ یہ وقت بھی دعا کی قبولیت کا ہے۔ دائمی بیمار آدمی بھی اکثر مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ اور غائبانہ کسی کی دعا۔ یہ دعا بھی اکثر قبول ہوتی ہے۔ بہترین افضل اور جلد قبولیت والی دعائیں قرآنی دعاؤں کا پہلا درجہ ہے۔ پھر معتبر اسناد اور صحیح متن والی احادیث میں مذکور جامع دعائیں اور پھر اسکے بعد کوئی کسی بھی زبان میں خلوص سے مانگی گئی دعا کا درجہ ہے۔

قرآنی ایمان افروز چند دعائیں۔

۱:- رَبَّنَا إِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(پارہ ۲ رکوع ۹)

ترجمہ:- اے اللہ ہمیں دنیا میں بھی اور آخرت میں اچھی زندگی عطا فرما۔ اور دوزخ کے

عذاب سے نجات عطا فرما۔

۲:- رَبَّنَا إِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ

(پارہ ۴ رکوع ۱۱)

ترجمہ:- اے اللہ ہم نے ایمان کیلئے اعلان کرنے والے کی آواز کو سُن لیا۔ کہ اپنے پروردگار پر ایمان رکھو تو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہ معاف فرما، ہماری برائیوں کو مٹا دے۔ اور ہمارا انجام نیک لوگوں کے ساتھ رہے۔

۳:- رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إَصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(پارہ ۳ رکوع ۸)

ترجمہ:- اے ہمارے رب ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں۔ تو ہماری گرفت نہ فرما۔ اے ہمارے رب ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈال جیسا بوجھ تو نے ہم سے پہلوں پر ڈالا اور ہم پر ایسی ذمہ داری نہ ڈال۔ جس کی ہم ہمت نہیں رکھتے۔ اور ہمیں معاف فرما، ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہمارا مالک ہے تو کافروں پر ہماری مدد فرما۔

۴:- وَقُلْ رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا

(پارہ ۱۵ رکوع ۹)

ترجمہ:- اور تو کہہ! اے اللہ مجھے دنیا و آخرت کے ہر مرحلے کا حق سچ کا داخلہ و خارجہ عطا فرما۔ اور میرے لئے اپنی طرف سے مددگار دلیل مقرر فرما۔

۵۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (پارہ ۸ رکوع ۹)

ترجمہ:- اے ہمارے رب ہم اپنے آپ پر ظلم کئے بیٹھے ہیں۔ اور اگر تو نے ہمیں معافی نہ دی۔ اور ہم پر رحم نہ فرمایا۔ تو ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔

۶۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ (پارہ ۱۱ رکوع ۱۳)

ترجمہ:- اے اللہ ہمیں ظالموں کیلئے آزمائش نہ بنا۔

۷۔ رَبَّنَا أَتِمِّمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (پارہ ۲۸ رکوع ۲۰)

ترجمہ:- اے اللہ ہمارا نور مکمل فرما اور ہمیں معاف فرما۔ بیشک تو ہر شایان شان چیز پر قادر ہے۔

۸۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (پارہ ۳ رکوع ۹)

ترجمہ:- اے اللہ ہمیں ہدایت فرمانے کے بعد ہمارے دلوں کو میڑھا ہونے سے بچا۔ اور اپنی طرف سے ہم پر رحمت فرما بیشک تو بہت زیادہ عطا فرمانے والا ہے۔

﴿احادیث کی جامع دعائیں﴾

ایسی احادیث جن کے الفاظ بہت کم اور مطالب و اسرار و رموز بہت زیادہ ایسی احادیث کو جامع دعائیں کا نام دیا جاتا ہے۔ اور ایسی احادیث کثرت سے موجود ہیں۔ جن کے کچھ الفاظ ذکر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَىٰ وَالتَّقَىٰ وَالْعَفَافَ وَالْغِنَىٰ رَوَاهُ مُسْلِمٌ (ص ۲۱۸ ج مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ:- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں بھی دعا مانگا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت، پرہیزگاری، پاک دامنی اور لوگوں کی محتاجی سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں۔

۲۔ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ - (پارہ ۲۸ رکوع ۲۰)

ترجمہ:- اے اللہ ہم تجھ سے تیری رحمت کے کامل وسائل اور تیری بخشش کے کچے ارادے مانگتے ہیں۔

۳۔ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ تَهْنِئَةَ الْعَيْشِ وَخَوَاتِيمَ أَعْمَالِنَا وَالْعَفَافَ وَالْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ -

ترجمہ:- اے اللہ ہم تجھ سے خوشگوار زندگی، پاک دامنی، مکمل معافی اور ہر کام کا انجام بخیر، دین و دنیا کے تمام معاملات کی سلامتی مانگتے ہیں۔

وَصَلَّى اللَّهُ وَبَارَكَ وَسَلَّم عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَعَلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَعَلَى إِلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأَوْلِيَائِهِ مَلَّتْهُ أَجْمَعِينَ ۝

سُنی رضوی جامع مسجد



ملنے کا پتہ: سُنی رضوی جامع مسجد چک نمبر 58 گ ب جڑانوالہ